اشاعت نمبر: ۴۷

إنّ من الشّعر حكمة. (رواه البخاری)

دِیْوَانُ
الإِمَامِ الشَّافِعیؒ

ابی عبد الله محمد بن ادریس الشافعیؒ

(۱۵۰ھ ۷۶۷م ــــ ۲۰۴ھ ۸۲۰م)

ترجمہ و تشریح

حضرت مولانا عبد اللہ صاحب کاپودروی دامت برکاتہم

ناشر

(حضرت مولانا مفتی) احمد دیولوی صاحب (دامت برکاتہم)

جامعہ علوم القرآن، جمبوسر، بھروچ، گجرات، الھند

نام کتاب	ترجمه و تشريح ديوان الإمام الشافعیؒ
مترجم وشارح	حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی، دامت برکاتہم
ترتیب وتنقیح	حضرت مولانا عبدالرشید خانپوری ندوی، زیدمجدہ
ناشر	حضرت مولانا مفتی احمد دیولوی صاحب، دامت برکاتہم
کمپیوٹرٹائپنگ وسیٹنگ	مولانا محمد شاکر بورسدی، فاضل، جامعہ جمبوسر
تعداد	۱۱۰۰، (گیارہ سو)
قیمت	۱۰۰، روپے

ناشر

شعبۂ نشرواشاعت

جامعہ علوم القرآن، بمقام جمبوسر، ضلع بھروچ، صوبہ گجرات، الھند

Jamiah Uloomul Quraan, by pass road
Jambusar (Dist. Bharuch) 392 150
Web: www.jamiahjambusar.com
E-mail : jamia@satyam.net.in
Tel. (02644) 220786 / 220286 Fax. 222677

انتساب

والدین مرحومین کے نام جنہوں نے نامساعد حالات میں بھی علوم اسلامیہ وعربیہ کی تعلیم میں لگا کر مجھ پر احسان عظیم فرمایا۔

مشفق اساتذۂ کرام کے نام جنہوں نے انتہائی شفقت اور مہربانی فرما کر دو لفظ لکھنے پڑھنے کے قابل بنایا۔

رفیقۂ حیات کے نام جس نے خدمت کا حق ادا کر کے مجھے گھریلو کاموں سے فارغ رکھا۔

فجزاهم الله تعالى جميعاً أحسن الجزاء

ترتيب القوافي

لترجمة ديوان الإمام الشافعي (رحمة الله عليه)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ناشر نامہ

مفتی احمد دیولوی
رئیس: جامعہ علوم القرآن
جمبوسر، بھروچ، گجرات، الہند

سیدنا امام شافعیؒ آسمان علم کے وہ تابندہ ستارے ہیں؛ جس سے علمی دنیا ہر زمانے میں رہبری پاتی رہی، بالخصوص آپکی ذات فقہ اسلامی کے فلک پر نمودار ہونے والی وہ ذات ہے؛ جسکی روشنی، ایک عالم کو روشن کرتی رہی اور انشاء اللہ تا قیام ساعت روشن کرتی رہیگی، اسلئے کہ احکام اسلام کو اصول وضوابط میں منضبط کر کے؛ عمل کے اعتبار سے آسانی پیدا کرنے والے؛ چار معروف فقہی مسالک میں سے ایک کا تعلق؛ انہیں کی ذات بابرکت سے ہے، جسے لوگ فقہ شافعی سے موسوم کرتے ہیں۔ محمد بن ادریسؒ وہ نام ہے جو صفحۂ ہستی پر وجود پانیکے بعد سے آج تک صدہا کتابوں کی زینت، ہزارہا مما لک وفقہاء کی قیادت اور کروڑ ہا زبانوں کو لذت وحلاوت بخشتا رہا، یہی نہیں؛ حق تعالیٰ نے اس نام کے ساتھ نسبت وتعارف کے طور پر ان گنت دیگر ناموں کو جوڑ کر؛ زندہ تابندہ رہنے والے ناموں کی فہرست میں اس نام کو بھی شامل کرلیا،

ایں سعادت بزور بازو نیست، تا نبخشد خدائے بخشندہ

امام شافعیؒ کی بے پناہ مقبولیت کا راز انکی خاندانی نسبت بھی ہے اور انکی ذاتی صلاحیت بھی، انکی والدہ کی محنت بھی ہے اور انکی طلب علم میں مشقت بھی، انکی خداداد ذہانت بھی ہے اور انکے اساتذہ کی شفقت بھی، انکا بے مثال حافظہ بھی ہے اور انکے شیوخ کا انکی شخصیت سازی کا لاثانی جذبہ بھی، انکی لغت دانی بھی ہے انکی نسب دانی بھی، انکا علوم قرآن سے بے پایاں لگاؤ بھی ہے اور احادیث بنویہ سے مثالی شغف بھی، انکے حصول علم کے طویل اسفار بھی ہیں اور علوم عربیہ کی صحرا نوردی بھی، انکے کامیاب مناظرات بھی ہیں، انکی سیکڑوں تصانیف بھی، انکا تواضع بھی ہے انکا تصوف بھی، انکی سخاوت بھی ہے انکی شرافت بھی، انکی شجاعت بھی ہے انکی صاف

گوئی بھی، انکی جرأت رندانہ بھی، انکی جست قلندرانہ بھی، انکی نرمی بھی، انکی گرمی بھی، انکا فہم بھی، انکی فراست بھی، انکی طبابت بھی انکی حذاقت بھی، انکی حکمت بھی انکی دانائی بھی، انکی عقل بھی، انکی تدبیر بھی، انکی قناعت بھی انکا استغناء بھی، انکی دعوت نہاری بھی انکی آہ سحر گاہی بھی، الغرض یہ آپکی ہمہ گیر شخصیت کے عناوین بھی ہیں اور آپ کی مقبولیت کے عوامل واسباب بھی، اور سنت خداوندی ہیکہ جو بھی اپنے آپکو مذکورہ اوصاف کا حامل اور مکارم کا خوگر بنالے؛ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اسکی رحمت اسکی دستگیری کر کے بلندی کے منازل طے کرا دیتی ہے۔

امام شافعیؒ نے غریب گھرانے میں آنکھ کھولنے اور یتیمی کے دور سے گذرنے کے باوجود شوق علم اور ذوق طلب کو ذرا بھی ماند نہ ہونے دیا، مسئلہ معاش میں توکل کی راہ اختیار کر کے، راہ علم کے راہی بن گئے، عربوں میں عزت کا سبب مانے جانے والے علم الانساب میں سند کا درجہ حاصل کیا اور مردوں سے بڑھکر عورتوں کے انساب بھی، جو کم یاد کیئے جاتے تھے؛ یاد کر لئے، علوم تاریخ ولغت پر گرفت کے لئے وقت کے مشہور قبیلے ہذیل میں طویل مدت رہکر؛ ہذیلی شعراء کے دس ہزار اشعار زبانی یاد کر لئے، قرآن کریم کی جانب توجہ کی تو سات سال کی عمر میں حفظ قرآن کریم کی دولت سے مشرف ہوئے، اور دس سال کی عمر میں حدیث کی پہلی کتاب مؤطا امام مالک حفظ کر کے خود مصنف کو چند مجلسوں میں سنادی، تیرہ چودہ سال کی عمر میں فقہ مالکی کے بانی امام مالکؒ کی پر جلال مجلس میں طلاق کے ایک مسئلے کو " للاکثر حکم الکل " کے اصول پر حل کر کے فتوی کی اجازت حاصل کی اور معاً دیگر اساتذہ سے بھی فقہ وفتاوی میں اعتماد حاصل کیا، تصنیف وتألیف کی طرف توجہ کی تو عمر کے صرف آخری چار سالوں میں خونی بواسیر کی شدید تکلیف کے باوجود؛ قیام مصر کے دوران؛ بقول ملا علی قاریؒ ایک سو تیرہ کتابیں اور بقول حضرت حسن بن علی مصریؒ دوسو کتابیں تصنیف فرمائیں، جسمیں الرّسالۃ، کتاب الأمّ اور کتاب السّنن جیسی کتابیں بھی شامل ہیں، مناظرہ کے میدان میں قدم رکھا تو سب پر بھاری ثابت ہوئے اور مسکت جواب اور مضبوط دلائل سے سب کو خاموش کر دیا، شاہان وقت نے بھی آپ کا لوہا مانا اور انعام واکرام سے نوازا، علم فراست میں ایسا ید طولیٰ حاصل تھا کہ آپکا اندازہ کم غلط ثابت ہوتا، علم طب اور قدیم اطبّاء بقراط، سقراط، جالینوس اور ارسطو کی کتابوں پر طبیبوں کے سامنے گفتگو ہوتی؛

تو لوگوں کو شبہ ہوتا کہ آپکو علم طب ہی میں مہارت حاصل ہے، علم لغت اور فصاحت و بلاغت میں اتنی مہارت پیدا کی کہ وقت کے ادباء محض آپ کا کلام سننے کے لئے مجلس میں آنے لگے اور ارباب لغت نے آپکے کلام کو لغت میں بطور حجت وسند تسلیم کیا، علم تاریخ وایّام عرب میں لوگوں نے آپکے " **أعرف بالتاریخ** "ہونیکی شہادت دی۔

علوم القرآن میں امامؒ اپنی مہارت کو خود اسطرح بیان فرماتے ہیں؛ قرآن کریم میں ایسا کوئی کلمہ نہیں، جسکا مطلب محاورۂ عرب کے لحاظ سے میں نہ جانتا ہوں، وجوہ نظم قرآن مثلاً مجمل مبین، محکم، متشابہ، عام، خاص، ناسخ ومنسوخ، اعتبار، امثال، قصص، احکام، اسباب نزول اور محاورات عرب؛ سب پر آپکی غائر نظر تھی اور اپنی کتاب احکام القرآن میں اسکو تفصیل سے بیان بھی فرمایا، حدیث اور فقہ حدیث میں آپ کی صلاحیت واستعداد ڈھکی چھپی نہیں؛ سینکڑوں علماء حتی کہ آپکے اساتذہ نے بھی آپ کی حدیث میں مہارت تامہ کی شہادت دی، یہی نہیں؛ حدیث قبول یارد کرنیکے آپ نے مستقل شرائط تیار فرمائے، تقوی، طہارت اور عبادت خداوندی میں آپ کے زمانے میں آپکی نظیر ملنا مشکل ہے؛ رات کے تین حصے کرتے، ایک تصنیف، کا ایک عبادت کا، ایک آرام کا، ہر ماہ تیس قرآن ختم فرماتے اور رمضان المبارک میں مکمل ساٹھ، کثرت درود کا اہتمام فرماتے، عظمت ومحبت رسول ﷺ کے پیش نظر اگر کوئی " **قال الرّسول** " کہتا تو ناراض ہوکر فرماتے یوں کہو" **قال رسول الله** ﷺ" ایسے سخی کہ بادشاہ وقت اور قدردانوں کی جانب سے ملنے والے انعامات واکرامات راستے ہی میں تقسیم کردیتے؛ آپکے شاگرد حضرت ربیع بن سلیمانؒ فرماتے ہیں کہ ایک بار مجھے حساب لکھتے ہوئے دیکھکر فرمایا، کاغذ خراب مت کرو؛ میں نے تم سے کب حساب مانگا ہے؟ نثر ونظم میں ایسی مہارت کے مالک تھے کہ ایک بار خود فرمایا؛ اگر میں شعرگوئی کا پیشہ اختیار کرتا تو لبید سے بڑا شاعر ہوتا، آپکا جامع کلمات پر مشتمل پر از حکمت نثر بھی کتابوں میں محفوظ ہے؛ جسکو پڑھنے والا محظوظ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

مجلس درس کی مقبولیت کا یہ حال تھا کہ جامع بغداد میں جہاں بیس بیس حلقہائے درس لگا کرتے تھے۔ آپ کی آمد کے بعد صرف تین رہ گئے۔ باقی سترہ حلقے آپ ہی کے حلقے میں تحلیل ہوگئے، درس کا یہ حال ہوتا کہ صبح کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک فقہ کا درس دیتے،

پھر حدیث شریف کا درس شروع ہوتا، اسکے بعد مجلس وعظ لگتی، پھر مذاکرات علمیہ ہوتے، ظہر کے بعد ادب، شعر شاعری، عروض، نحو، لغت وغیرہ کا درس ہوتا رہتا، عصر سے مغرب تک ذکر الٰہی میں مصروف رہتے اور رات کے تین حصے فرماتے، آپکی کتابوں کو نقل کرنیکے لئے کبھی کبھی آپکے شاگرد ربیع بن سلیمانؒ کے دروازے پر نوسو سواریاں کھڑی ہو جاتی، امام احمد بن حنبلؒ نے ایک مرتبہ "ما أحد مسّ محبرة وقلما الاّ وللشافعیؒ فی عنقه منّة" فرما کر امام شافعیؒ کی کتابوں کی جامعیت وافادیت کی شہادت دی، امام احمدؒ ہی نے دوسرے موقع سے فرمایا "الشافعیؒ فلیسوف اربعة أشیاء، فی اللّغة واختلاف النّاس، والمعانی والفقه" بزرگوں اور اساتذہ کا حد درجہ احترام فرماتے، حضرت امام ابوحنیفہؒ کا تذکرہ آتا تو فرماتے، سنو، لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہؒ کی اولاد ہیں، کسی نے آپ کے سامنے امام مالکؒ اور سفیان بن عیینہؒ کا ذکر فرمایا تو کہا: اگر یہ دونوں نہ ہوتے تو حجاز سے علم حدیث ناپید ہو جاتا، الغرض ساٹھ سے متجاوز جلیل القدر ائمہ وقت اور ماہرین فن اساتذۂ کرام سے علم حاصل کرنے والے اور سینکڑوں اساطین امت وراہبران ملت، تلامذہ چھوڑنے والے امام شافعیؒ کے اوصاف اور مناقب وکمالات کہاں تک ذکر کئے جائیں؟

آپکے علم وفہم اور امت مسلمہ کو قرآن کریم، احادیث نبویہ اور فقہ اسلامی سے روشناس کرانیکی مساعیٔ جمیلہ کو دیکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی فقہی رہبری کے لئے خاص وقت میں آپ کو پیدا فرمایا؛ اور حق تعالی کی سنت بھی رہی ہیکہ اسنے وقت کی اہمیت، لوگوں کی ضرورت اور زمانے کے چیلنج کے اعتبار سے اس امت میں بے شمار اہل علم پیدا فرمائے؛ جنہوں نے اخلاص، درد، کڑھن اور بے پناہ ایثار کے ساتھ دین اسلام کی علمی خدمت کا فریضہ انجام دیا اور اشاعت علم کی راہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، انکے علوم کو اگر جمع کیا جائے تو اسکی روشنی کے سامنے سورج ماند پڑ جائے، انہیں بندگان خدا کی محنت، کاوش اور ایثار و فرمابرداری کا نتیجہ ہیکہ چودہ صدیاں بیت جانے کے باوجود آج قرآن وحدیث کا علم ہمارے سامنے اسطرح روشن اور تابناک ہے جیسے اسوقت تھا جب قرآن نازل ہوا تھا، جناب رسول اللہ ﷺ کے اقوال، افعال، احوال ہمارے بیچ ٹھیک اسی طرح موجود ہیں جیسے کہ آپ ﷺ نے صحابۂ کرامؓ کے

سامنے فرمائے تھے، آپ ﷺ کا اسوۂ حسنۃ ہمارے سامنے مکمل موجود ہے، صحابۂ کرامؓ کے اقوال گویا ہمارے کانوں میں گونج رہے ہیں اور انکے افعال کے نقوش ہم اپنی آنکھوں سے گویا دیکھ رہے ہیں، یہ درحقیقت برکت ہے آنحضرت ﷺ کے انفاس قدسیہ کی، اور صلہ ہے صحابۂ کرامؓ کی جانی مالی قربانی اور علماء امت کے ایثار کا، اور یہ دراصل ظہور ہے اس وعدۂ خداوندی کا: جسکا اعلان اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ان الفاظ میں فرمایا ہے ''ہم ہی نے ذکر یعنی قرآن کریم کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اسکی حفاظت کرنے والے ہیں'' (الحجر:٩)

زیر نظر کتاب امام شافعیؒ کے مختلف مناسبتوں سے شاگردوں کے سامنے برملا کہے ہوئے اشعار کا مجموعہ ہے، جسکو امام شافعیؒ کے تلامذہ نے مختلف کتابوں میں اپنے استاذ کی جانب منسوب کرکے رقم فرمائے تھے اور بعد والوں نے یکجا کرکے، مستقل دیوان کی شکل دیکر '' **دیوان امام شافعیؒ** '' کے نام سے شائع کیئے، دوران گفتگو، بغیر اہتمام کے: غیر ارادی طور پر کہے جانے والے یہ اشعار پڑھکر قاری خود ہی محسوس کریگا کہ امامؒ اگر باقاعدہ شعر شاعری کی جانب متوجہ ہوئے ہوتے تو یقیناً '' **أشعر من لبید** '' ہی نہیں '' **أشعر العرب** '' کہے جاتے، اسلئے کہ فصاحت، بلاغت، ادب، لغت اور عروض وقوافی کے قوانین کی رعایت کے ساتھ، مدح، ذم، مراثی، عشق، فخر، حماسۃ، مقابلہ اور اغراض فاسدہ ومقاصد غیر مرضیہ پر کلام کرنے والے شعراء تو تاریخ عرب میں ان گنت مل جائینگے مگر! معانی، حکمت، وعظ، عبرت، مکارم، اصلاح، اعتدال اور بلند اخلاق وبلند کردار کے مضامین پر مشتمل اشعار کہنے والے امام شافعیؒ کی طرح خال خال ہی نظر آئینگے، اور اسمیں کوئی شک نہیں کہ آپکا کلام قرآن وسنت کا ترجمان اور ایک امامِ فقہ کو زیب دینے والا عالی کلام ہے اور امام علیہ الرحمۃ نے ایسے کلام کے ذریعہ بھی گویا امت کی، بالخصوص طالبان علوم نبوت کی بہترین خدمت فرمائی ہے۔ '' **جزاهم الله تعالىٰ عنّا وعن جميع المسلمين أحسن الجزاء** ''

جامعہ علوم القرآن، جمبوسر، بھروچ، گجرات، الھند، کے شعبۂ نشر واشاعت کی نیک بختی وسعادت ہیکہ خطۂ گجرات کے مایۂ ناز فرزند، اپنے علمی وقار، متانت اور قابلیت واستعداد کے

حوالے سے ہندوستان کے طول وعرض میں پہچانی جانے والی شخصیت، بزرگوں کی یادگار، ملت کے غم خوار، استاذ الاساتذة، استاذ محترم حضرت مولانا عبد اللہ کاپودروی، دامت برکاتہم نے ''دیوان امام شافعیؒ'' کی ترتیب وتنقیح اور نشر واشاعت کے لئے اسکا انتخاب فرمایا، ہم حضرت مولانا جیسے سلیقہ مندی کے پابند اور صاف ستھرا ذوق رکھنے والے عالم دین کے انتخاب پر جہاں رشک وسرور کا احساس کرتے ہیں وہیں حق تعالٰی کے حضور شکر گذاری وثنا خوانی میں باہمہ جان وتن مصروف ہیں، " اللّهم لا نحصی ثناء علیک ،أنت كما أثنيت على نفسک "

ترتیب وتنقیح کی اہم ذمہ داری مولانا محترم کے بلند ذوق کے عین مطابق کام کرنیکی صلاحیت وعادت رکھنے والے اور اس سے قبل شعبۂ نشر واشاعت کی وقیع خدمت انجام دینے والے جامعہ کے استاذ حدیث ،عزیز گرامی ،حضرت مولانا رشید ابراہیم ندوی خانپوری صاحب کو حوالے کی گئی ،مولانا موصوف نے درسی مشغولیات اور دیگر مسئولیات کے باوجود یہ کام بحسن وخوبی انجام دیا، والحمد لله على ذلک ، اللہ تعالٰی انکے علم عمل اور عمر میں برکت عطا فرمائے اور عافیت کے ساتھ مربوط ومستحکم علمی کاموں کے لئے قبول فرمائے ،آمین۔

قارئین کرام سے جامعہ کے شعبۂ نشر واشاعت کی قابل قدر اشاعتوں سے مستفید ہونے؛ نیز علوم دینیہ کو آنے والی نسل تک امانت داری کے ساتھ منتقل کرنیکے اسکے عظیم ھدف کی؛ علمی، مالی، مشاورتی، وتشجیعی اعانت کرنے کی درخواست ہے۔ جامعہ اپنے منصوبوں کی تکمیل میں آپ کی نیم شبی دعاؤں کا بھی محتاج ہے، حق تعالی ملت کی اس امانت کو ہمہ جہت پروان چڑھائے اور جملہ شرور وفتن سے اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ آمین۔

(حضرت مولانا مفتی) احمد دیولوی (دامت برکاتہم)
مہتمم: جامعہ علوم القرآن، جمبوسر، بھروچ، گجرات

مقدمہ طبع ثانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"دیوان الامام الشافعیؒ" کے ترجمہ کا کام ۲۰۰۱ء میں مکمل ہو گیا تھا، اسکی طباعت ایک سال کے بعد ہوئی۔ عزیزم مولوی عبدالرحیم صاحب سلمہ، رویدروی، استاذ حدیث جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا، کی مساعی اور عزیز محترم مولانا غلام محمد وستانوی حفظہ اللہ کے تعاون خاص سے کتاب طبع ہوئی تھی مگر بدقسمتی سے اسکی پروف ریڈنگ خاطر خواہ نہ ہوسکی اس لئے کتاب میں طباعت کی غلطیاں بہت زیادہ رہ گئیں۔ چنانچہ اسکی تقسیم روک دی گئی۔

محترم مولانا مفتی احمد دیولوی صاحب مدظلہ (بانی ومہتمم: جامعہ علوم القرآن، جمبوسر) کے سامنے تذکرہ ہوا تو انہوں نے اسکی دوبارہ طباعت کرنے کا خیال ظاہر فرمایا۔ اور کتاب کی اغلاط کی اصلاح کے لئے جامعہ کے مدرس مولانا عبدالرشید خانپوری صاحب سلمہ؛ کو ذمہ داری سپرد فرمائی۔ عزیز موصوف نے بہت عرق ریزی سے اصلاح کا کام انجام دیا۔ درس وتدریس کے ساتھ کتاب پر نظر فرماتے رہے؛ اسی اثناء میں انکے والد محترم کی سخت علالت اور وفات کے سبب کام میں تاخیر ہوتی رہی، چنانچہ ڈیڑھ سال کے بعد اب یہ کام مکمل ہوا ہے۔ مولانا نے ترجمہ پر بھی نظر ڈالی اور تشریحی نوٹ میں بھی ضروری اضافے فرمادئے ہیں اس لئے اب اس جدید ایڈیشن میں مولانا موصوف کا قابل قدر حصہ بھی شامل ہوگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا کی اس کاوش ومحنت کا بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ بالخصوص ان کے والد مرحوم کے لئے اس محنت کو ذریعۂ نجات بنائے۔ آمین۔ **اللھم اغفرلہ وارحمہ وسکّنہ فی الجنة**.

مولانا عبدالرشید صاحب کے ساتھ مولانا محمد شاکر صاحب، بورسدی، فاضل جامعہ علوم القرآن کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے عزیز موصوف نے اصلاح شدہ مسوّدہ کو کمپیوٹر پر خوبصورت انداز میں لکھکر طباعت کے قابل بنایا۔ اللہ تعالیٰ مولانا کی اس گراں قدر خدمت کو قبول فرما کر اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

اس جدید ایڈیشن میں دیوان امام شافعیؒ کے دوسرے نسخوں کو بھی جو بعد میں دستیاب ہوئے تھے سامنے رکھا گیا ہے، مجموعی طور پر **دیوان امام الشافعیؒ** کے جملہ نسخے پیش نظر ہے، اور موجودہ نسخوں کے دیگر اشعار بھی مولانا عبدالرشید صاحب نے شامل فرمائے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مساعی کو قبول فرما کر طلباء مدارس کے لئے انکو نافع بنائے اور مترجم، شارح، کاتب وناشر سب کے لئے نجات کا ذریعہ بنائے۔ "**وما ذلک علی اللہ بعزیز**"

والسلام
احقر عبداللہ کاپودروی غفرلہٗ
۵، محرم الحرام، ۱۴۲۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

از: مولانا نور عالم خلیل امینی صاحب، زید مجدہ

استاذ ادب: دارالعلوم دیوبند

الحمد للہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی، اما بعد :

امام شافعیؒ (ابوعبداللہ محمد بن ادریس ۱۵۰-۲۰۴ھ) نہ صرف صاحب مذہب مجتہد اور حدیث وفقہ وعلوم شریعت کے عالی مقام امام تھے، عربی علوم کے بھی اعلی پایے کے امام تھے۔ زبان وادب میں ان کی مجتہدانہ شان کا یہ عالم تھا کہ مشاہیر ادبا وشعرا ان سے رجوع کیا کرتے تھے۔ امام صاحبؒ حدیث وفقہ واجتہاد میں ہمہ تن مشغول رہنے کی وجہ سے اگرچہ زبان وادب میں اشتغال کے لیے باقاعدہ وقت نہ نکال سکے۔ لیکن ان کا جو مطبوعہ دیوان ہے، اس کو پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کسی جریر، کسی فرزدق اور کسی اخطل سے کم پایے کے شاعر نہ تھے۔ امام صاحبؒ کے اشعار میں صرف زبان کی فصاحت وبلاغت، عربی زبان کی حلاوت ولذت اور تعبیر کی نزاکت ہی خصوصیت کا درجہ نہیں رکھتی، بلکہ علم وحکمت، نصیحت وموعظت، انسانی تجربات کی پختگی، دنیا کی بے وفائی وبے ثباتی، علم وفضل کی برتری، دین داری وخدا ترسی، نیک صحبت کی اثر اندازی اور حقائق زندگی کی تصویر کشی جیسی خصوصیات امام صاحبؒ کے اشعار میں جس قدر پائی جاتی ہیں، عربی زبان کے پورے سرمایے میں اس خوب صورتی کے ساتھ، اتنے بافیض طریقے پر کہیں اور نظر نہیں آتیں۔

ہمارے ہندوستان کے وہ مدارس عربیہ خوش قسمت ہیں جہاں امام صاحبؒ کا دیوان پڑھایا جاتا ہے اور نوعمر طلبہ کے قلب وذہن میں عربی زبان وادب سے محبت کی آبیاری کے ساتھ ساتھ، امام شافعیؒ کے اشعار میں موجود علم وحکمت کے موتیوں سے ان کے دامن کو مالا مال کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

ضرورت تھی کہ اس بے مثال شعری مجموعے کو اردو کے قالب میں ڈھالا جائے تا کہ اردو داں عوام وخواص، علم وحکمت کے اس خزانے اور عربی محاورات وامثال کے اس گنجینے سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں۔ اللہ تعالی نے یہ سعادت محترم المقام حضرت مولانا عبداللہ صاحب کا پودروی سورتی،

دامت برکاتہم، حال مقیم ٹورنٹو، کینیڈا کے لیے لکھ دی تھی، جو ہم عصر گجراتی علماء میں علمی ذوق، تصنیف و تالیف کے مذاق، تاریخ وسیر کے گہرے مطالعہ اور بالخصوص عربی زبان وادب سے بے پایاں شغف کے حوالے سے نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ مولانا موصوف عرصے تک دارالعلوم فلاح دارین، بمقام ترکیسر، ضلع سورت، صوبہ گجرات کے مہتمم رہے اور اس مدرسہ کو مدارس گجرات میں خصوصا اور ہندوستان کے مدارس میں عموما اپنی علمی، تعلیمی، تربیتی، انتظامی اور دعوتی لیاقت کی وجہ سے معتبر مدارس کی فہرست میں لاکھڑا کیا۔ اب وہ کچھ سالوں سے کینیڈا میں مقیم ہیں۔ وہاں بھی ان کی علمی وتالیفی سرگرمیاں جاری ہیں اور پردیس میں رہ کر بھی وہ علم ومطالعہ کی دنیا کے حوالے سے پردیسی نہیں ہیں، اللہ تعالی ان کی صحت وقوت میں اضافے کے ساتھ ساتھ انہیں عمر دراز اور توفیق کار خیر سے نوازتا رہے۔ آمین

راقم الحروف کے لئے انتہائی سعادت کی بات ہے کہ اس کو بطور تمہید چند سطریں لکھنے کے لیے محترم المقام جناب مولانا غلام محمد وستانوی صاحب، دامت برکاتہم نے مکلّف کیا۔ کاش یہ کام اطمینان کے ساتھ کرنے کا موقع ملا ہوتا! لیکن صورت حال یہ ہے کہ ایک صاحب بالکل سر پر کھڑے ہیں کہ دو گھنٹے کے اندر اندر کتاب کا آخری پروف نکالنا ہے اور آج ہی طباعت کے لیے پہنچانا ہے، اس لیے جلدی جلدی میں جو کچھ ہوسکا اسی پر بس کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالی امام ہُمام ابو عبداللہ محمد بن ادریس شافعیؒ کے ساتھ ساتھ مترجم، تمہید نگار اور جملہ معاونین کو بخشش کا پروانہ عطا فرمائے۔ آمین

وما ذلك على الله بعزيز

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

نور عالم خلیل امینی

رئیس التحریر "الداعی" عربي

و استاذ ادب دار العلوم دیوبند (یو. پی. انڈیا)

جمعہ ۱۰، دس بجے صبح ۲۸/۵/۱۴۲۳ھ ۹/۸/۲۰۰۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

ناچیز کو اپنے محترم ماموں الحاج غلام حسین پٹیل صاحب افریقی اور ان کے رفیق سفر الحاج ریاض احمد خاں صاحب افریقی کے ہمراہ اوائل ۲۰۰۰ء میں علاقۂ کوکن (جنوبی ہند) کے سفر کرنے کا اتفاق ہوا، کوکن کی مشہور دینی درسگاہ (۱) جامعہ اسلامیہ شری وردھن کے ناظم صاحب اور اساتذۂ کرام چند سالوں سے اس درسگاہ کی ملاقات کی دعوت دے رہے تھے مگر باوجود دو مرتبہ پروگرام طے ہونے کے سفر نہ ہوسکا تھا، اس لیے اس سفر میں وہاں کی حاضری کا پختہ ارادہ کرلیا گیا۔ اور بھائی ریاض خاں صاحب نے فون کے ذریعہ پروگرام کی اطلاع دے دی۔

جب وہاں حاضر ہوئے تو اساتذۂ کرام اور طلبہ نے بے حد اکرام اور محبت کا اظہار فرمایا، اس درسگاہ میں دار العلوم فلاح دارین، ترکیسر کے چند فضلا بھی تدریس کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کی اور دیگر اساتذۂ کرام کی تعلیمی اور تربیتی سرگرمیوں کو دیکھ کر دل بہت خوش ہوا۔ طلبہ میں حسن اخلاق اور جامعہ میں ہر طرف صاف ستھرا ماحول دیکھ کر مزید مسرت ہوئی۔

تعلیمی مسائل پر گفتگو ہوئی اور نصاب تعلیم کے بارے میں معلومات حاصل کی تو ''**دیوان الإمام الشافعیؒ**'' کو بھی شامل نصاب پایا۔ راقم سطور نے جب اس کتاب کو دیکھا تو بہت پسند آئی اس لئے کہ امام جلیل کا یہ دیوان حسن اخلاق اور حکمت وموعظت سے لبریز ہے۔

مولوی زین العابدین سلمہٗ و دیگر عزیزوں نے بندہ کو اس کتاب کا ترجمہ کرنے کی طرف اشارہ فرمایا اور کتاب کے دو نسخے بھی ہدیۃً مرحمت فرمائے۔ جزاھم اللہ تعالی خیرا۔

سفر سے وطن واپسی پر معلوم ہوا کہ قریب کے قریہ سے ایک صاحب ٹورنٹو کے سفر پر جارہے ہیں۔ بندہ نے ان کے ساتھ دونوں کتابیں اس غرض سے ارسال کیں کہ ٹورنٹو، کینیڈا احقر کے گھر پہنچا دیں؛ مگر بدقسمتی سے کتابیں نہ پہونچ سکیں۔ کتاب کی گمشدگی کا علم ہوا تو بہت قلق ہوا مگر صبر کے علاوہ چارہ نہ تھا، ٹورنٹو کے عربی مکتبات میں تلاش کی مگر دیوان امام شافعیؒ کا ایک بھی نسخہ دستیاب نہ ہوسکا۔

---

(۱) یہ درسگاہ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ کی ذات گرامی کی طرف منسوب ہے اور اس کا پورا نام مدرسہ حسینیہ عربیہ شری وردھن ہے۔

١٤٢١ھ کے رمضان المبارک میں حرمین شریفین کی زیارت کی سعادت حاصل ہوئی، یہ سفر عزیزم مولانا غلام محمد وستانوی حفظہ اللہ، رئیس جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا اور نورچشم عزیزم مولوی اسماعیل سلمہ، مقیم بولٹن کی عنایتوں کے سبب ہوا۔ فجزاهم الله خيرا ۔اس سفر میں حرمین شریفین کے مکتبات میں دیوان امام شافعیؒ کی جستجو شروع کی، الحمدللہ وہاں چند ایسے نسخے دستیاب ہوگئے جو مختلف اہل علم کی تحقیق سے شائع ہوئے تھے۔ جسکی تفصیل یہ ہے۔

(١) ديوان الإمام الشافعیؒ: شرحه و ضبط نصوصه و قدّم له، الدكتور عمر فاروق الطبّاع، شركة دار الأرقم بن ابی الأرقم، بَيروت، لبنان.

(٢) ديوان الإمام الشافعیؒ: تقديم و مراجعة، الدكتور احسان عباس، دار صادر، بيروت، لبنان.

(٣) ديوان الإمام الشافعیؒ: المسمیّ بالجوهر النفيس فی شعر الإمام محمد بن ادريس، اعدادوتعليق و تقديم، محمد ابراهيم سليم، مكتبة ابن سينا، قاهره، مصر الجديدة.

(٤) ديوان الإمام الشافعیؒ: جمعه و علّق عليه محمد عفيف الزعبی، دار النور.

(٥) ديوان الإمام الشافعیؒ: جمعه و حققه و شرحه، دكتور اميل يعقوب، دار الكتاب العربی، بيروت.

(٦) ديوان الإمام الشافعیؒ: جمعه و شرحه الاستاذ عبد العزيز سيد الاهل، يصدره المجلس الاعلی للشئون الاسلامية، قاهره، مصر.

ان میں سے چار نسخے حرمین شریفین کے کتب خانوں سے خریدے اور نمبر٤، چار اور ٦، چھ پر مذکور نسخے جامعہ اسلامیہ ڈابھیل، گجرات کے کتب خانہ سے مستعار لئے گئے۔ نیز حکمت صالح کی کتاب دراسة فنية فی شعر الشافعیؒ، بھی مکتبۃ الایمان مدینہ منورہ سے مل گئی۔ البتہ استاذ زاهد کا مرتب کردہ دیوان نہ مل سکا۔

سیدنا امام شافعیؒ کی تمام توجہ علم حدیث وتفسیر وفقہ کی طرف تھی اور عمر کا قیمتی وقت استنباط مسائل ہی میں صرف فرمایا اور باوجود ادبی ذوق کے شعروشاعری کی طرف رخ نہیں فرمایا۔ فرماتے ہیں :

لَوۡلاَ الشِّعۡرُ بِالۡعُلَمَاءِ یُزۡرِی لَكُنۡتُ الۡيَوۡمَ أَشۡعَرَ مِنۡ لَبِيۡدِ

شعر گوئی کا پیشہ اختیار کر لینا علماء کے لئے عیب کی بات نہ ہوتی تو میں آج لبید سے بڑا شاعر ہوتا۔

امام موصوف نے اپنی حیات میں نہ اسکو اہمیت دی اور نہ ہی ان کا کوئی دیوان مرتب ہوا، مگر مختلف مواقع اور مناسبت پر امام شافعیؒ برجستہ کچھ قطعات ارشاد فرما دیتے تھے، جو انکے تلامذہ محفوظ کرلیتے تھے، وہ اشعار مختلف کتابوں میں منتشر طور پر نقل ہوتے رہے اور انہیں اشعار کو بعد والوں نے جمع کرکے دیوان امام شافعیؒ کے نام سے شائع کر دیا۔

اس دیوان کے مختلف نسخوں کو دیکھ کر اندازہ ہوا کہ محققین اور امام صاحبؒ کے اشعار جمع کرنے والوں کے نزدیک بعض اشعار کا انتساب امامؒ کی جانب صحیح نہیں ہے، اسی لئے ہر نسخہ میں اشعار کی تعداد نیز ہر قافیہ کی ابتدا اور ترتیب میں فرق ہے۔ ان میں بعض وہ اشعار ہیں جن کی نسبت سیدنا حضرت علیؓ کی طرف کی گئی ہے اور بعض وہ اشعار بھی ہیں جو اصلا دوسرے شعرا کے ہیں مگر امام شافعیؒ چونکہ ان اشعار کو اکثر پڑھا کرتے تھے اسلئے امامؒ کے تلامذہ نے ان اشعار کی نسبت بھی امام صاحبؒ کی طرف کردی ہے۔ بہر حال ہم نے ترجمہ کی سہولت کے لئے ڈاکٹر عمر فاروق الطباع کے نسخہ کو سامنے رکھا ہے اور ڈاکٹر احسان عباس کے نسخہ کے زائد اشعار بھی شامل کرنے کی کوشش کی ہے۔

دکتور امیل یعقوب نے ان اشعار کی تخریج اور حوالوں کا خاص اہتمام کیا ہے اور مختلف کتابوں میں اشعار میں واقع الفاظ کے فرق کو بھی حاشیہ میں لکھ دیا ہے۔ جن اشعار کی نسبت سیدنا علیؓ یا کسی اور کی طرف کی گئی ہے اس کی بھی تصریح کر دی ہے۔

ناچیز کو اس بات کے اعتراف میں کوئی حرج نہیں ہے کہ درس وتدریس کا سلسلہ عرصہ سے چھوٹ جانے کے سبب ترجمہ کا حق ادا نہیں کرسکا ہوں تاہم جو کچھ ہوسکا ہے پیش کر دیا ہے۔ اہل علم حضرات سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ جہاں کہیں غلطی ہوئی ہو مطلع فرما کر احسان فرمادیں تاکہ آئندہ اسکی اصلاح ہوسکے۔

اللہ تعالی امام شافعیؒ کے درجات کو بلند فرمائے اور ہم سب کو ان کے اس قیمتی خزانہ سے استفادہ کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

والسلام

عبداللہ کاپودروی غفرلہ، حال مقیم ٹورنٹو (کینیڈا)

۴، صفر المظفر ۱۴۲۲ھ، مطابق یکم مئی ۲۰۰۱ء

امام محمد بن ادریس الشافعیؒ

کے مختصر حالات زندگی ۱۵۰ھ تا ۲۰۴ھ

اسم گرامی

ابو عبد الله محمد بن ادريس بن العباس بن عثمان بن شافع بن السائب بن عبيد بن عبد يزيد بن هاشم بن عبد المطلب بن عبد مناف بن قصى بن كلاب بن مره بن كعب بن لؤ ي بن غالب بن فهر بن مالک بن النضر بن كنانة بن خزيمة بن مدركة بن الياس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن أد بن أدد.

بعض روایتوں کے مطابق آپکے جدامجد میں شافع کی ملاقات رسول اللہ ﷺ سے ہوئی تھی اورشافع کے والد سائب جنگِ بدر میں بنو ہاشم کے جھنڈا بردار تھے۔ بدر میں قید ہوئے اور فدیہ دیکر رہا ہوئے اسکے بعد اسلام قبول فرمایا۔ (بحواله وفيات الاعيان)

مقام پیدائش

امام شافعیؒ کی ولادت باسعادت فلسطین کے شہر غزّہ میں ۱۵۰ھ میں ہوئی، بعض تذکرہ نویسوں نے مقام عسقلان جائے پیدائش لکھا ہے اور بعضوں نے یمن لکھا ہے، عسقلان غزّہ سے تین میل پر واقع ہے اس لئے اس میں تو کوئی اشکال نہیں، مگر یمن کے بارے میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ اس سے وہ قبائل یمن مراد ہونگے جو غزّہ میں مقیم ہوگئے تھے۔ واللہ اعلم۔

یاقوت حموی نے بھی آپ کی ولادت باسعادت غزّہ ہی میں لکھی ہے اور اس کی تائید میں امام صاحبؒ کے دو شعر نقل فرمائے ہیں۔

وإنّي لَمُشْتَاقٌ إلٰى اَرْضِ غَزّةَ ‏ وَ إن خَانَنِي بَعْدَ التَفرُّقِ كِتْمَانِي

سَقٰى اللّٰه أَرْضًا لَوْ ظَفِرْتُ بِتُرْبِهَا ‏ كَحَلْتُ بِهَا مِنْ شِدَّةِ الشَّوْقِ اَجْفَانِي

اور میں غزہ کی سرزمین کا مشتاق ھوں، اگرچہ جدائی کے بعد میرے کتمان نے اس اشتیاق کے ساتھ خیانت کی ہے۔ اللہ تعالی اس سرزمین کو تروتازہ رکھے جسکی مٹی اگر مجھے مل جائے تو شدت شوق سے اپنی پلکوں کا سرمہ بنالوں۔

والد مکرم کی وفات

امام شافعیؒ ابھی ماں کی گود میں تھے کہ والد مکرم کی وفات ہوگئی اور آپ یتیم ہو گئے، شفقتِ پدری سے محرومی کے باوجود آپ کی والدہ نے آپ کی دیکھ بھال اور پرورش میں ذرہ برابر کوتاہی نہیں فرمائی، دوسال کی عمر کے بعد والدہ محترمہ آپ کو مکہ مکرمہ (زادها الله شرفا و كرامة) لے آئیں اور امام صاحبؒ نے زندگی کے ابتدائی ایام جوارِ کعبہ میں گذارے اور مکہ معظّمہ کی مقدس سرزمین پر آپ کی تعلیم کی ابتدا ہوئی۔

حفظ قرآن مجید

امام صاحبؒ جب سنِ شعور کو پہنچے تو سب سے پہلے قرآن مجید کے حفظ کی طرف توجہ فرمائی، ابھی عمر کے سات سال پورے بھی نہیں ہوئے تھے کہ آپ نے حفظ قرآن کریم مکمل کرلیا، دس سال کی عمر میں عربی زبان کی تعلیم کے ساتھ ساتھ مؤطا امام مالکؒ بھی حفظ کرلی اور باوجود غربت اور تنگیٔ عیش کے علم کے حصول میں لگے رہے۔

امام صاحبؒ فرماتے ہیں:

”لم يكن لی مال، فكنت أطلب العلم فی الحداثة، أذهب الى الديوان، استوهب الظهور، اكتب فيها“.

میرے پاس مال نہیں تھا مگر میں نوعمری میں ہی طلب علم میں مشغول ہوگیا، کبھی کبھی میں کچہری جاتا اور اوراق مانگ لیتا پھر اس میں لکھا کرتا تھا۔

تیر اندازی کا شوق

پڑھنے لکھنے کے ساتھ آپ کو ورزش اور تیر اندازی کا بھی شوق تھا، تیر اندازی میں اتنی مہارت ہوگئی تھی کہ دس میں سے نو تیر نشانے پر لگتے تھے اور بعض مرتبہ دس میں سے ایک بھی خطا نہیں کرتا تھا۔

عربی زبان کی تعلیم

آپ نے عربی زبان کی ابتدائی تعلیم حرم پاک میں شروع فرمائی اور وہاں کے جید علماء سے کسب فیض فرمایا۔ پھر عربیت کی تعلیم کے لئے قبیلۂ بنو ہذیل تشریف لے گئے، یہ قبیلہ اپنی فصاحت میں مشہور تھا، امام صاحبؒ سترہ سال تک سفر وحضر میں اس قبیلہ کے ساتھ رہے۔ آپ نے صرف اسی قبیلہ کے شعرا کے دس ہزار اشعار یاد کر لئے تھے، دیگر شعرا کے اشعار اسکے علاوہ ہیں۔

علم فقه و حدیث

بعض علماء نے امام موصوف کی ذہانت، فصاحت اور قوت حافظہ کو دیکھکر آپ کو مشورہ دیا کہ آپکو علم فقہ و حدیث کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ چنانچہ امام صاحبؒ نے اپنی پوری توجہ فقہ و حدیث شریف کی طرف مبذول فرمائی اور مکہ معظّمہ میں موجود علماء کرام سے علم فقہ و حدیث حاصل کرنے لگے۔ ان کے اساتذہ میں مفتیٔ مکہ معظّمہ مسلم بن خالد زنجیؒ اور سفیان بن عیینہؒ بھی ہیں؛ جو علم حدیث میں یدطولی رکھتے تھے، پھر آپ نے مدینہ منورہ ''علی صاحبها الف الف صلوة '' کا سفر اختیار فرمایا اور امام دارالھجرۃ سیدنا مالک بن انسؒ کے درس میں حاضر ہوکر کسب فیض فرماتے رہے، امام مالکؒ نے بھی آپ کی استعداد اور صلاحیت کا اندازہ کرکے آپ پر پوری توجہ فرمائی، امام مالکؒ کی وفات تک آپ مدینہ منورہ میں رہکر فیض حاصل فرماتے رہے۔

یمن کے منصب قضا پر

امام صاحبؒ کو ان کی علمی مہارت کے سبب بہت جلد مقبولیت حاصل ہوگئی اور یمن میں منصب قضا کی ذمہ داری سپرد کی گئی، اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ امام صاحبؒ وہاں کے علماء کرام سے بھی اکتساب فیض فرماتے رہے۔ وہاں کے معروف علماء میں عمر بن ابی مسلمہؒ، یحی بن حسانؒ، ہشام بن یوسفؒ قاضیٔ صنعاء آپکے اساتذہ میں شمار ہوتے ہیں۔

رفض کی تہمت

امام صاحبؒ کی بڑھتی ہوئی شہرت اور غیر معمولی مقبولیت کے سبب حاسدین کی ایک جماعت بھی تیار ہوگئی جنہوں نے امام صاحبؒ پر رفض کی تہمت لگا کر خلیفۂ وقت کو شکایات کیں، خلیفہ نے بغرض تحقیق آپ کو بغداد طلب فرمایا، امام صاحب نے نہ صرف تشفی بخش جوابات دیکر سب کو مطمئن کردیا، آپ کی علمیت اور فن فقہ و حدیث و تفسیر میں مہارت کا بھی ثبوت دیا۔ خلیفہ ہارون رشید نے آپ کو الزامات سے بری ظاہر فرما کر اعزاز و اکرام کے ساتھ واپس فرمایا۔ ان حاسدین کے جواب میں امام صاحبؒ نے بہترین اشعار بھی کہے ہیں جو اس دیوان میں موجود ہیں۔

مکہ معظمہ واپسی

بغداد سے پھر آپ مکہ مکرمہ ''زادھا اللہ شرفا '' تشریف لائے اور مسجد حرام کے حلقۂ

درس کے صدر نشین ہوگئے۔امام صاحبؒ اس سے قبل نوعمری میں بھی حرم پاک میں لوگوں کوقرآن کریم پڑھایا کرتے تھے،حرملۃ بن یحیٰ فرماتے ہیں:

رأیت الشافعیؒ یُقرأ الناس فی المسجد الحرام و ھو ابن ثلاث عشرۃ سنۃ.

ترجمہ :میں نے امام شافعیؒ کومسجد حرام میں لوگوں کوقرآن مجید پڑھاتے ہوئے دیکھا جبکہ آپکی عمرصرف تیرہ سال کی تھی۔

امام ھمامؒ ۱۹۵ھ میں خلیفہ ہارون رشید کے دورحکومت میں بغداد تشریف لے گئے اوردو سال قیام فرماکر ۱۹۷ھ میں مکہ معظّمہ واپس تشریف لائے۔ ۱۹۸ھ میں بغداد کا تیسرا سفرفرمایا وہاں چندماہ رہکرمصر کا رخ فرمایا۔ان مختلف اسفار میں آپ نے امام محمد بن حسن شیبانیؒ اورامام احمد بن حنبلؒ سے بھی علمی مذاکرہ کرکے فیض حاصل کیا۔

امام صاحب مصر میں

امام شافعیؒ جب مصرتشریف لائے تو ان کی علمی شہرت میں مزیداضافہ ہوگیا،عمرکی پختگی کے ساتھ امام صاحبؒ کی علمی وفکری صلاحیتوں میں بھی اضافہ اورنکھار پیدا ہوااوراستنباط فقہ میں ان کا اپنا مستقل مذہب وطریقہ شائع ہونے لگا۔مصرمیں فقہ شافعیؒ کی مقبولیت ہوئی اوراس کا اثر عالم اسلام کے دوسرے علاقوں تک بھی پہنچا۔

علمی مقام

امام شافعیؒ کاعلمی مقام بہت ہی بلند تھا،بعض علماء کا قول ہے''**کان الإمام الشافعیؒ أشبہ بدائرۃ معارف عصرہ** ''امام شافعیؒ اپنے دورکےعلوم کی انسائکلوپیڈیا''**مخزن العلوم**'' تھے،کسی نے کہاہے کہ'' **کان مجموعۃ العلماء فی رجل** ''ان کی ذات عالی گویاعلماء کا مجموعہ تھی۔حفظ قرآن مجید کے ساتھ ساتھ آپ علم قرأۃ،تفسیر،حدیث،فقہ،اصول فقہ،علم کلام،علوم عربیہ،علم جرح وتعدیل وغیرہ میں بھی ماہرانہ صلاحیت رکھتے تھے۔

پر سوز قرأۃ

امام شافعیؒ قرآن مجید کی تلاوت بہت ہی پرسوز لہجہ میں فرماتے تھے،علم تجویدوقرأۃ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حسن صوت اور پردرد لہجہ بھی عطا فرمایا تھا،لوگ مستقل قرآن مجید سننے کے لئے حاضر ہوتے تھےاورآپ کی قرأۃ سنکر بےقابو ہوجاتے تھے۔

بحر بن نصر فرماتے ہیں:

”کنا إذا أردنا نبکی ، قلنا بعضنا لبعض قوموا بنا إلی هذا الفتی المُطّلبی یقرأ القرآن، فأذا اتیناه استفتح القرآن ونحن نتساقط بین یدیه و یکثر عجیجنا بالبکاء، فاذا رأی ذلک أمسک عن القراءة فی حسن صوته“

ترجمہ : ہم جب رودھوکر دل ہلکا کرنا چاہتے تو ایک دوسرے کو کہتے تھے کہ چلو اس مطّلبی نوجوان کے پاس جا کر قرآن مجید سنیں، ہم جب ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ہماری درخواست پر امام صاحبؒ قرآن مجید کی تلاوت شروع فرماتے، انکی پر اثر تلاوت کا یہ اثر ہوتا کہ ہم بے قرار ہوکر ایک دوسرے پر گرنے لگتے اور ہمارے رونے کی آوازیں بلند ہو جاتیں، جب آپ ہماری یہ حالت دیکھتے تو تلاوت موقوف فرما دیتے۔

امام شافعیؒ اور علوم عربیہ

امام صاحبؒ فقہ اور حدیث میں تو امامت کے درجہ پر فائز تھے اور نحو وصرف ولغت اور شاعری جیسے عربی علوم میں بھی بلند مقام کے مالک تھے، مبرّد فرماتے ہیں:

رحم الله الشافعیؒ فأنه کان من أشعر النّاس و آدب النّاس و أعرفهم بالقراءة.

ترجمہ :اللہ تعالی امام شافعیؒ پر رحم فرمائے وہ لوگوں میں سب سے بڑے شاعر، سب سے اچھے ادیب اور ماہر قراءۃ تھے۔

عبدالملک بن ہشام نحوی جو کہ نحو کے امام سمجھے جاتے ہیں فرماتے ہیں:

جالست الشافعیؒ زمانا، فما سمعته تکلّم بکلمة إلّا اعتبرها المعتبر، لایجد فی العربیة أحسن منها و قال ایضاً، للشافعیؒ لغة یُحتجّ بها و کانت لغته فتنة.

ترجمہ: میں امام شافعیؒ کے ساتھ ایک زمانے تک بیٹھا، انکی زبان سے نکلنے والا ایک ایک کلمہ ایسا ہوتا تھا؛ کہ غور وفکر کرنے والا اس نتیجہ پر پہونچے ؛ کہ اس معنی کی ادائیگی کے لئے کلام عرب میں ان سے بہتر کلمات کی گنجائش ہی نہیں ہے، نیز کہا، امام شافعیؒ ایسی لسان کے مالک ہیں جو باب لغت میں حجت مانی جاسکتی ہے اور آپکی زبان کھرے کھوٹے کی پہچان تھی۔

معروف ادیب اصمعی شہادت دیتا ہے: ”أخذت شعر هذیل عن الشافعیؒ“، میں نے قبیلۂ بنو ہذیل کے اشعار امام شافعیؒ سے سیکھے ہیں۔

ابوعثمان مازنی فرماتے ہیں: ''الشافعیؒ عندنا حجة فی النحو''، امام شافعیؒ ہمارے نزدیک فن نحو میں حجت اور سند ہیں۔

لسان شافعیؒ کی مقناطیسیت

آپ فصیح وبلیغ عربی بولتے تھے، بعض لوگ آپ کی مجلس میں صرف آپ کی زبان سننے ہی کی غرض سے حاضر ہوتے تھے۔ یاقوت حموی کا بیان ہے:

حُدّثت عن الحسن بن محمّد الزّعفرانی قال، کان قوم من اهل العربیة یختلفون إلی مجلس الشافعیؒ معنا و یجلسون ناحیة، قال فقلت لرجل من رؤسائهم إنکم لا تتعاطون العلم فلم تختلفون معنا ؟ قالوا نسمع لغة الشافعیؒ .

ترجمہ: حسن بن محمد زعفرانی کے ذریعہ مجھے یہ بات بیان کی گئی کہ عربی زبان کے شوقین لوگوں کی ایک جماعت ہمارے ساتھ امام شافعیؒ کے حلقۂ درس میں آتی تھی اور ایک کنارہ پر بیٹھ جاتی تھی میں نے ان کے امیر سے پوچھا آپ لوگ جب ان سے کوئی علم حاصل نہیں کرتے پھر ہمارے ساتھ انکی مجالس میں آتے جاتے کیوں ہو؟ انہوں نے فرمایا کہ ہم تو شافعیؒ کی زبان سننے آتے ہیں۔

یونس بن عبدالاعلیٰ فرماتے ہیں: ''کانت ألفاظ الشافعیؒ کأنها سُکّر''، امام صاحبؒ کے الفاظ شکر کی طرح شیریں ہوتے تھے

تصنیفات اور اسلوب تحریر

امام شافعیؒ نے مختلف مسائل اور موضوعات پر کثیر تعداد میں کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جن کی فہرست طویل ہے، **کتاب الاُم** آپ کی سب سے گرانقدر اور معروف تصنیف ہے، امام صاحبؒ جب علمی گفتگو فرماتے تھے تو فصاحت لسانی کی بنیاد پر بعض اوقات آپکی زبان سے ایسے الفاظ بھی نکلتے تھے جسکا سمجھنا عام لوگوں کے لئے مشکل ھوجاتا تھا مگر تالیفات میں عموماً صاف اور سہل زبان ھی کا استعمال فرماتے تھے۔

امام صاحبؒ کے بارے میں یہ بھی کہا گیا کہ ''**کان عربیّ النفس عربیّ اللّسان**''

اسی طرح ابونعیم استدابا ذی ربیع بن سلیمان سے نقل فرماتے ہیں:

لو رأیت الشافعیؒ و حسن بیانه و فصاحته لعجبت منه، لو أنه ألّف هذه الکتب علی عربیته التی کان یتکلّم بها معنا فی المناظرة، لم یقدر النّاس علی قراء ة کتبه لفصاحته وغرائب ألفاظه، غیر أنه فی تألیفه یجتهد فی أن یوضح للعوام.

ترجمہ : اگر آپ امام شافعیؒ اور ان کے حسن بیان اور فصاحت کو دیکھتے تو تعجب کرتے اور اگر آپ اپنی اس خالص عربی زبان میں کتابوں کی تالیف فرماتے جو ہمارے ساتھ بات چیت اور مناظرہ میں استعمال کرتے تھے تو شاید بہت سارے لوگ انکی فصاحت اور دوراز فہم الفاظ کے سبب ان کی کتابوں سے استفادہ نہ کرسکتے۔مگر آپ نے اپنی تالیفات میں عوام کی رعایت کرتے ہوئے واضح اسلوب اختیار فرمایا۔

عربی زبان کے معروف ادیب جاحظ فرماتے ہیں:

نظرت فی کتب هولاء النبغة الذین نبغوا فی العلم فلم أر أحسن تألیفا من المُطّلبی (الشافعیؒ) کان کلامه درّ إلی درّ.

ترجمہ: میں نے ماہرین فن اور یکتائے زمانہ فضلا کی کتابوں کو دیکھا مگر امام شافعیؒ سے بہتر تالیف کرنے والا کوئی اور نہیں پایا، آپ کا کلام موتیوں کی لڑی کی طرح مرتب ومزیّن ھوتا تھا۔

یہ شہادتیں آپ کے نثر ''غیر منظوم کلام'' کے بارے میں ہیں، رہی آپ کی شاعری تو اس میں آپ کا اسلوب سہل ممتنع کا ہے، دوسری خصوصیت یہ ہے کہ آپ کے اشعار حکمت وموعظت اور اخلاقی تعلیم کا خزانہ ہیں، اور بہت سے اشعار تو قرآن مجید کی آیات کے ترجمان ہیں، دل چسپی کے لئے چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

اللہ تعالی کا پاک ارشاد ہے : ﴿وَ لاَ تَمۡشِ فِي الۡاَرۡضِ مَرَحًا﴾ (لقمان)

امام صاحبؒ فرماتے ہیں:

وَ لَا تَمۡشِیَنۡ فِي مَنۡکَبِ الۡأَرۡضِ فاخراً ۔۔۔ فَعَمَّا قَلِیلٍ یَحتَوِیکَ تُرابُهَا

ارشاد ربّانی ہے : ﴿فَصَبَّ عَلَیۡهِمۡ رَبُّکَ سَوۡطَ عَذَاب﴾ (الفجر)

امام صاحبؒ فرماتے ہیں:

و جُوزِیَ بالۡأَمرِ الَّذِی کَانَ فَاعِلاً ۔۔۔ وَ صَبَّ عَلَیهِ اللّٰهُ سَوۡطَ عَذَابِهِ

ارشاد باری ہے:

﴿اِدۡفَعۡ بِالَّتِی هِیَ اَحۡسَنُ فَاِذَا الَّذِی بَیۡنَکَ وَ بَیۡنَهٗ عَدَاوَةٌ کَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیۡم﴾

(حٰمٓ السجدة)

امام صاحبؒ فرماتے ہیں:

وَ عَاشَرْ بِمَعْرُوفٍ، وَ سَامِحْ مَنِ اعْتَدَی　　وَ دَافِعْ وَ لَکِنْ بِا الَّتِی هِیَ اَحْسَنُ

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿اَیْنَمَا تَکُونُوا یُدْرِکْکُمُ الْمَوْتُ وَ لَوْ کُنْتُمْ فِی بُرُوجٍ مُشَیَّدَةٍ﴾ (النساء)

امام صاحبؒ فرماتے ہیں:

وَمَنْ نَزَلَتْ بِسَاحَتِهِ الْمَنَایَا　　فَلاَ أَرْضٌ تَقِیهِ وَ لاَ سَمَاءُ

ارشادِ ربّانی ہے:

﴿اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا﴾ (الاحزاب)

امام صاحبؒ فرماتے ہیں:

یَا آلَ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰه حُبُّکُمْ　　فَرْضٌ مِنَ اللّٰهِ فِی الْقُرْآنِ اَنْزَلَهُ

بہر حال امام شافعیؒ کے اشعار کو ادب اسلامی کا بہترین نمونہ کہا جا سکتا ہے، انکے سلیس عربی زبان کے ساتھ بلند اخلاق کی تعلیم سے لبریز اشعار طلبہ کے لئے حفظ کرنے کے قابل ہیں۔

کچھ دیوان کے بارے میں

جیسے پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ امام موصوفؒ کو شعر و شاعری سے اشتغال پسند نہیں تھا، البتہ مختلف اوقات میں فی البدیہہ اشعار کہہ دیا کرتے تھے۔ امام صاحبؒ کو چونکہ انکے جمع و ترتیب کی فکر نہیں تھی اس لئے ان کی حیات میں کوئی دیوان مرتب نہ ہو سکا، تاھم ان کے اشعار مختلف لوگوں کی زبانی نیز مختلف روایتوں میں نقل ہوتے رہے اور مؤلفین اپنی اپنی کتابوں میں ان کا ذکر کرتے رہے۔

شاید سب سے پہلے ۱۹۵۳ء میں شیخ محمد مصطفیٰ مصری نے آپ کے اشعار جمع کر کے ان کو شائع کرنے کا اہتمام کیا، چنانچہ "الجوهر النفیس فی أشعار الإمام محمد بن ادریسؒ" کے نام سے یہ مجموعہ قاہرہ سے شائع ہوا، پھر محمود ابراھیم ھبیہ نے ۱۳۶۹ھ میں دیوان امام شافعیؒ شائع کیا اور اسی دیوان کو ۱۹۶۱ء میں استاذ زاہد یکین نے اپنی تحقیق کے ساتھ شائع کیا، جب لوگوں میں اس کی طلب بڑھنے لگی تو پھر کئی حضرات نے دیوان امام شافعیؒ کو اپنی طرف سے شائع کیا، تاھم شیخ محمد عفیف زعبی کا نسخہ زیادہ مقبول ہوا مگر اہل تحقیق نے زاہد یکین کے نسخہ کو زیادہ پسند فرمایا، تاھم یہ بات

اپنی جگہ مسلّم ہے کہ دیوان امام شافعیؒ کے ہر نسخہ میں تفاوت پایا جاتا ہے اور ہم نے ترجمہ کے لئے عمر فاروق الطبّاع والے نسخہ کو سامنے رکھا ہے۔

مرض الموت

امام شافعیؒ کو بواسیر اور دیگر امراض نے نڈھال کر رکھا تھا مگر امراض کثیرہ کے باوجود ان کا علمی اشتغال برابر جاری رہا، مرض الوفات میں امام مزنیؒ تشریف لائے تو یہ گفتگو ہوئی، مزنیؒ فرماتے ہیں:

دخلت علی الشافعیؒ فی مرضه الذی مات فیه، فقلت کیف اصبحت ؟ قال : أصبحت من الدّنیا راحلاً، و للإخوان مفارقاً، ولکأس المنیة شارباً ، و علی الله عزّ و جلّ ذکره و ارداً، ولا و الله ماأدری روحی تصیر إلی الجنّة فأهنّئها، أوالی النّار فأعزیها ثم بکی و أنشأ یقول :

فَلَمَّا قَسَا قَلْبِی وَضَاقَتْ مَذَاهِبِي جَعَلْتُ رَجَامِنِّي لِعَفُوِکَ سُلّما

ترجمہ : میں امام شافعیؒ کی خدمت میں ان کے مرض الوفات میں حاضر ہوا اور ان کا ’’کیف أصبحت ؟‘‘ کہکر حال دریافت کیا تو فرمانے لگے کہ میں نے دنیا سے کوچ کرنے، دوستوں سے جدا ہونے، موت کا پیالہ نوش کرنے اور اللہ جلّ ذکرہ کے سامنے حاضر ہونے کی حالت میں صبح کی ہے، قسم خدائے پاک کی مجھے نہیں معلوم کہ میری روح کو جنت کی طرف لے جایا جائے گا کہ میں اس کو مبارک بادی دوں یا جہنم کی طرف کہ میں اسکی تعزیت کروں ’’تسلّی دوں‘‘ پھر آپ پر گریہ طاری ہو گیا اور یہ شعر پڑھا:

جب میرا دل سخت ہوگیا اور میرے راستے تنگ ہوگئے تو میں نے تیرے عفو کی امید کو اپنے لئے سیڑھی بنایا

وفات

امام صاحبؒ نے مورخہ ٢٩، رجب المرجب ٢٠٤ھ شب جمعہ میں وفات پائی، لوگوں نے تدفین سے واپسی پر ھلال شعبان طلوع ھوتے دیکھا، ادھر آفتابِ علم غروب ہوا، ادھر ہلال شعبانی نظر آیا۔

اللهم أمطر علیه شأبیب رحمتک و رضوانک، و أدخله فی جنّتک، جنّة الخُلد مع الصدّیقین و الصّالحین، آمین.

ربیع بن سلیمان کا خواب

ربیع بن سلیمانؒ فرماتے ہیں کہ آپ کی وفات کے بعد میں نے خواب دیکھا اور امام شافعیؒ سے دریافت کیا کہ اے ابوعبداللہ! اللہ تعالی نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا ؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے مجھے سونے کی کرسی پر بٹھایا اور مجھ پر موتی نچھاور کئے گئے۔ کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے :

جَمَالُ ذِی الْأَرْضِ كَانُوا فِی الحَيَاةِ وَهُمْ   بَعْـدَ الـمَمَاتِ جَمَالُ الكُتُبِ و السِّيَرِ

ترجمہ : وہ زندگی میں روئے ارض کی زینت تھے اور وفات کے بعد سیرت سوانح کی کتابوں کی زینت بنے ہوئے ہیں۔

نوٹ : سوانح کا یہ خاکہ مختلف دیوانوں کے مقدمات اور حکمت صالح کی کتاب ''دراسة فنية فی شعر الشافعیؒ'' سے لیا گیا ہے۔

قَافِیَۃُ الهمزَۃِ

دَعِ الاَیّام

١ دَعِ الأَیَّـامَ تَـفـعَـلُ مَـا تَشَـاءُ — وَطِـبْ نَـفْسـاً إِذَا حَـکَـمَ الْـقَضَـاءُ
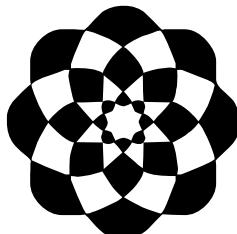
زمانہ کواس کے حال پر چھوڑ دے جو چاہے کرتا رہے — اور تقدیر نے جو فیصلہ کر دیا اس پر خوش دلی سے راضی رہ

٢ وَلاَ تَـجْـزَعْ لِـحَـادِثَةِ اللَّیَـالِی — فَـمَـا لِـحَـوَادِثِ الدُّنْیَـا بَقَـاءُ

اور زمانہ کے حوادثات سے بے قرار نہ ہو جا — اس لئے کہ حوادثاتِ دنیا ہمیشہ نہیں رہتے

٣ وَ کُنْ رَجُلاً عَلَـی الأَهْوَالِ جَلْداً — وَ شِیْـمَتُکَ السَّـمَـاحَۃُ وَ الْـوَفَـاءُ

اور مصیبتوں پر مضبوطی سے صبر کرنے والا بن جا — اور عفوودرگذر اور وفاداری کو اپنی خاص عادتیں بنا

٤ وَإِن کَثُـرَتْ عُیُـوبُکَ فِـی الْـبَـرَایَـا — وَ سَـرَّکَ أَنْ یَـکُـوْنَ لَهَـا غِطَـاءُ

اور اگر مخلوقات پر تیرے کثیر عیوب ظاہر ہو گئے ہوں — اور تجھے یہ بات پسند ہو کہ اسکی پردہ پوشی ہو

٥ یُـغَـطّٰی بِـالسَّـمَـاحَۃِ کُلُّ عَیْـبٍ — وَ کَـمْ عَیْـبٍ یُـغَـطِّیْـهِ السَّخَـاءُ

---

١ ـ **دَعْ** : وَدَعَ الشَّیٔ سے امر ہے، چھوڑ دے. **طِبْ** : طَاب یَطِیب طِیباً وَ طابا و طِیبةً و طابت النفس بکذا، دل خوش ہونا، لذت حاصل ہونا. **القضاء** : ج اقضیة، فیصلۂ الٰہی.

٢ ـ **لَا تَجْزَعْ** : جَزِعَ (س) جَزَعاً و جُزُوعاً، بے صبری کرنا.

حَادِثَةُ اللَّیَالِی : زمانہ کی مصیبتیں، آلام روزگار.

٣ ـــ **الاهوال**: هَوْلٌ کی جمع، هَالَ(ن) یَهُولُ هَوْلاً الامر فلان، گھبراہٹ میں ڈالنا، خوفناک کرنا، یہاں اھوال سے مصائب مراد ہیں. **جَلْد** : ج اَجْلاد، قوی مضبوط، جَلُدَ (ک) جَلْداً وَ جَلادَةً وَ جُلُودَةً وَ مَجْلُوداً، صبر واستقلال اور قوت دکھانا. **شِیْمَةٌ** : ج شِیَمٌ، عادت، طبیعت.

السَّمَاحَةُ : سَمُحَ (ک، ف) سَمَاحاً، سُمُوحاً وَ سَمْحاً وَ سَمَاحَةً، فیاض اور سخی ہونا.

٤ ـ **البَرَایَا**: بَرِیَّةٌ کی جمع، مخلوق. **سَرَّ**: (ن) سُرُوراً، خوش ہونا.

غِطَاءُ : ج اغطِیَةُ، پردہ، غَطا (ن) غَطْواً وَ غُطُوّاً الشیٔ، چھپانا، اسی سے غَطّٰی تغْطِیَةً الشیٔ، چھپانا.

یہ شعر بعض کتابوں میں اس طرح ہے:

٦ تَسَتَّرْ بِالسَّخَاءِ فَكُلُّ عَيْبٍ يُغَطِّيهِ كَمَا قِيلَ السَّخَاءُ

تو سخاوت و بخشش کے ذریعہ پردہ پوشی اختیار کر مشہور ہے کہ سخاوت ہر عیب کو چھپا دیتی ہے

٧ وَلَا تُرِ لِلْأَعَادِي قَطُّ ذُلًّا فَإِنَّ شَمَاتَةَ الْأَعْدَا بَلَاءُ

اور دشمنوں کے سامنے کبھی ذلت کا اظہار مت کر اسلئے کہ دشمنوں کے طعنے مستقل بلا ہے

٨ وَلَا تَرْجُ السَّمَاحَةَ مِنْ بَخِيلٍ فَمَا فِي النَّارِ لِلظَّمْآنِ مَاءُ

اور کسی بخیل سے جود وسخا کی امید مت رکھ اس لئے کہ پیاسے کو آگ میں پانی نہیں ملتا

٩ وَ رِزْقُكَ لَيْسَ يُنْقِصُهُ التَّأَنِّي وَ لَيْسَ يَزِيدُ فِي الرِّزْقِ الْعَنَاءُ

اور تاخیر تیرے رزق میں کمی نہیں کرتی اور بہت مشقت سے رزق میں اضافہ نہیں ہوتا

٥۔ **تَسَتَّرْ**: سَتَرَ (ن ض) سَتْراً وَسَتَراً وَ سَتَّرَ الشیءِ، کسی چیز کو چھپانا، دھانکنا، واِسْتَتَرَوَ اِنْسَتَرَ، چھپنا، ڈھک جانا، کہا جاتا ہے هُوَلَايَسْتَتِرُ مِنَ اللّٰهِ بِسِتْرٍ، وہ اللہ تعالی سے نہیں ڈرتا۔ **عَيْبٌ** : ج عُيُوبٌ برائی۔

٦۔ **ولا تُرِ** : اَرَاهُ يُرِيْه اِراءةً و اِراءً الشیءِ، دکھانا، اَرِنِی بِرَأْيِكَ، مجھے مشورہ دو۔

الْأَعَادِی: العَدُوُّ دشمن ج اَعْدَاءُ، عُدَاة جج اَعَادَی، عَادَی يُعَادِیُ مُعادَاةً، دشمنی کرنا۔

ذَلَّ: (ض) ذُلاً و ذِلَّةً وَ ذَلَالَة، ذلیل ہونا، صفت ذلیل وذُلّان ج ، اَذِلَّاءُ و اَذِلَّة۔

الشَّمَاتَةُ : شَمِتَ (س) شَمَاتاً وَ شَمَاتَةً بفُلاَنٍ، کسی کی مصیبت پر خوش ہونا۔

٧۔ **لَاتَرْجُ**: رَجَا (ن) رَجَاءً و رَجَاءَةً ، پرامید ہونا۔ **ظَمْآنُ** : ج ظِمَاءٌ، پیاسا، ظَمِئَ (س) ظَمَأً وَظَمَأً وَ ظَمَاءً وَ ظَمَاءَةً، سخت پیاسا ہونا.

٨۔ **التَأَنّی** : الْأَنَاةُ والتَمَهُّلُ، اَنَی يأنِی واَنِیَ (س) اَنِيًّا واِنًی ، دیر کرنا، پیچھے رہنا۔

العَنَاءُ: التَّعْبُ و النَّصَبُ، تھکنا، مصیبت، عَنـَی يَعْنِي عَنايَةً، الْأَمْرُ فُلانًا، مشغول کرنا، فکرمند کرنا، عُنِی بالامر وعَنَیَ به يعنیٰ عَنًی، مشقت لاحق ہونا، فکرمند ہونا۔

يُنْقِصُهُ : نَقَصَ (ن) نَقْصاً کم ہونا، گھٹنا۔ کسی نے کہا ہے:

الرزق مقسوم على من ترى ينالهُ الأَبيض و الأسود

كلّ يوفیّ رزقه كاملا من كفّ عن جهد ومن يجهد

١٠ و لا حُزْنٌ يَدُوْمُ وَ لاَ سُرُوْرُ | و لا بُؤْسٌ عَلَيْکَ وَ لاَ رَخَاءُ

اور خوشی اور غمی ہمیشہ نہیں رہتی | اور نہ تنگ دستی اور فراخی دائمی ہے

١١ إِذا مَا كُنْتَ ذَا قَلْبٍ قَنُوعٍ | فَأَنْتَ وَ مَالِکُ الدُّنْيَا سَوَاءُ

اگر تو قناعت والا دل رکھتا ہے | تو پھر تو اور دنیا کا مالک دونوں برابر ہیں

١٢ وَ مَنْ نَزَلَتْ بِسَاحَتِهِ المَنَايَا | فَلاَ أَرْضٌ تَقِيْهِ وَ لاَ سَمَاءُ

اور موت جب کسی کے صحن میں فروکش ہوجاتی ہے | تو پھر اسکو زمین وآسمان کی کوئی طاقت بچانہیں سکتی

١٣ وَ أَرْضُ اللهِ وَاسِعَةٌ وَ لٰكِنْ | إِذَا نَزَلَ الْقَضَا ضَاقَ الفِضَاءُ

اللہ تعالی کی زمین بہت وسیع ہے لیکن | جب موت آتی ہے تو فضا تنگ ہوجاتی ہے

١٤ دَعِ الأَيَّامَ تَغْدِرُ كُلَّ حِيْنٍ | فَمَا يُغْنِي عَنِ المَوْتِ الدَّوَاءُ

شکوۂ زمانہ کو چھوڑ وہ تو ہر وقت دھوکہ دیتا رہتا ہے | اور موت سے کوئی دوا بچانہیں سکتی

---

٩ ـ **الحُزنُ**: ج أَحْزَانٌ، حَزِنَ (س) حَزَنًا لَهُ وَعَلَيْهِ، غمگین ہونا۔صفت، حَزِيْنٌ ، ج،حُزَنَاءُ.وحِزَانٌ، وحَزَانٰی. **البُؤْسُ**: ج ، أَبْؤُسٌ ،بَئِس(س)بُؤساً وبَئِيْساً وبُؤْساً، سخت حاجتمند ہونا، صفت، بَائِسٌ.
رَخا:(ن)ورَخٰی(ف)ورَخِيَ(س)ورَخُوَ(ک) رَخَاءً العَيْشُ، زندگی کا آسودہ ہونا، صفت، رَاخٍ ورَخِيٌّ.
١٠ ـ **القُنُوعُ**: ج ،قُنُعٌ و القَنِيعُ ج قُنُعَاءُ، قناعت پسند،قَنِع (س) قَنعاً و قناعة و قُنعانا، جو کچھ حصہ میں آئے اسپر صبر کرنا۔
١١ ـ **سَاحَةٌ**: ج ،سَاحَاتٌ، آنگن،ایریا،میدان، سَاحَةُ القِتَالِ،میدان جنگ، سَاحَةُ الصَّرَاعَاتِ، اکھاڑہ۔ **مَنِيَّةٌ** :منایا،فیصلۂ الٰہی ،موت،وفات. **تَقِيْهِ** : وَقٰی ،يَقِی ،وِقَايَةً، حفاظت کرنا،اذیت سے بچانا۔
١٢ ـ **القَضَا**:قَضَاءٌ کامخفف،حکم الٰہی ،فیصلہ،موت،عرب لوگ کہتے ہیں اِذَا نَزَلَ الحَيْن حَارَتِ العَيْن.
١٣ ـ **غَدَرَ**: (ن،ض،س)غَدْرًا، بدعہدی کرنا،خیانت کرنا۔ **يُغْنِي**: غَنِيَ (س)غِنیً وغَنِی بالشئِ عنِ غَيْرِهِ، اکتفا کرنا، بس کرنا،اَغنٰی اِغناءً عَنْهُ، کافی ہونا مايُغْنِی عَنْکَ شَيْئًا، یہ تجھے کوئی فائدہ نہیں دیگا.
دَوَاءٌ: (ج) اَدْوِيَةٌ، دوا ،علاج۔

تشریح : سیدنا امام شافعیؒ نے ان اشعار میں رضا بالقضا کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر اللہ تعالی اپنے کسی بندے کے صبر کا امتحان لینے کے لئے اسے رنج ومصیبت میں مبتلا کریں تو بندۂ مؤمن کا شیوہ صبر وثبات اور رجوع الی اللہ کا ہونا چاہئے ؛ کیونکہ اولاتو حوادثات زمانہ ہوں یا سکون وراحت دونوں ہی دائمی حالتیں نہیں ہیں، رات دن اور دھوپ چھاؤں کی طرح بدلتی رہتی ہیں۔ تکلیف کے ایام بھی بہت جلد راحت میں تبدیل ہو جائیگے اور ثانیا اللہ تعالی اپنے محبوب بندے کے درجات بلند کرنے کے لئے ہی شکر سے آزمانے کے بعد کبھی صبر کے امتحان میں مبتلا کرتے ہیں، کیونکہ صبر بھی رضاءالٰہی اور قرب خداوندی پانے کا بہترین وسیلہ ہے۔ حق تعالی فرماتے ہیں.

﴿ واستعینوا بالصبر والصلوۃ ان اللہ مع الصٰبرین﴾ (البقرۃ:۱۵۳)

حدیث شریف میں اس مضمون کو اسطرح بیان کیا گیاہے:

”عجباً لأمرِ المؤمنِ إنّ أمرَہ کلہُ خیرٌ ، ولیس ذلک لأحد إلا للمؤمنِ،إن أصابتہُ سرّاءُ شکرَ،فکان خیرا لہ، وإن أصابتہُ ضرّاءُ صبرَ فکان خیرا لہ “ (صحیح مسلم)

سخاوت کی تعریف کرتے ہوئے امامؒ سمجھاتے ہیں کہ یہ وہ وصف ممدوح ہے جس سے آدمی اللہ اور بندوں کے قریب ہوجاتا ہے اور وہ انسان کے ان عیوب پر بھی پردہ ڈال دیتا ہے جو انسانی ضعف کی وجہ سے کبھی کبھی سرزد ہوجاتے ہیں حدیث شریف کا مضمون ہے:

”السخیُّ قریبٌ من اللہِ، قریبٌ من الجَنّۃِ قریبٌ من النّاسِ بعیدٌ من النّارِ ، والبخیلُ بعیدٌ من اللہِ ، بعیدٌ من الجنۃِ، بعیدٌ من الناسِ، قریبٌ من النّارِ،وَلَجاھلٌ سخیٌ أحبُّ إلی اللہِ من عابدٍ بخیلٍ “ (صحیح ترمذی)

ہواء وحرص والے دل کوسکون وغنا کا اصلی راز بتاتے ہوئے امامؒ نے فرمایا کہ ابن آدم کو دولت دنیا کے حصول سے حقیقی چین وسکون میسّر نہیں آتا جب تک کہ اسکا دل قناعت واستغنا کی صفت سے متصف نہیں ہوجاتا، اگر یہ بات پیدا ہوجائے تو محکوم اپنے آپ میں حاکم جیسا یا اس سے بھی زیادہ سکون محسوس کرنے لگے۔

آپ ﷺ کا ارشادگرامی ہے۔” لیسَ الغِنیٰ عن کثرۃِ العَرَضِ ولکنَّ الغِنیٰ غِنَی النفسِ “ (متفق علیہ)

موت کی لافانی حقیقت اوراٹل قانون قدرت کوآشکارا کرتے ہوئے فرمایا کہ موت سے کسی نفس کو چھٹکارانہیں، جو یہاں آتا ہے جانے کے لئے ہی آتا ہے اگر دنیا ہمیشہ رہنے کی جگہ ہوتی تو انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام زیادہ مستحق تھے کہ وہ ہمیشہ رہتے، ازل سے ابدتک رہنے والی ذات اللہ وحدہ لاشریک لہٗ کی ذات ہے۔آج تک نہ کوئی طبیب حاذق موت کا علاج کرسکا نہ ہی روح کی حقیقت سے واقف ہوسکا،قرآن ناطق ہے:

﴿قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمرِ رَبیِّ وماَ اُوتِیتُم مِّنْ العِلْمِ اِلاّ قَلِیْلاً﴾ (بنی اسرآئیل:۸۵)

اجل ایک ایسی چیز ہے جو وسیع تر عالم کوبھی صاحب اجل پر تنگ کردیتی ہے اوراسکی دنیا موت پرسمٹ جاتی ہے،

﴿اِذَا جَاءَ اَجَلُھُمْ فَلاَ یَسْتَأخِرُونَ ساعةً ولا یَسْتَقْدِمُونَ﴾ (یونس:۴۹)
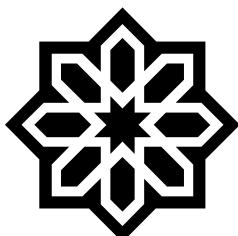
قِیمَةُ الدُّعَاءِ

۱ اَتَهزَأُ بِالدُّعَاءِ وَتَزدَرِیهِ وَمَا تَدرِی بِمَا صَنَعَ الدُّعَاءُ

تو دعا کا مذاق اڑاتا ہے اور اسکو حقیر سمجھتا ہے تجھے کیا معلوم کہ دعا کیا اثر رکھتی ہے؟

۲ سِهَامُ اللَّیلِ لاَ تُخطِي وَلٰکِنْ لَهَا أَمَدٌ وَلِلأَمَدِ انقِضَاءُ

(دعا) بے خطا سہام لیل ہیں ہاں مگر اسکی ایک میعاد ہے اور ہر میعاد پوری ہو کر رہتی ہے

۳ فَیُمسِکُهَا إِذَامَاشَاءَ رَبِّي وَیُرسِلُهَا إِذَانَفَذَ القَضَاءُ

میرا رب جب چاہتا ہے اسکو روک لیتا ہے اور جب تقدیر کا فیصلہ ہوتا ہے تو اسکو چھوڑ دیتا ہے

تشریح: سیدنا امام شافعیؒ دعا کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ رب العزت کی ذات عالی کو حاکم اور نفع نقصان کا مالک ماننے والا مؤمن دعا کو کارگر ہتھیار اور در الٰہی پر دستک دینے کا مؤثر ذریعہ سمجھتا ہے۔ حق تعالیٰ خود فرماتے ہیں ﴿اُدْعُوْنِیٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾ (المؤمن : ۶۰) ، اور آنحضرت ﷺ نے بھی ''اَلدُّعَاءُ سِلاحُ المُؤمِنُ'' (مستدرک حاکم ومسند ابی یعلی ؛ بحوالۃ کنز العمّال) اور '' لَایَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا یَزِیْدُ فِیْ العُمُرِ اِلَّا البِرُّ'' (صحیح ترمذی) کہکر دعا کی عظمت کو واضح فرمایا ہے۔ بدر و اُحد کا نقشہ حضور اکرم ﷺ کی دعاؤں ہی نے بدلا تھا اور تاریخ کے ہر دور میں اصحاب دعوت وعزیمت کی سحر گاہی آہوں نے ہی باطل کا رخ پھیرا ہے۔ نبی خاتم ﷺ کا اپنی امت کو ہر لمحہ وموقع کی دعائیں تلقین کرنا دعا کی قدر ومنزلت کو بہت زیادہ بڑھا دیتا ہے۔

نوٹ: آخری شعر احسان عباس اور امیل یعقوب کے نسخہ میں ہے بقیہ نسخوں میں نہیں ہے۔

۱۔ **اَتَهْزَأُ:** هَزَأَ وهَزِئَ هَزْأً وهُزْءً وهُزُءً، لِفُلاَنٍ وَمِنْهُ، کسی سے مسخری کرنا، مذاق اڑانا۔

الدُّعَاءُ : الطلب مع التَّذلل والخُضوع ،دَعَا (ن) دُعَاءً ودَعْوَی۔ ہٗ۔ پکارنا، مدد چاہنا، ۔لَهٗ۔دعا کرنا، ۔عَلَیْهِ۔بددعا کرنا، ۔اِلَیْه۔کسی چیز کی طرف بلانا۔

تَزْدَرِیْهِ: تمتهنه وتحتقره،زَرَی(ض) زَرْیًا وزِرَایَةً وازْدَرٰی اِزْدِرَاءً، حقیر سمجھنا،صفت، زَارٍ أَوْمُزْدَرٍ۔

۲۔ **سَهْمٌ :** ج، سِهَامٌ : تیر **اَمَدٌ** :آخری حد، ج آمَادٌ، کہا جاتا ہے﴿طَالَ عَلَیْهِمُ الاَمَدُ﴾ ان پر مدت طویل ہوگئی۔

جَہدُ البَلاءِ

١ أکْثَـرَالنَّـاسُ فِـی النِّسَـاءِ وقَـالُوا ‌ ‌ إنَّ حُـبَّ الـنِّسَــاءِ جَہْـدُالبـلاءِ

لوگوں نے عورتوں کے بارے میں مختلف رائیں قائم کیں ‌ ‌ اور یہ بھی کہا کہ عورتوں کی محبت سخت مصیبت ہے

٢ لیـسَ حُـبُّ النِّسـاءِ جَہْداً ولکنْ ‌ ‌ قُـربُ مَـنْ لاتُـحِبُّ جَہدُ البلاءِ

عورتوں کی محبت کوئی بڑی مصیبت نہیں البتہ ‌ ‌ ناپسندیدہ فرد کا قرب بڑی مصیبت ہوتا ہے

تشریح: سیدنا امام شافعیؒ نے اقوام عالم کے عورت کے بارے میں قائم کردہ تصورات کی تردیداور مذھب اسلام کے معتدل اورمبنی برانصاف نظریہ کی ترجمانی کرتے ہوئے فرمایا کہ عورت مصیبت کی نہیں، راحت کی چیز ہے بلکہ اکثر کامیاب مردوں کی کامیابی کے پیچھے کسی نہ کسی صالح عورت کی محنت یقیناً شامل ہوتی ہے، آپ ﷺ نے ’’الدُّنیا کُلُّھَا مَتَاعٌ وَخَیرُ متاعِ الدُّنیا اَلْمرْاَۃُ الصَّالحۃُ‘‘(صحیح مسلم) فرما کر عورت کی اسی عظمت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

امام شافعیؒ چونکہ خوش مزاج تھے خشک مزاج نہیں، اسلئے کبھی کبھی خوش طبعی کے طور پر برجستہ ایسے دل چسپ اشعار کہہ دیا کرتے تھے جبکہ متنبّی کہتا ہے،

وَمِنْ نَکَدِ الدُّنیا عَلی الحُرِّ أَن یَریٰ ‌ ‌ عَـدُوًّا لَـہُ مَـامِـنْ صَداقَتِـہِ بُـدُّ

دنیا کی یہ بھی ستم ظریفی ہے کہ آزاد مرد کو ‌ ‌ دفع شر کے خاطر دشمن سے اظہار دوستی کرنا پڑے

---

١ ــــ **جُہد:** ضمّہ اورفتحہ کے ساتھ طاقت، استطاعت، قرآن مجید میں ہے، ﴿لَایَجِدُوْنَ اِلّاجُھْدَھُمْ﴾، ﴿وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَھْدَ اَیْمَانِھِمْ﴾ فتحہ کے ساتھ، مشقت جَھَدَ (ف) جَھْدًا فِی الأَمْرِ، إذَا طَلَبَ حَتّٰی بَلَغَ غَایَتَہُ، جَھَدَہُ الْمَرَضُ إذَا بَلَغَ مِنْہُ المَشَقَّۃِ.

٢ ـ **البَلاءُ:** بَلاَ (ن) بَلواً وَبَلاءً، کسی کو آزمانا، تجربہ کرنا، امتحان لینا، یہ لفظ ابتلاء بالخیر والشر دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے، قرآن کریم میں ہے، ﴿وَنَبْلُوْکُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَیْرِ فِتْنَۃً﴾.

وَاحَسرَةً لِلفَتیٰ

١ وَا حَسْرَةً لِلْفَتیٰ سَاعَةً	یَعِیشُھا بَعْدَ أَوِدَّائِهِ
انسان کے لئے وہ گھڑی کتنی حسرتناک ہوتی ہے	جو وہ اپنے دوستوں سے فراق کے بعد گذارتا ہے
٢ عُمْرُ الفَتیٰ لَوْکَانَ فِي کَفِّهِ	رَمٰی بِهِ بَعْدَ أَحِبَّائِهِ
اگر آدمی کی عمر اسکے قبضے میں ہوتی تو وہ	دوستوں کی جدائی کے بعد اسکو پھینک دیتا

تشریح : انسان فطرۃ مدنی الطبع واقع ہوا ہے۔ کسی شاعر نے کہا ہے:

مَاسُمِّی الإِنْسَانُ إِلاَّلاُنْسِهِ   وَمَاالقَلْبُ إِلاّ أَنَّهُ یَتَقَلَّبُ

انسان کو انسان سے فطرۃً اُنس ہوتا ہے؛ یہی اُنس انسان کو حقوق کی ادائیگی، اتحاد واتفاق، مودت ومحبت، مواخات وموالات اور تراحم وتعاطف کی طرف لے جاتا ہے، جسکی بنیاد پر انسان چین، سکون اور راحت واطمینان کی زندگی گذارتا ہے۔

﴿وَھُوَ الَّذِی خَلَقَ مِنَ المَاءِ بَشَراً فَجَعَلَهُ نَسَباً وَصِھراً﴾ (الفرقان : ٥٤) کی آیت بھی اسی مضمون کی تائید کرتی ہے اور ﴿وَجَعَلْنَا کُمْ شُعُوباً وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا﴾ (الحجرات : ١٣) والی آیت بھی تعارف وتعاون باہمی کو انسان کی فطری ضرورت بتاتی ہے۔ فرمانِ رسول ﷺ میں بھی انسانی فطرت کے اس ضروری عنصر کو ایک خصوصی ھدایت کے ذریعہ دوام بخشا گیا ہے۔ آنحضور ﷺ کا پاک ارشاد ہے "اِذَا اٰخَی الرَّجُلُ الرَّجُلَ فَلْیَسألهُ عن إِسْمِهِ وإِسْمِ أَبِیْهِ وَمِمَّن ھُوَ، فإِنَّهُ أَوْصَلُ لِلْمَوَدةِ" (صحیح ترمذی) یہی وجہ ہیکہ خوشی وغمی کے مواقع پر انسان کو شرکاءِ خوشی وغم کی ضرورت پڑتی ہے، اگر وہ نہ ہوں تو حاصل شدہ خوشی حقیقی معنی میں خوشی نہیں رہتی اور غم کے بادل جلدی نہیں چھٹتے۔ امام شافعیؒ نے ایک جگہ نثر میں اسی مضمون کو اسطرح ادا فرمایا ہے۔ "لا سرور یعدل صحبة الإخوان ولا غمّ یعدل فراقھم، والغریب من فقد ألفهُ لامن فقد منزله"

١۔ وَا: حرف ندا ہے جو ذکر محاسن میت کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسے وا ولداہ، واکبداہ اور کبھی نداء حقیقی میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔ **الحَسْرَةُ:** ج ،حَسَرَات ، شدّة التلهّف والحزن وأشدّ النّدم، قرآن کریم میں ہے، ﴿یَا حَسْرَتیٰ علیٰ مافَرَّطْتُّ فِي جَنْبِ اللّٰهِ﴾ **الأَوِدَّاءُ:** م، وَدِیْدٌ، ساتھی، محبت کرنے والا۔

٢۔ **الکفُّ** : ج کُفُوْفٌ واَکُفٌ وَکُفٌ، ہتھیلی انگلیوں سمیت۔

الأَحِبَّاءِ: م، حَبِیْبٌ، حَبَّهُ (ض) حُبّاً وحِبًّا، محبت کرنا، صفت حَبِیْبٌ وَمَحْبُوبٌ.

اَلصَّبرُ عَلٰی فَقدِ الاَحِبَّةِ

١ وَمَنْ يَتَمَنَّ الْعُمْرَ فَلْيَدَّرِعْ صَبْراً عَلٰى فَقْدِ أَحِبَّائِهِ

جوشخص درازی عمر کا متمنی ہواس کو چاہئے کہ دوستوں کے فراق پرصبر کا لباس پہنے

٢ وَمَنْ يُعَمَّرْ يَلْقَ فِی نَفْسِهِ مَا يَتَمَنَّاهُ لِأَعْدَائِهِ

اور جوشخص لمبی عمر پائیگا تواپنے لئے بھی وہی تمنا کریگا جودشمن کے لئے تمنا کرتا تھا

تشریح: سیدنا امام شافعیؒ پہلے شعر میں دوستوں کی موت اور شدائد دنیا پرصبر کے دامن کومضبوطی سے تھامنے کی تلقین کر کے یہ سبق دینا چاہتے ہیں کہ صبر وہ جوہر ہے جوکمزور انسان کوحوادثات زمانہ جھیلنے اور گردش دوراں میں ثابت قدم رہنے کا حوصلہ فراہم کرتا ہے۔اگر انسان کوصبر کی تعلیم نہ دی جاتی تو طویل عمر پانے والا انسان طویل عمر سے کثرت حسنات کا فائدہ اٹھانیکے بجائے ؛فراق احباب کے غم میں اپنے آپکو ہلاک کرلیتا۔دوسرے شعر میں یہ کہکر کہ آدمی کی عمر جب زیادہ دراز ہوتی ہےتو وہ بھی اپنے لئے موت کی ایسی ہی تمنا کرتا ہے جیسے اگلے زمانہ میں اپنے دشمنوں کی ھلاکت چاہا کرتا تھا؛ امام شافعیؒ شاید ارذل عمر کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں؛ جسکا تذکرہ قرآن میں اسطرح آیا ہے ﴿وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَیْ لَا يَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شيئا﴾(النحل،٧٠) اورجس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے بھی یہ کہکر پناہ چاہی ہے" اَللّٰهُمَّ اِنِّی أَعُوذُبِک مِنَ البُخْلِ، وأَعُوذُ بِک مِن الجُبنِ، وأَعُوذُبِک مِن أن أُرَدَّ اِلیٰ أرْذَلِ العُمُرِ وفِتْنَةِ الدُّنيا وعَذابِ القبرِ"(كنز العمّال)

---

١ ـ **يَتَمَنَّ:** تَمَنَّى الشَّئ، ارادہ کرنا،الكتاب، پڑھنا،الرجل،جھوٹ بولنا، الحديث، جھوٹی بات گھڑنا. الْمُنْيَةُ ج مُنىً مِنىً والاُمْنِيّةُ ج اَمَان واَمانِیّ،خواہش،آرزو،مطلوب. **يَدَّرِعْ:** دَرَّعَهُ، تَدَرَّعَ وِادَّرَعَ، زرہ پہننا،صبرکودرع سےتشبیہ دیکر صبر کا لباس پہن لینے یعنی صابر بن جانے کی تلقین کی گئی ہے۔

الصَّبْرُ: صَبَرَ(ض) صَبْراً، صفت، صَابِرٌوَصَبِيْرٌ وصَبُوْرٌ، ضبط النّفس ،كظم الغيظ،سعة الصّدر، التَّجلّد وحسن الاحتمال، الشُّجاعة وترك الشّكوىٰ.

٢ ـ **يُعَمَّرُ** :عَمَّرَ الرَّجُلُ، لمبی زندگی پانا،قرآن کریم میں ہے ﴿وَمَنْ نُعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِی الخَلقِ﴾ العُمْرُ، العُمُرُ، العَمْرُ ج أعمار، زندگی۔والمعنى أن الذى يحبّ أن يعيش طويلا ويُعمر مدة طويلة، لملاقاة أحبائه وإخوانه، يجد نفسه عندما يبلغ العمر وهناً ضعيفاً مريضاً كما كان يتمنّى أن يرى أعدائه."ديوان الإمام الشافعیؒ، تحقيق محمدعبد الرحيم ،صفحة ١١٧"

القَضَاءُ والقَدَرُ

١ إِنّ الطَّبِيبَ بِطِبِّهِ وَدَوَائِهِ | لا يَسْتَطِيعُ دِفَاعَ مَقْدُوْرِ القَضَاء

طبیب علم طب اور دوائی کے ذریعہ | تقدیر کے فیصلوں کو بدل نہیں سکتا

٢ مَالِلطَّبِيبِ يَمُوْتُ بِالدَّاءِ الَّذِي | قَدْ كَانَ يُبْرِئُ مِثْلَهُ فِيمَا مَضٰى

طبیب کو کیا ہوگیا کہ ایسی بیماری میں وفات پاتا ہے | جس بیماری کا علاج کر کے وہ کبھی دوسروں کو شفایاب کر چکا تھا

٣ هَلَكَ المُدَاوِیْ والمُدَاوٰی وَالذِّي | جَلَبَ الدَّوَاءَ وبَاعَهُ ومَنِ اشْتَرٰی

علاج کرنے والا طبیب علاج پانے والا مریض اور | دوائی بنانے والا اور بیع وشراء کرنے والا سبکو موت نے ہلاک کر دیا

تشریح: امام شافعیؒ موت کی اٹل حقیقت کو آشکارا کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سائنسدانوں، حکیموں، فلسفیوں اور ڈاکٹروں کی باتیں اور تحقیقات اپنی جگہ، لیکن موت ایک ایسی حقیقت ہے جسکا انکار نہیں ہوسکتا، یورپ نے حفظان صحت اور بہتر زندگی کے لئے بے شمار طریقے اور علاج دریافت کئے ہیں اور اسے اپنی طبّی تحقیقات اور علاج معالجے کے جدید وسائل واسباب پر ناز بھی بہت ہے مگر ان تمام چیزوں کے باوجود کیا ایک بھی ایسا سائنسداں یا ڈاکٹر ہے جو یہ دعوٰی کر سکے کہ میں نے موت کا علاج دریافت کرلیا ہے؟ ارے، بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک ڈاکٹر کو جس مرض کے علاج میں مہارت ہوتی ہے اسی مرض میں اسکا انتقال ہوجاتا ہے۔ ⇦

---

١ ـ **الطّبِيبُ**: طَبَّهُ (ن،ض) طَبّاً، علاج کرنا، تَطَبَّبَ الرَّجُل، طبیب بننا، اِسْتَطَبَّهُ، دوائی دریافت کرنا. الطَّبُّ والطِّبُّ والطُّبُّ، جسمانی اور روحانی علاج، صفت، طَبِيبٌ ج اَطِبَّةٌ وَاَطِبَّاءُ، مؤنث، طَبِيبَةٌ.

٢ ـ **يَمُوتُ** : مَاتَ يَمُوْتُ مَوْتاً ، مرنا، المَوْتُ الابْيَضُ، طبعی موت، الاحْمَرُ، مقتول ہونا، الاسْوَدُ، گلا گھٹ کر مرنا، المَيْتُ ج اَمْوَاتٌ وَمَوْتٰی والمَيِّتُ ج مَيِّتُون، مؤنث مَيْتَةٌ ج مَيْتَاتٌ ومَيِّتَاتٌ .

يُبْرِأ: بَرِی (س) بَرَءَ (ف) بَرُءَ (ک) بَرْءاً وبُرْءاً وبُرُوءاً، من المَرَضِ، بیماری سے شفا پانا.

٣ ـ **المُدَاوِی**: دَاوٰی مُدَاوَاةً، بیمار کا علاج کرنا، ـ فا ـ المُدَاوِی ـ مفع ـ المُدَاوٰی.

الدّاءُ: دَاءَ يَدَاءُ (ف) دَاءً ودَوْءاً، بیمار ہونا ، صفت دَاءٍ، الدّاءُ، بیماری ج اَدْوَاءٌ.

جَلَبَ: جَلَبَهُ (ن،ض) جَلْباً، ہانک کر لانا، یہاں فقط لانیکے معنی میں ہے۔

ماہرین امراض قلب کا انتقال ہارٹ اٹیک سے اور ماہرین امراض سرطان کا انتقال مرض سرطان میں ہوتا دیکھا گیا۔عربی کا ایک شعر اسی حقیقت کی ترجمانی کرتا ہے۔

بِسِلٍّ مَاتَ اَرَسْطَالِیُسَ وَاَفُلاطُونَ مَفُلُوجاً　　وَلُقُمانَ بِسِرُسَامَ وَجَالِیُنُوسَ مَبُطُوناً

مرض سل سے ارسطالیس مرا اور افلاطون فالج سے　　لقمان مرض دماغ سے اور جالینوس اسہال سے

حالانکہ انہیں امراض میں ان حکماء کو ید طولیٰ اور مرتبۂ کمال حاصل تھا۔غرض یہ کہ جو بنا ہے وہ فنا ہے، یہاں جو آیا ہے جانیکے لئے آیا ہے، رہنے کہ لئے کوئی نہیں آیا۔موت کا مراقبہ کرنا ہر نفس کے لئے بہت ضروری ہے؛ مجذوب فرماتے ہیں۔

تو برائے بندگی ہے یاد رکھ　　بہر سر افگندگی ہے یاد رکھ
ورنہ پھر شرمندگی ہے یاد رکھ　　چندروزہ زندگی ہے یاد رکھ
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے　　کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ارشاد خداوندی ہے۔

﴿قُلُ اِنَّ المَوُتَ الّذِی تَفِرُّوُنَ مِنهُ فَإِنَّهُ مُلاقِیُکُم﴾ (الجمعة : ۱ ۱)

قَافِیَۃُ البَاءِ

وُقُوْفُ المَاءِ یُفْسِدُہٗ

۱ مَـافِی الـمُـقَـامِ لِذِي عَقْلٍ وذِی أَدَبٍ — مِـنْ رَاحةٍ فَـدَعِ الأَوْطَـانَ وَاغتَـرِبِ
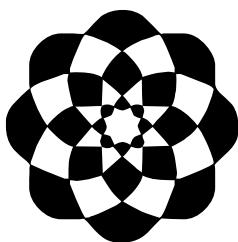
صاحب عقل وفہم کوایک جگہ پڑے رہنے میں — راحت نہیں اس لئے وطن چھوڑ اور سفراختیار کر

۲ سَافِرْ تَـجِـدْ عِـوَضـاً عـمَّنْ تُفَارِقُـهُ — وَانْـصَـبْ فَإِنَّ لَذِيْذَ العَيْشِ فی النَّصَبِ

سفر کرترک وطن کا بدلہ پائیگا — اور مشقت برداشت کر کیونکہ لذت عیش تھکن میں ہے

۳ إِنّـي رَأيـتُ وُقُـوفَ الـمَـاءِ يُفْسِدُهُ — إِنْ سَـاحَ طَابَ وَإِنْ لَمْ يَجْرِ لَمْ يَطِبِ

میں نے دیکھا کہ ٹھہراؤ پانی کوخراب کردیتا ہے — بہنا پانی کواچھا رکھتا ہے اور نہ بہنا خراب کردیتا ہے

---

۱ ـ **المُقَام**: ضمہ کے ساتھ ٹھہرنے کی جگہ یاوقت، فتحہ کے ساتھ جائے قیام، ج مقامات۔

الأدب: اَدُبَ(ک) اَدَباً، اچھی تربیت والایا شائستہ ہونا، اَدِیبٌ ج اُدَبَاءُ، الأَدَبُ، وہ اخلاقی ملکہ جوانسان کو ہرناشائستہ بات سے بازرکھے، ج آداب. **اَوْطَانٌ**: م، الوَطَنُ، انسان کی سکونت کی جگہ خواہ وہاں پیدا ہوا ہو یانہ ہوا ہو، وَطَّنَ واَوْطَنَ واِسْتَوْطَنَ، البَلَدَ، کسی شہر کواپنا وطن بنانا۔

اِغْتَرَبَ: غَـرَبَ(ن) غَرَابَةً وغُرَابَةً وغُرْباً، وطن سے جدا ہونا، پردیسی ہونا، اِغْتَرَبَ الرَّجُلُ، وطن سے نکل جانا، الغَرِيْبُ ج غُرَبَاءُ.

۲ ـ **النَّصَبُ** :نَصَبَهُ (ض،ف)وانْصَبَهُ نَصْباً، تھکانا، نَصِبَ(س)نَصَباً، تھکنا، فِی الأَمْرِ، کوشش کرنا، قرآن میں ہے﴿لا یَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ ولا یَمَسُّنَا فِيهَا لُغُوبٌ﴾

۳ ـ **سَاحَ** :سَاحَ یَسِیْحُ سَیْحاً وسَیَحاناً، المَاءُ، پانی کا سطح زمین پر بہنا، صفت، سَائِحٌ وسَیْحٌ.

طَابَ: طَابَ یَطِیْبُ طِیباً وطَاباً وطِیْبَةً، مزیدار، میٹھا، عمدہ ہونا۔ **یَجْرِ**: جَرَی (ض) جَرْیاً وجَرْیاناً وجَرِیَةً ـ المَاءُ، پانی کا بہنا، کہا جاتا ہے''نَهْرٌسَرِیْعُ الجَرْیَةِ''تیز بہنے والی نہر۔

٤ وَالأَسَدُ لَوْلاَ فِراقُ الأَرضِ مـاافْتَرسَتْ — وَالسَّهـمُ لَوْلَا فِراقُ القَوْسِ لـمْ يُصِبِ

شیر اگر کچھاڑ نہ چھوڑے تو شکار نہیں کرسکتا — اور تیر کمان سے جدا نہ ہوتو نشانے پر نہیں لگتا

٥ وَالشَّمْسُ لَوْ وَقَفَتْ فِي الفُلكِ دَائِمةً — لَمَلَّهَا النّاسُ مِنْ عُجمٍ ومِنْ عَرَبِ

آفتاب اگر آسمان میں ایک جگہ ٹھہرا رہے — تو عرب وعجم سبھی تنگ آجائیں

٦ وَالتِّبرُ كَالتُّربِ مُلقًى فِي أَماكِنِه — والعُودُ فِي أرضِهِ نَوْعٌ مِن الحَطَبِ

سونا اپنی جگہ میں مٹی کا ایک پہاڑ ہے — اورعود پیدا ہونیکی جگہ میں جنگل کی ایک لکڑی ہے

٧ فَإِنْ تَغَرَّبَ هَذا عَزَّ مَطْلَبُهُ — وَإِنْ تغرَّبَ ذَاکَ عَزَّ كَالذَّهَبِ

جب سونا بے وطن ہوا تو باعزت ہوا — اور جب عود غریب الوطن ہوئی تو سونے جیسی قیمتی بنی

---

٤ ـ **اَسَدٌ:** شیر نر ہو یا مادہ دونوں کے لئے مستعمل ہے ج اُسُدٌ و اُسُودٌ و آسُدُ، داء الاسد، جذام.
اِفْتَرَسْت: فَرَسَ (ض) فَرْساً واِفْتَرَسَ ـ الاسَدُ، فَرِيسةً، شکار کرنا۔
القَوسُ: مصدر، کمان، مؤنث ہے، کبھی مذکر بھی مستعمل ہوتا ہے، تصغیر، قُوَيْسَةٌ وَقُوَيسٌ، ج قِسِيٌّ واَقْوَاسٌ، قوسُ نَدفٍ، دھنئے کی کمان، قَوْسُ نبْلٍ، تیر کی کمان، قَوْسُ قُزَحٍ دُھنک، ست رنگی کمان قَوْسُ الرَّجُلِ، جھکی ہوئی پیٹھ. **يُصِيْبُ:** اَصَابَ يُصِيبُ اِصَابَةً ـ اَلسَّهمُ، تیر کا ٹھیک نشانے پر لگنا.
٥ ـ **الفَلَكُ:** آسمان، ستاروں کے چکّر لگانے کی جگہ، ج فُلْكٌ وفُلُكٌ واَفْلاكٌ. **مَلَّها:** مَلَّ (س) مَلَلاً و مَلالاً ومَلَّةً ومَلالَةً ـ الشئ ومن الشئ، اکتانا، زچ ہونا، صفت المَلُولُ. **عُجُمٍ:** الأَعْجَمِيُّ والعَجَمِيُّ، مؤنث عَجماءُ ج عُجُمٌ، غیر عرب، عربی بولتا ہو یا نہ بولتا ہو۔
عَرَب: العُرْبُ والعَرَبُ ج اَعْرُبٌ وعُرُوْبٌ، عرب کے باشندے۔
٦ ـ **التِّبْرُ:** م، تِبْرَةٌ، سونے کا بغیر ڈھلا ہوا ٹکڑا۔ **العُوْدُ:** ایک خوشبودار لکڑی، جسکو بطور بخور استعمال کیا جاتا ہے، عرب لوگ اس لکڑی سے بنی ہوئی خوشبو کو جسے وہ دهن العُود کہتے ہیں بہت پسند کرتے ہیں۔
٤ ـ **تَغَرّبَ:** وطن سے علٰحدہ ہونا۔ **عزَّ:** عَزَّ (ض) عِزّاً وعَزَّةً (ن) عِزّا، عزیز ہونا، قوی ہونا، عزّت کی کوشش میں غالب ہونا۔ **المَطْلَبُ:** ج مَطَالِبُ، مطلب، مقصد۔

تشــریح: نیک مقصد کے حصول کے لئے سفر کرنے کی قرآن کریم اوراحادیث نبویہ میں اجازت،فضیلت اورکہیں کہیں امربھی وارد ہوا ہے۔"وأَذِّنۡ فِي النَّاسِ بِالۡحَجِّ يَأۡتُوكَ رِجَالًا وَعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَأۡتِيۡنَ مِنۡ كُلِّ فَجٍّ عَمِيۡقٍ "(حج :۱۰۰) میں سفرحج کا امر ہےتو " فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانۡتَشِرُوۡا فِي الۡأَرۡضِ وَابۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِ اللّٰه"(الجمعة: ۱۰) میں طلب رزق حلال کے لئے سفر کی ھدایت ہے. "اِنۡفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالاً وَجَاهِدُوا بِأَمۡوَالِكُمۡ وَاَنۡفُسِكُمۡ فِي سَبِيۡلِ اللّٰهِ "(التوبة: ۴۱) میں پوری انسانیت کوجہنّم کی آگ سے بچانیکے لئے سفر جہاد کا حکم ہےتو" وَمَنۡ يَخۡرُجۡ مَنۡ بَيۡتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ"(النساء : ۱۰۰) میں ہجرت یعنی ترک وطن کا تذکرہ ہے " لاَ أَبۡـرَحُ حَتّٰـى أَبۡلُـغَ مَجۡمَعَ الۡبَحۡرَيۡنِ اَوۡأَمۡضِـيَ حُـقُبًا"(الکھف: ۶۰) میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبانی طویل سفرعلم کی ترغیب ہے۔تو "الاَ لِيُبَلِّـغِ الشَّـاهِدِ الۡغَـائِبَ"(رواہ البخاری) میں تبلیغ دین کے لئے سفر کا حکم ہے۔کہیں "سِيۡرُو فِي الۡأَرۡضِ فَانۡظُرُوۡا "(الأنعام : ۱۱) کےذریعہ اقوام عالم کے احوال سے عبرت کے لئے سیر وسیاحت کی ہدایت ہےتو کہیں " لَوۡكَانَ عَرَضًا قَرِيۡبًاوَسَفراً قَاصِدًا لاَ تَّبَعُوكَ وَلٰكِنۡ بَعُدَتۡ عَلَيۡهِمُ الشُّقَّة"(التوبة: ۴۲) کہکر دین کے خاطر مشقت والا سفر چھوڑنے والوں پر تنبیہ کی گئی ہے۔کہیں مساجد ثلثہ کی زیارت وحصول برکات کے لئے شدّ رحال کی اجازت دی گئی ہےتو کہیں بیمار پرسی اور دیگرحقوق کی ادائیگی کے لئے سفر کی ترغیب دی گئی ہے۔

آپ ﷺ کی سیرت طیّبہ میں تجارت،ہجرت اورتبلیغ وجہاد کے اسفار، نیز صحابہؓ،تابعین، اسلاف کرام اورعلماء ربّانیین کی زندگیوں کے حصول علم واشاعت دین کے اسفارحتی کہ اکثر اکابرین کی جائے پیدائش وجائے وفات کا ایک نہ ہونا اس بات کی علامت ہیکہ وہ اپنے وطن اوراپنے ماحول پراکتفا کرکے بیٹھے رہنے کے بجائے" الۡخَلۡقُ عَيَالُ اللّٰه "(رواہ البیھقی فی شعب الإیمان) کے ناطے پوری انسانیت کی فکر کرنے والے اور" ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائے ماست" پر عمل پیراتھے، اورایسا کرنے سے انہیں دوہرا فائدہ بھی حاصل ہوا، ایک امر خداوندی کے امتثال کا، دوسرا مفید تجربات کے حصول کا۔

سیدنا امام شافعیؒ شریعت مطہرہ کی ایسی جامعیت کواپنے ان اشعار میں نادرمثالوں کے ساتھ بہترین انداز میں پیش فرماتے ہیں، ارشادفرماتے ہیں کہ عقلمند آدمی مناسب موقع اورتقاضے کے وقت ترک وطن اورسفر کرنے سے گریزنہیں کرتا،اسلئے کہ وہ ہی انسان کو بلند منازل تک لے جاتا ہےاور اس سے روگردانی ترقی کی راہ میں حائل ہوجاتی ہے۔

امام موصوفؒ اپنی اسی بات کو پانی کی روانی اور جمود کی مثال سے واضح فرماتے ہیں، کہ ماء راکد کو اسکا ٹھہراؤ خراب کر دیتا ہے جبکہ ماء جاری کا جریان اسکی تر و تازگی کو ہمیشہ باقی رکھتا ہے، نیز امامؒ نے علم و فضل والے کو شیر اور تیر کی مثال دیکر ایک حقیقت سمجھائی کہ جسطرح تیر جب تک ترکش کو اور شیر کچھار کو نہ چھوڑے دونوں ہی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے ؛ اسی طرح صاحب علم و فضل اپنے فضل سے دوسروں کو فائدہ پہونچانے اور دوسروں کے علم و فضل سے استفادہ کرنے کے مقصد میں اسوقت تک کامیاب نہیں ہوسکتا ؛ جب تک کہ وہ عندالضرورت اپنا مکان و وطن نہ چھوڑے، سورج کی طرح کہ اسکا وجود انسانیت کے لئے بے انتہا مفید ہے مگر اسوقت تک کہ وہ آتا جاتا رہے اور لیل و نہار کا تسلسل باقی رہے ؛ جبکہ اسکا سفر چھوڑ دینا اور ایک جگہ ٹھہر جانا انسانیت کے لئے پریشانی کا باعث بن جائے اور لوگوں کا جینا دوبھر ہو جائے۔

اخیر میں امام شافعیؒ دو حکیمانہ مثالیں دیکر اس بات کو سمجھانا چاہتے ہیں کہ سفر، محنت، جد وجہد، قربانی، لگن اور ترک وطن وہ عناصر ہیں جو انسان کو اپنے مقصد زندگی میں کامیاب بناتے ہیں، جس سے ادنی اعلیٰ اور ذرّہ آفتاب بن جاتا ہے، مثال دیتے ہیں کہ جسطرح سونا کہ جب تک وہ کان میں تھا مٹی کا ایک ڈھیر تھا اور ترک وطن کر کے تغیرات و تقلبات کی بھٹی سے گذرا تو حسینہ کے گلے کا ہار، بادشاہ کے سر کا تاج اور بازار کا رائج الوقت سکہ بنا اور جسطرح عود کی لکڑی کہ جب تک وہ جنگل میں تھی جنگل کی دیگر لکڑیوں سے زیادہ اسکی الگ کوئی حیثیت نہیں تھی مگر جب اسنے ترک وطن کیا اور کلہاڑے اور آڑے کے چلنے کی صعوبتیں برداشت کیں تو محلات و مساجد کی زینت بنی اور خوشبو دینے والی قیمتی لکڑی میں اسکا شمار ہوا۔

الغرض امام شافعیؒ ترک وطن، سفر، مجاہدات اور پیہم عمل کو ایک مسلمان کی کامیابی کے راز گردانتے ہیں اور اس سے جی چرانے کو شاہراہِ کامیابی کے بیچ کا سنگ گراں مانتے ہیں۔ اردو کے ایک شاعر نے اس خیال کی اسطرح ترجمانی کی ہے۔ ؎ سر پھول وہ چڑھا جو چمن سے نکل گیا...

علماء کرام کے طلب و اشاعت علم کے طول و طویل اسفار، غریب الوطنی اور طرح طرح کی صعوبتیں برداشت کرنا ؛ تاریخ و سیرت کی کتابوں کے وہ زریں ابواب ہیں جو طالبان علوم نبوت کو ہر زمانے میں طلب علم کی راہ کا توشہ اور حوصلہ فراہم کرتے رہینگے، طلبۂ کرام کو شیخ عبدالفتاح ابو غدہؒ کی کتاب " صفحات من صبر العلماء" کا ضرور مطالعہ کرنا چاہئے۔

بَاعُوا الرّأسَ بِالذَّنَب

جاء فی معجم الأدباء قول الإمام الشافعیؒ، فی الفروق بین النّاس فی العقل والأدب والحسب:

١ أَصْبَحْتُ مُطَّرَحاً فِي مَعْشَرٍ جَهِلُوا   حَقَّ الأدِيْبِ فَبَاعُوا الرّأسَ بِالذَّنَبِ

میں پھینک دیا گیا ہوں ایسے معاشرہ میں جو بے خبر ہے   ادیب کے حق سے اور سر کو دُم کے عوض فروخت کرتے ہیں

٢ والنّاسُ يَجْمَعُهُم شَمْلٌ وَبَيْنَهُم   فِي العَقْلِ فَرْقٌ وفِي الآدَابِ والحَسَبِ

لوگ یوں تو ایک جماعت کے افراد معلوم ہوتے ہیں   مگر انکی عقل، آداب اور شرافت نسبی میں واضح فرق ہوتا ہے

٣ كَمِثْلِ مَا الذَّهَبِ الإِبْرِيزِ يُشْرِكُهُ   فِي لَوْنِهِ الصُّفْرُ، والتَّفْضِيْلُ لِلذَّهَبِ

جیسے خالص سونا کہ زرد رنگت میں تو پیتل اسکا شریک ہے   مگر قدر و منزلت میں ذھب ہی کو فضیلت حاصل ہے

٤ والعُودُ لَوْ لَمْ تَطِبْ مِنهُ رَوائِحُهُ   لَمْ يَفْرِقِ النّاسُ بَيْنَ العُودِ والحَطَبِ

جیسے عود کی لکڑی کہ اس سے اگر خوشبو نہ پھیلتی   تو لوگ ایندھن اور عود میں تمیز نہ کر پاتے

١۔ **مُطَّرَحاً:** مُلْقیً، مَرْمِياً، مَنْبُوذاً، پھینکا ہوا۔ طَرَحَ (ف) طَرْحاً، الشیئ بالشیئ، پھینکنا، عنهُ، ڈالنا، دور کرنا، علیهِ مَسْئَلَةً، مسئلہ پیش کرنا۔ اِطّرَحَهُ، پھینک دینا، دور کرنا۔
مَعْشَر: ج، مَعَاشِرُ، جماعت، آدمی کے اہل، جن وانس۔
٢۔ **الأَدِيْبُ:** الأدَبُ ج آداب، صفت، اَدِیبٌ، اچھی روش، دانش، وہ اخلاقی ملکہ جو انسان کو ہر ناشائستہ بات سے روکے۔ **الرّأسُ:** ج اَرْؤُسٌ، رُؤُسٌ، رُوُسٌ، آراسٌ، سر، چیز کا بلند حصہ.
الذَّنَبُ: مِنَ الحَيْوَانِ، دم، ج، اَذْنَابٌ، اَذنَابُ النّاسِ، گھٹیا، نیچے طبقہ کے لوگ.
الشَّمْلُ: مصد، شمالی ہوا، مجتمع امر، متفرق امر، (ضد) جَمَعَ اللّٰهُ شَمْلَهُم، اللہ تعالی نے انکے بکھرے امور جمع کردئے. فَرَّقَ اللّٰهُ شَمْلَهُمْ، اللہ تعالی انکی جمعیت تتر بتر کردے.
٣۔ **الذَّهَبُ الإِبْرِيزُ:** اَلإِبْرِیزِیُّ مِنَ الذَّهَبِ، خالص سونا. **الصُّفْرُ:** پیتل۔
٤۔ **العُودُ:** ایک قسم کی لکڑی جو بطور بخور استعمال ہوتی ہے، ج عِيْدَانٌ، أَعْوَادٌ، اَعْوُدٌ.

تشریح: اسلام کا آفتاب جہاں تاب، جہالت کے خاتمے کا اعلان کرتا ہوا نمودار ہوا، کتاب ہدایت کا پہلا بول جو دنیا کے کانوں نے سنا وہ " إِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِی خَلَقَ "(علق: ۱) تھا گویا اسلام نے برّ و بحر کے فساد کا سبب متعین کر کے اسپر کاری ضرب لگائی اور جہالت کی ظلمت کو علم کی روشنی میں تبدیل کر دیا اور ' إقرأ ' کا امر کر کے حصول علم کو لازم اور جاھل رہنے کو ممنوع قرار دیا، اسلئے کہ جہالت وہ مرض ہے جس سے انسان خود اپنے نفع نقصان کی تمیز نہیں کرسکتا چہ جائیکہ دوسروں کے حقوق ادا کر سکے۔

سیدنا امام شافعیؒ مذکورہ بالا اشعار میں معاشرہ کی ایسی کمزوریوں کی جانب اشارہ فرمارہے ہیں کہ میرا سابقہ ایسے جاہل لوگوں سے ہوا ہے جو سیاہ و سفید یا رخیص و غالی میں فرق کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے؛ جو اتنے جاھل ہیں کہ سَر کو دُم کے عوض فروخت کر دیتے ہیں اور فاضل و ادیب آدمی کے ساتھ جاہل و عامی جیسا برتاؤ کرتے ہیں، اور وہ ایسا انکی جہالت، ناعقلی، بے دینی اور نادانی کی وجہ سے کرتے ہیں، جیسے مفقود العقل بھینس کے سامنے زعفران اور گھاس دونوں یکساں ہیں یا جیسے ناقص العقل بچے کی نظر میں اصلی اور بناوٹی اشیاء کا کوئی فرق نہیں ہوتا ایسے ہی جاہلوں کی نظر میں ایک فاضل ادیب کی عام انسانوں سے بڑھکر کوئی حیثیت نہیں ہوتی، وہ قریب بیں ہوتے ہیں دور بیں نہیں، وہ ظاھر پر فیصلہ کرتے ہیں باطن تک انکی عقل کی رسائی نہیں ہوتی، انکی نگاہیں پیلی رنگت کا نظارہ تو کرسکتی ہیں مگر انکی عقل پیتل اور سونے کا ادراک نہیں کرسکتی، وہ عود و حطب دونوں پر بسبب جہالت کے حطب ہی کا اطلاق کرتے ہیں۔

الحختصر سیدنا امام شافعیؒ اپنے ان اشعار میں جاھل معاشرہ کے خطرات کی نشاندہی کر کے ان خطرات سے اپنے آپکو محفوظ رکھنے کی تاکید کرنا چاہتے ہیں، جیسے خود قرآن کریم عباد الرحمٰن کو ہدایت کرتا ہے "وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الجَاهِلُونَ قَالُوا سَلاَمًا" (الفرقان: ۶۳) ایک اور جگہ ارشاد ہے " سَلاَمٌ عَلَيْكُمْ لاَ نَبْتَغِي الجَاهِلِينَ" (القصص: ۵۵) عربی کے ایک شاعر نے اس مضمون کو اسطرح ادا فرمایا ہے،

إِذَا نَطَقَ السَّفِيهُ فَلاَ تُجِبْهُ　　　　فَخَيْرٌ مِنْ إِجَابَتِهِ السُّكُوتُ

سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

زجاھل گریزندہ چوں تیر باش　　　نہ آمیختہ چوں شکر شیر باش

البتہ جاھل معاشرہ کی اصلاح کی ذمہ داری بھی شریعت مطہّرہ نے علماء کرام پر ہی رکھی ہے، پھر جب یہی جاھل معاشرہ علم آشنا ہوجاتا ہے تو انہیں حیوان سے انسان بنانے والے مصلح ومحسن کا احسان کبھی فراموش نہیں کرتے اور اسپر اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں ۔صحابۂ کرامؓ اور محسن انسانیت ﷺ کی پاکیزہ سیرت ہمارے لئے بطور نمونہ موجود ہے، ایک ذمہ دار عالم پر اپنا دامن بچاتے ہوئے اس مسئولیت سے عہدہ برآں ہونا بھی ضروری ہے۔
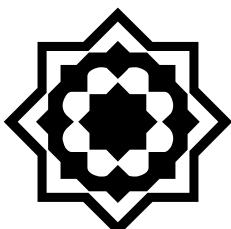
جَرَّدْتُ صَارِماً

من خواطر الإمام الشّافعیؒ فی طبائع الناس وتباینهم فی الأخلاق والعادات وترفعه عن صحبة البخیل لائذا باعیانه وغنی ذاته :

١ بَلَوْتُ بَنِی الدُّنیا فَلَمْ أَرَ فِیْهِمُ — سِوٰی مَنْ غَدَا وَالبُخْلُ مِلءُ إِهَابِهِ

میں نے دنیاوالوں کرآزمایاتوان میں نہیں پایا — مگرایسے لوگ کہ جنہوں نے بخل سے اپنے جسموں کوبھر رکھا تھا

٢ فَجَرَّدْتُ مِنْ غِمْدِ القَنَاعَةِ صَارِماً — قَطَعْتُ رَجَائِي مِنْهُم بِذُبَابِهِ

تومیں نے قناعت کے میان سے سیف قاطع کوکھینچ کر — اسکی تیز دھار سے ان سے وابستہ امیدوں کوکاٹ ڈالا

٣ فَلاَ ذَا یَرَانِي وَاقِفاً فِی طَرِیقِهِ — وَلاَ ذَا یَرَانِی قَاعِداً عِنْدَبَابِهِ

پس نہ توانمیں کا کوئی شخص اپنی راہ میں مجھے کھڑا دیکھتا ہے — اورنہ انمیں کا کوئی فرد مجھے اپنے دروازہ پر بیٹھاہواپاتا ہے

٤ غَنِیٌّ بِلاَ مَالٍ عَنِ النَّاسِ کُلِّهِمْ — وَلَیْسَ الغِنٰی اِلاَّعَنِ الشّیءِ لاَ بِهِ

اب میں مالداری کے بغیربھی سب لوگوں سے بے پرواہوں — اوراصلی غنٰی مال سے نہیں اعراض عن المال سے حاصل ہوتا ہے

٥ إِذَامَا ظَالِمٌ اِسْتَحسَنَ الظُّلْمَ مَذْهَباً — وَلَجَّ عُتُوّاً فِی قَبِیحِ اکْتِسَابِهِ

جب کوئی ظالم راہ ظلم کواچھا سمجھکراختیارکرے — اورظلم جیسے برے عمل کاخوگرہوجائے

١۔ **بَلَوْتُ:** بَلاَ (ن) بِلیً وبَلاَءً، الرَّجل، کسی کوآزمانا،امتحان لینا،تجربہ کرنا،قرآن میں ہے ﴿ونبلوکم بالشرِّ والخیرفتنة﴾. **الدُّنیا:** موجودہ زندگی ،ج، دُنیً، نسبت کے لئے، دُنیَوِی ودُنیَاوِي، کہتے ہیں، هو فی دنیا دانیة، وہ آسودہ زندگی میں ہے۔ **غَدَا** : راح کی نقیض، غَدَا (ن) غُدُوّاً، صبح سویرے جانا،بمعنی صاربھی مستعمل ہے۔ **الإهابُ:** کچی خال،خام چمڑا،ج، اُهُب، اَهَبٌ، آهبةٌ.

٢۔ **جَرَّدْتُ:** جَرَدَ (ن) جَرْداً وجَرَّدَ،العُود، لکڑی چھیلنا ،السّیف، تلوارکوننگی کرنا، جَرَّدَ الکِتَابَة،اعراب نہ لگانا۔ **صَارِماً:** فا،شمشیربرّاں،ج صَوَارِمُ . **ذُبَابٌ:** ذُبَابُ السَّیفِ، تلوارکی دھار، ذُبابُ العَیْنِ، آنکھ کی پتلی .

٥۔ **ظَالِمٌ:** فا،ج، ظَلَمَةٌ ، ظالمُونَ وَظُلّامٌ، الظُّلمُ مص۔کسی چیزکوغیرمحل میں رکھنا،حق میں کمی کرنا.
اَلْمَذْهَبُ: اعتقاد،طریقہ، ج، مَذَاهِبُ. **لَجّ:** (ص،س)لَجَجاً ولَجَاجَةً، ضد سے جھگڑنا، دشمنی میں مداومت کرنا۔ **عُتُوّاً:** عَتَا یَعْتُو عُتُواً وعِتِیاً، تکبرکرنا،حد سے گذرنا ،صفت عاتٍ ج عُتَاةٌ وعُتِیٌّ،عن الأَدَبِ،ادب قبول نہ کرنا.

٦ فَکِلْهُ إِلٰی صَرْفِ اللَّیَالِی فإِنَّهَا سَتُبْدِي لَهُ مَالَمْ یَکُنْ فِی حِسَابِهِ

تو ایسے ظالم کو گردش ایام کے حوالے کردے زمانہ وہ حالات پیدا کریگا جسکا اسے گمان بھی نہ ہوگا

٧ فَکَمْ قَدْ رَأَیْنَا ظَالِماً مُتَمَرِّداً یَرٰی النَّجْمَ تِیهاً تَحْتَ ظِلِّ رِکَابِهِ

ہم نے ایسے بے شمار سرکش ظالموں کو دیکھا ہے جو تکبر اور گھمنڈ میں ستاروں کو اپنی گرد پا سمجھتے تھے

٨ فَعَمَّا قَلِیلٍ وَهُوَفِی غَفْلاَتِهِ أَنَاخَتْ صُرُوفُ الحَادِثَاتِ بِبَابِهِ

زیادہ وقت نہیں گذرا کہ انجام سے غافل ظالم کے در پر حوادثات زمانہ نے اپنا ڈیرا ڈال دیا

٩ فَأَصْبَحَ لاَمَالٌ وَلاَجَاهَ یُرْتَجٰی وَلاَ حَسَنَاتٌ تَلْتَقِي فِي کِتَابِهِ

پس مال رخصت ہوگیا اور جاہ کی توقع بھی باقی نہ تھی اور نامۂ عمل نیکیوں سے خالی ہوگیا

١٠ وَجُوزِی بِالأَمْرِ الَّذِي کَان فَاعِلاً وَصَبَّ عَلَیْهِ اللّٰهُ سَوْطَ عَذَابِهِ

اور اسے اسکے کرتوتوں کا بدلہ اور بھی دیا جائیگا اور اللہ تعالیٰ اسپر اپنے عذاب کا کوڑا برسائینگے۔

٦۔**کِلْهُ:** وَکَلَ (ض) وَکْلاً وَوُکُولاً، إِلَیْهِ الأَمْرُ، کوئی کام کسی کے سپرد کرنا، کِلنی إلی کَذَا، یہ کام مجھے کرنے دو. الوَکِیلُ، ج وُکَلاَءَ، وہ شخص جسپر بھروسہ کیا جائے، جسکو عاجز آدمی اپنا کام سپرد کرے۔

صَرْفُ اللّیَالِی: أو صَرْفُ الدَّهْرِ أو صروف الحادِثَات، حوادثات زمانہ، گردش دوراں۔

٧۔**مُتَمَرَّداً:** فا، تَمَرَّدَ عَلٰی النَّاسِ، سرکشی کرنا. **تِیهاً**: تَاهَ (ض) تَیْهاً، تکبر کرنا التِیهُ، غرور، ڈینگ۔

الرِّکَابُ: زین کا وہ حصہ جسمیں سوار اپنا پیر ڈالتا ہے، ج، رُکُبٌ.

٨۔**غَفَلَات:** غَفَلَ (ن) غُفُولاً وَغَفلاً وغَفْلَةً، غَفَلَ کا مصدر غفلةٌ کی جمع، غافل ہونا، بھولنا۔

أَنَاخَتْ: أَنَاخَ إِنَاخَةً، الجَمَلَ، اونٹ کو بٹھانا، فُلانٌ بالمَکَانِ، کسی جگہ اقامت کرنا، أناخ بِهِ البَلاَءُ أو الذلُّ، کسی پر مصیبت کا نازل ہونا.

٩۔**یُرْتَجٰی:** رَجَا (ن) رَجَاءً ورَجُواً وَرَجاةً وَرَجّی وتَرَجّی وارْتَجٰی، الشیئ، کسی سے امید لگانا.

١٠۔**جُوزِیَ:** جَزَی (ض) جَزَاءً وَجَازَاهُ مُجَازَاةً وجِزَاءً، الرَّجُلُ بِکَذَا وَعَلٰی کَذَا، بدلہ دینا۔

سَوْطٌ: کوڑا، چابک، ج، اَسْوَاطٌ وسِیَاطٌ.

تشریح: اللہ تبارک وتعالی بے نیاز ہیں؛ انسان محتاج ہے، قرآن کریم کہتا ہے " یَـا اَیُّهَـا النَّاسُ أَنتُمُ الفُقَرَاءُ إِلَی اللّٰهِ ، وَاللّٰهُ هُوَ الغَنِیُّ الحَمِیْد "(۳۵ . ۱۵) اور محتاج آدمی ہمیشہ دوسروں کی ضرورت پر اپنی ضرورت کو مقدم رکھتا ہے اور زائد از حاجت ہی کو خرچ کرنا پسند کرتا ہے، ایک بھوکا اپنی شکم سیری کو اور ایک پیاسا اپنی سیرابی کو دوسروں کی بھوک و پیاس پر مقدم رکھتا ہے، گویا انسان اپنی ضرورت کی حد تک بخیل وارد ہوا ہے، اکثریت کی اس عادت کا حوالہ دیکر امام شافعیؒ اپنی بات شروع فرماتے ہیں کہ میں نے دنیا داروں کو آزمایا تو وہ سارے ہی بخل کے مجسمے نظر آئے ، اور ایک بخیل جو اپنی ذات پر خرچ نہ کرسکتا ہو دوسروں پر کیسے خرچ کرسکتا ہے؟ امام علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ صورت حال دیکھکر میں نے محتاج انسان سے وابستہ آس کو قناعت کی سیف قاطع کے ایک ہی وار میں منقطع کر دیا، اب کوئی مجھے دنیاداروں کے در کی ٹھوکریں کھاتا، انکے آستانوں پر سر جھکاتا یا انکی راہوں میں دست بستہ کھڑا نہیں پاسکتا! اور قناعت نے مجھے استغناء کی وہ کیفیت بخشی ہیکہ میں بدون مال بھی جملہ انسانوں سے بے پروا ہوں، لوگوں نے غِنیٰ کی حقیقت کو سمجھا ہی نہیں اصل غِنیٰ تو اعراض عن المال سے حاصل ہوتا ہے نہ کے اقبال اِلی المال سے، آنحضور ﷺ کا ارشاد ہے "لیس الغِنی عن کثرة العَرض ولکنّ الغنی غنی النفس " (متفق علیه) یہیں سے یہ بات سمجھی جاسکتی ہے ہیکہ قوت لایموت پر قناعت کرلینا اللہ تعالی کی نظر میں؛ انسانوں کے سامنے دست سوال پھیلا کر رُسوا ہونے سے بہتر ہے، ایک حدیث میں ہے "من أصابته فاقة فأنزلها بالناس لم تسدّ فاقته، ومن أنزلها بالله فیوشک الله برزق عاجل أو آجل" (رواه الترمذی)

شعر نمبر پانچ سے اخیر تک امام علیہ الرحمۃ نے ظلم کی بُرائی ،اسکا انجام بد اور ظلم وعدل کے بارے میں سنت خداوندی کو بہترین پیرائے میں ذکر فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ظلم کی ٹہنی کبھی پھلتی نہیں، یہ وہ بُری عادت ہے جو ظلم کی ہلاکت خیزی لئے ہوئے ظالم کے پیچھے سایے کی طرح لگی رہتی ہے، اور تھوڑی سی مہلت کے بعد اس سرکش ظالم کو جو بسبب اپنے کبر وغرور کے ستاروں کو اپنی گرد پا سمجھنے لگا تھا حوادثات زمانہ کے تھپیڑے دیکر گرد راہ چاٹنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ قرآن کریم ناطق ہے " وَسَیَعْلَمُ اللَّذِیْنَ ظَلَمُوا أَیَّ مُنْقَلَبٍ یَنْقَلِبُون" (۲۶ . ۲۲۷) اور حدیث شریف کا مضمون ہے " إِنّ الله لیملی للظَّالم فأذا اخذه لم یفلته، ثم قرأ وَكَذٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ القُرٰی وَهِیَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ

اَلِیْمٌ شَدِیْد“ (ھود : ۱۰۲) ایک عربی شاعراس مضمون کی اسطرح ترجمانی کرتا ہے۔

فَلَمْ أَرَ کَالأَیَّامِ لِلْمَرْأ وَاعِظًا   وَلاکَصُرُوفِ الدَّھْرِ لِلْمَرْأ ھَادِیًا

قرآن کریم نے قارون ،نمرود اور فرعون جیسے امم سابقہ کے بے شمار ظالموں کا عبرت ناک انجام اسی پس منظر میں بیان کیا ہے، اللہ تعالیٰ اپنی اس زمین میں ظلم وفساد کو نہ تو پسند فرماتے ہیں نہ ہی ظالم ومفسد کو روا رکھتے ہیں۔ وہ عدل وانصاف کو پسند فرماتے ہیں اور ترقی دیتے ہیں اور ظلم وبربریت کو ناپسند فرماتے ہیں اور کیفر کردار تک پہونچاتے ہیں۔ظلم کے ساتھ ایک مسلمان کی حکمرانی بھی باقی نہیں رہ سکتی چہ جائیکہ کسی غیر مسلم کی، ہاں یہ ممکن ہیکہ مصلحت کے پیش نظر کسی عادل غیر مسلم حکمران کی حکمرانی روا رکھی جائے۔ تاریخ نے اپنے دامن میں ظالم حکمرانوں کے وقتی عروج اور دائمی زوال کی ہزاروں داستانیں ؛عبرت قبول کرنے والی نگاہوں اور ہوش سے سننے والے کانوں کے لئے محفوظ کرلی ہیں ۔فاعتبروا یا أولی الأبصار.
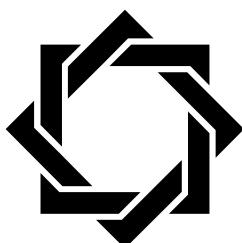
يُقَاسُ بِطِفُلٍ

١ أَرَىٰ الغِرَّ فِي الدُّنيَا إِذَا كَانَ فَاضِلاً ‏ تَرَقّىٰ عَلىٰ رُوسِ الرِّجَالِ وَيَخْطُبُ

میں دنیامیں فاضل نوجوان کودیکھتاہوں کہ ‏ بڑےلوگوں کےسرپرچڑھکرخطاب کرتاہے

٢ وَإِنْ كَانَ مِثْلِي لاَ فَضِيلَةَ عِندَهُ ‏ يُقَاسُ بِطِفُلٍ فِي الشَّوَارِعِ يَلْعَبُ

اور(میرےجیسے)بڑی عمروالےجاہل آدمی کےساتھ ‏ گلیوں میں کھیلنےوالےبچوں جیسابرتاؤکیاجاتاہے۔

تشریح: علم اللہ تعالی کی صفت ہے، جب آدمی حقیقی معنی میں علم حاصل کرلیتاہےتوحق تعالی اسے سربلندی عطافرماتے ہیں، یہی وہ صفت ہے جسکی بنیاد پرحضرت آدم علیہ السلام مسجود ملائکہ ہوئے اور اسی بنیاد پرانسانوں کوہردورمیں بلند درجات عنایت ہوتے رہے، قرآن کریم کااعلان ہے ''يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوتُوالعِلْمَ دَرَجَات ''(المجادلة :١١٧) امام علیہ الرحمۃ اسی مضمون کی ترجمانی اسطرح فرماتے ہیں کہ ایک فاضل نوجوان جوعمرکےاعتبارسےابھی شباب کےمراحل میں ہوتاہےاپنےعلم وفضل کی بدولت مجلس کاصدرنشیں، ممبرکاخطیب اورقوم کاواعظ ومصلح بن جاتاہے، جسکا علم وحکمت سےبھراہواخطاب سننےکےلئےعمررسیدہ بوڑھےسرجھکاکربیٹھ جاتےہیں اورجوجسموں سےآگےبڑھکردلوں پرحکمرانی کرتاہے؛ اسکےبرخلاف جاھل بوڑھےباوجودعمرکےاعتبارسے معمّرہونےکہ محلےمیں کھیلنےوالےکمسن بچوں سےزیادہ حثیت نہیں رکھتے، اسلئےانسان کوعلم وفضل کے زیورسےاپنےآپکوآراستہ کرناچاہئے، یہ وہ بلندمقام ہیکہ دنیاکاکوئی بھی مقام اسکامقابلہ نہیں کرسکتا۔

⇦

١ ـ **الغِرُّ:** ج ،أغْرَارٌ، ناتجربہ کارجوان، حدیث میں آتاہے ''المؤمن غِرٌّ كَرِيمٌ والكَافِرُ خَبٌّ لَئِيمٌ.

تَرَقّی : اِرْتَقی،اِرْتِقاءً وَتَرَقّی تَرَقِّياً، الجَبَلَ، پہاڑپرچڑھنا،فی السُّلَمِ،سیڑھی پرچڑھنا، به الأمر،کسی امرکی انتہاءکوپہونچنا۔

الرَّأسُ: سر،ج، اَرْؤُسٌ ورُؤُسٌ وآرَاسٌ، رَأسُ القَومِ،قوم کاسردار، رأسُ الشَّهرِ أو العام،مہینہ یا سال کاپہلادن۔

آپ ﷺ نے عالم فاضل کے مقام کو ایک تمثیل دیکر اسطرح سمجھایا ہے " **فضل العالم علی العابد کفضلی علی أدناکم** " (رواہ الترمذی)

تاریخ شاہد ہیکہ حکمرانوں نے جسموں پر حکومت کی اور علماء نے قلوب پر، سلاطین نے عوام پر حکومت کی اور شیوخ نے خود سلاطین پر، تاریخ عالم میں ایسے سینکڑوں امراء کا تذکرہ موجود ہے جنہوں نے شیوخ وقت کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے میں فخر محسوس کیا، یہی نہیں شیخ وقت کی برہمی پر حاکم وقت کے تخت وتاج کے خطرے میں پڑنے بلکہ چلے جانیکی مثالیں بھی تاریخ نے محفوظ کیں ہیں ۔ درحقیقت علم وہ جوہر ہے جو پست کو بالا کر دیتا ہے اور جہالت وہ عیب ہے جو عزت دار کو ذلیل کر دیتا ہے ایک عربی شاعر کہتا ہے۔

وَالعِلْمُ یَرْفَعِ بِالْخَسِیْسِ إِلَی العُلٰی وَالْجَهْلُ یَخْفِضُ بِالفَتَی المَنْسُوبِ
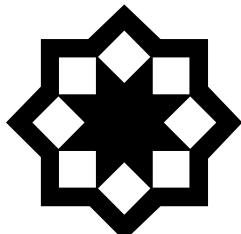
أَنْتَ حَسْبِی

قال المزنیؒ: دخلت علی الشافعیؒ فی مرضه الذی مات فیه فقلت له یا أبا عبدالله، کیف أصبحت؟ فرفع رأسه وقال أصبحت من الدنیا راحلا، ولأخوانی مفارقا، ولسوء عملی ملاقیا، وعلی الله واردا، وماأدری روحی تصیر إلی الجنة فأهنّها أو إلی النار فأعزیها:

١ أَنْتَ حَسْبِي وفِيک لِلْقَلْبِ حَسْبُ — وَلِحَسْبِي إِنْ صَحَّ لِی فِیکَ حَسْبُ

تومیرے لئے کافی ہےاوردل میں تیرے بارے میں اچھا گمان ہے — اورمیرا تیرے لئے اچھا گمان مجھےکافی ہے

٢ لاَ أُبَالِي مَتٰی وِدَادُکَ لِی صَحَّ — مِنْ الدَّهْرِ ماتَعَرَّضَ خَطْبُ

جب مجھے تیری سچی محبت حاصل ہے — مجھے مصائب وآلام کی کوئی پروانہیں

تشریح: اللہ والوں کی زندگی کا واحد مقصد ذات حق تک رسائی اوراسکی رضا کاحصول ہوتا ہے، وہ حیات مستعار کے آسائش وآرام یا مصائب وآلام کواس امتحان گاہ میں صبر وشکر کے امتحان کے ذرائع مانتے ہیں، راحت دنیا انکی عبادت میں فتور یا گردش دوراں انکے مراقبہ میں خلل پیدانہیں کرسکتے۔ وہ قضاءخداوندی کے سامنے سرتسلیم خم کرنے والےاورذات اِلہ میں ''کأنک تراہ''کی کیفیت سے گم ہوتے ہیں، محبت کے سمندر میں غوطہ زن اورعشق اِلہی میں سرشار، ذات اقدس کے دیوانے اور اسم اعظم کے متوالے ہوتے ہیں، جورنج وراحت اورخلوت وجلوت میں''توہی تو'' کی ضربیں بلند کرتے رہتے ہیں۔ ⇦

١۔ **الحَسَبُ:** مصـ، کافی ہونا، یہ جاننا، گننا، اجر پانا گمان کرناوغیرہ کےمعنی میں آتا ہےسیاق وسباق سے معنی کی تعیین ہوتی ہے۔ **وِدَادُ:** وَدَّ(ف) وَدّاً، ووُدّاً ووِدّاً ووَدَاداً ووُداداً، محبت کرنا۔ الوَدِیدُ، محبت کرنے والا، ج، اَوِدَّاءُ،اَوِدَّہ، وَدِدْتُ لو کان کذا، کاش ایساہوتا۔

٢۔ **خَطْبُ:** مصـ، حالت کہاجاتا ہے مَاخَطْبُکَ؟ آپ کس حال میں ہیں؟ ،ج، خُطُوبٌ، عام طور پراسکا استعمال بڑےناپسندیدہ امورمیں ہوتا ہے۔

امام علیہ الرحمۃ کا شمار بھی ایسے ہی خدارسیدہ بندوں میں ہوتا ہے، اسلئے فرماتے ہیں کہ تو ہی میرے ظاھری وجود کے لئے کافی ہے اور دل کی راحت کا سامان بھی تیری ہی ذات سے مجھے حاصل ہوتا ہے، اگر تیری سچی محبت مجھے حاصل ہوجائے تو پھر حوادثات زمانہ کی مجھے کوئی پروانہیں؛ کیونکہ وہ میرا کچھ بگاڑنہیں سکتے، اسلئے کہ تو اور تیری محبت کا سکون مجھے کافی ہے، اللہ والوں کا یہی نعرہ قرآن کریم میں اسطرح مذکور ہے " حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الوَکِیْل، نِعْمَ المَوْلیٰ وَنِعْمَ النَّصِیر "(الحج:٧٨).

عربی کا ایک شاعر کہتا ہے۔

حَسْبِی ربِّی جَلَّ اللّٰہ　　　مَافِي قَلْبِی غَیْرُاللّٰہ

بچہ پیدا ہوتو ماں گھوارے میں سوئے بچے کو یہی لوری سنائے اور بقول امام علیہ الرحمۃ کے یہی بچہ زندگی گذار کر رخصت ہورہا ہوتو بھی زبان قال یا حال سے زندگی کے اسی اصلی راز کا اعلان کرتا جائے کہ "أَنْتَ حَسْبِي"
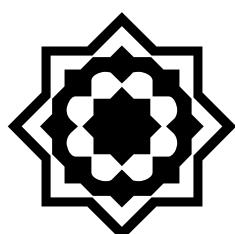
خَبَرُ الْمُنَجِّمِ

قال الشافعیؒ ،مسفّها قول کلّ منجم، مؤکّدا کفره بالتنجیم وإیمانه بالقضاء الإلهی:

١ خَبِّــرَا عَــنِّــی الــمُــنَــجِّــمَ أَنِّي — کَــافِــرٌ بِــالَّــذِي قَضَتْــهُ الکَوَاکِبُ

اے میرے دوستوں، میری طرف سے نجومی کو آگاہ کردو — کہ میں ستاروں کے فیصلہ کا منکر ہوں

٢ عَــالِــمــاً أَنَّ مَــا یَــکُــونُ ومَــا کَــانَ — قَــضَــاءٌ مِــنَ الــمُهَــیْــمِــنِ وَاجِــبُ

اس بات کا یقین کرتے ہوئے کہ جو کچھ ہونے والا ہے یا ہو چکا — قادر مطلق کے اٹل قانون قضاء کے تحت ہوتا ہے

تشــریــح: اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہیں، تقدیر کو کاتب تقدیر کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا، انبیاء کرام علیہم السلام حتی کہ نبیٔ خاتم، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی بجز ان غیب کی باتوں کے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر منکشف کردی تھی دیگر مغیبات سے واقف نہیں تھے۔ قرآن کریم نے نبی ﷺ کی زبانی یہ بات نقل فرمائی ہے "وَلَو کُنتُ أَعْلَمُ الغَیْبَ لَاسْتَکْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوءُ" (الأعراف:١٨٨) اللہ تعالیٰ ہی کو عالم الغیب ماننا اور ماسوی اللہ کے عالم الغیب ہونے کا انکار کرنا ایک مؤمن کے ایمان کا لازمی جزو ہے جسکے بغیر آدمی مؤمن کہلانے کا مستحق نہیں، مؤمنین کو حلقۂ ایمان سے خارج کرنیکے لئے مؤمنین کا دشمن شیطان ہر زمانہ میں اسی نازک عقیدہ کا استعمال کرتا رہا اور ماسوی اللہ کو عالم الغیب ثابت کرتا رہا۔ نجومی بھی اسی زمرہ میں آتے ہیں جو ستاروں کی گردش سے غیب کی خبریں اور واقع ہونے والے احوال وتغیرات کی اطلاع دیتے ہیں اور لوگوں کے عقیدے میں رخنہ ڈالکر، انہیں اسلام کی حد سے باہر نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ⇦

١۔ **الــمُــنَــجِّــمُ**: ج، مُــنَــجِّــمُونَ، احوال معلوم کرنے کے لئے ستاروں کو دیکھنے والا، الــنِّــجَــامُ والــمُــنَجِّــمُ وَالمُتَنَجِّمُ، نجومی

٢۔ **القَضَاءُ**: قَــضٰــی یَقْضِی قَضَاءً وَقَضْیاً وَقَضِیَّةً، بَیْنَ الخَصْمَیْنِ، فیصلہ کرنا، الأمر له أو علیه، کسی معاملہ میں کسی کے حق میں یا خلاف فیصلہ کرنا، الشیئ، اطلاع دینا.

المُهَیْمِنُ: قدرت والا، طاقت والا، اسماء حسنی میں سے ہے

افسوس اس بات پر ہیکہ تہذیبوں کے تصادم کا شکار ھندوستانی مسلمان کو چھوڑ کر، خالص اسلامی ملکوں کے صدر بازاروں میں نجومیوں کی دکانیں اب بھی سجی سجائی آباد ہیں جسکے گراہک جاہل کم اور تعلیم یافتہ مسلمان زیادہ ہوتے ہیں۔

امام علیہ الرحمۃ اسی مرض خبیث پر تیشہ چلاتے ہوئے اعلان کرتے ہیں کہ وقت کے نجومیوں کو میری طرف سے مطلع کردو کہ میں ستاروں کی چال سے طے کئے جانے والے حالات کا منکر ہوں اور اس بات کا صاف ستھرا عقیدہ رکھتا ہوں کہ جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہونے والا ہے سب تقدیر خداوندی سے ہوتا ہے، جسکا ایک حرف بھی سوائے مالک لوح وقلم کے کوئی نہیں جان سکتا، گویا امام علیہ الرحمۃ نے عقیدہ کی حفاظت اور اسلام کی واضح تعلیمات کی تبلیغ کی ذمہ داری دوٹوک الفاظ میں ادا فرمائی۔اور کیوں نہ کرتے جبکہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے " من أتى عرّافا أو كاهنا فصدّقه بمايقول فقد كفر بما أنزل على محمد ﷺ" (أخرجه البيهقى) ایک دوسری حدیث میں اس عمل کو بُت پرستی سے مشابہ قرار دیتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" العيافة والطيرة والطّرف من الجبت "(رواه ابو داؤد)

ابن الانباری نے اس مضمون کو اپنے اشعار میں اسطرح ادا کیا ہے:

إنى بأحكام النّجوم مكذّب — ولمُدّعيها لائم ومؤنّب
الغيب يعلمه المهيمن وحده — وعن الخلائق اجمعين مغيّب
اللّٰه يعطى ويمنع قادرا — فمن المنجّم ويحه والكواكب؟
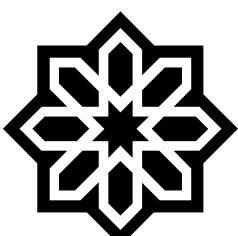
خَالِف هَوَاكَ

قال الإمام الشافعیؒ يدعو إلی عدم ركوب مطيّة الأهواء لأنها الطريق المغالط والعيوب:

١ إِذَا حَـارَ أَمْـرُکَ فِـي مَـعْـنَيَيْـنِ ✧ وَلَـمْ تَـدْرِ حَيثُ الـخَـطَا والصَّوابُ

جب تو کسی معاملہ کے دو پہلوؤں میں مذبذب ہوجائے ✧ اور یہ نہ جان سکے کہ صحیح کیا ہے اور غلط کیا ہے؟

٢ فَـخَـالِفْ هَـوَاکَ فَـإِنَّ الْهَوَیٰ ✧ يَـقُـودُ الـنُّفُـوسَ إِلٰی مَـا يُعَـابُ

تو خواہشات نفس کی خلاف ورزی کرا سلیئے کہ ✧ نفسانی خواہشات انسان کی بُری قیادت کرتی ہیں

تشریح: انسان کو اللہ کی سیدھی راہ سے ہٹانے والے عناصر میں دو اہم عناصر نفس اور شیطان ہیں، ان دونوں کی مخالفت کرنے والا صراط مستقیم کو پالیتا ہے اور ان کی موافقت کرنے والا ھلاکتی کی عمیق غار میں جا گرتا ہے۔قرآن کریم نے کہیں تو" وَاتَّبَـعَ هَـوَاهُ فَتَـرْدَی" (٢٠.١٦)، کہکر اور کہیں" وَاتَّبَـعَ هَـوَاهُ وَكَـانَ اَمْـرُهُ فُـرُطًا" (١٨.٢٨) کہکر اتباع ھوٰی کی ھلاکت و بربادی کو ذکر فرمایا ہے اور کفر وشرک کے اصلی سبب کے طور پر خواہشات نفس کی تعیین فرمائی ہے۔

سیدنا امام شافعیؒ اسی نکتہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ زندگی کے نشیب وفراز میں جب کسی معاملے کے دو پہلو سامنے آئیں، اور تم ان دو پہلوؤں میں سے کسی ایک کو ترجیح دیکر اختیار کرنے میں تذبذب محسوس کرو، تو معاملہ کے اس پہلو کی مخالفت کرو جسمیں خواہش نفس کا دخل ہو اور اس پہلو کو اختیار کرلو جو امر شریعت کے عین مطابق ہو، ایسا کرنا تمہیں کامیابی سے ہمکنار کردیگا اور رُسوا ہونے سے بھی بچائیگا، ⇦

١ــحَـارَ: حَـارَ(س) حَيْـراً وَحَيْـرَةً وَحَيْـرَانـاً وَحَيَـراً، فی أمرِهِ، اپنے امر میں حیران ہونا، صفت حَيْرَانٌ، مؤنث حَيرَی، ج، حَيَارَی وحُيَارَی.

٢ـ الهَوٰی: هَوِیَ کا مصدر، خواہش، عشق خیر ہو یا شر، غالب استعمال غیر محمود میں ہوتا ہے، مثلا فُلَانٌ مِنَ أَهْلِ الهَوٰی، فلاں بدعتی ہے، فُلَانٌ اتَّبَعَ هَوَاهُ، فلاں خواہش نفس کا متبع ہے.

يَقُودُ: قَـادَ يَـقُـودُ قَوْداً وَقِيَـادَةً، الدَابّةُ، چوپایہ کی رسی پکڑ کر آگے آگے چلنا، الـجيش، لشکر کا سردار ہونا، القَاتِلُ إلٰی مَوضِعِ القَتْلِ، قاتل کو قتل کے مقام پر لے جانا۔

اسلئے کہ قرآن وسنت کی رہبری سے نیز تجربہ سے بات ثابت ہوچکی ہے کہ نفس انسان کا بُرا قائد ہے جسکی قیادت میں انسان ذلت وخواری اور تباہی وبربادی کی راہیں طے کرتا ہے جبکہ اسکی مخالفت کرکے نفس پر قدم رکھنے والا جنت کے منازل طے کرتا ہے۔اردو کا شاعر کہتا ہے:

ہوا و حرص والا دل بدل دے — میرا غفلت میں ڈوبا دل بدل دے
گنہگاری میں کب تک عمر کاٹوں؟ — بدل دے میرا رستہ دل بدل دے
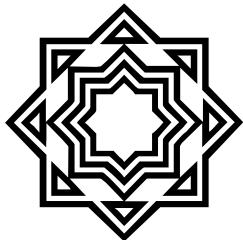
تَمُوتُ الأُسُدُ جُوعاً

١ تَمُوتُ الأُسُدُ فِي الغَابَاتِ جُوعاً　　　وَلَحْمُ الضَّأنِ تَأكُلُهُ الكِلابُ

شیر جنگلات میں بھوکے مرجاتے ہیں　　　اور کتوں کو بھیڑ کا گوشت نصیب ہوتا ہے

٢ وَعَبْدٌ قَدْ يَنَامُ عَلٰى حَرِيرٍ　　　وَذُو نَسَبٍ مَفَارِشُهُ التُّرَابُ

کبھی کمینہ آدمی مخمل کے گدّوں پر آرام کرتا ہے　　　اور شریف آدمی کی خوابگاہ مٹی بنتی ہے

تشریح: اللہ تبارک وتعالی کل مخلوقات کے رازق ہیں " إِنَّ اللّٰـهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو القُوَّةِ المَتِيْن " (الذاریات: ٥٨) میں اسکا اعلان کیا گیا ہے۔ پھر قرآن ہی نے رازق کی رزق رسانی کی ایک سنت کو اسطرح بیان فرمایا ہے " وَمَنْ يَتَّقِي اللّٰـهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجَا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَايَحْتَسِبُ" (الطلاق: ٢) اور "إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنَ "(الفاتحة: ٤) کی ترتیب بھی عبادت کے بعد مدد کا ضابطہ بتاتی ہے نیز ایک جگہ " لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ"(ابراھیم: ٧) کے ذریعہ شکر گذاروں کو نعمت میں اضافہ کا مژدہ بھی سنایا گیا ہے، تاہم کبھی کبھی اللہ تعالی کی جانب سے اسکے مقربین اور برگزیدہ بندوں کے ساتھ مذکورہ بالا ضابطوں کے خلاف بھی برتاؤ ہوتا ہے، وہ نبیوں کو بھی فاقے کرواتا ہے اور مہلک امراض سے گذارتا ہے اور اپنوں کو بھی مجاہدات کی بھٹی میں تپاتا ہے؛ اس وقت ایک مؤمن بندے کی نظر اللہ تعالی کے کاموں کی حکمتوں اور تکوینی امور پر ہونی چاہئے، اللہ تعالی کا ہر ہر عمل عجیب وغریب حکمتوں سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ جہاں تک بعض اوقات کم عقل وعلم انسان کی رسائی نہیں ہو پاتی۔ ⇦

١۔**الأَسَدُ:** شیر، نر ہو یا مادہ، کہا جاتا ہے ،ھو الأَسَدُ، ھِیَ الأَسَدُ، ج ، اُسُد واُسُود،وآسُد وآساد، مادہ کو لبوة کہتے ہے، داءُ الأسد ،جذام کی بیماری.

الغابات: غابة کی جمع ،جنگل، بانس کی جھاڑی. **الضّأنُ:** بھیڑ، دنبہ،ج، ضانٌ، ضَأنٌ،ضِئِینٌ.

٢۔**عَبْدٌ:** انسان ،غلام،ج،عَبِیدٌ،عِبَادٌ،عَبَدَةٌ، جج،اَعَابِدُ و اَعْبِدَةٌ، یہاں کم درجہ کا آدمی مراد ہے۔

الحَرِیرُ: ریشم، الحَرِیرِی، ریشم بنانے یا بیچنے والا. **مفارشُ:** المِفْرَاشُ والمِفْرَشَةُ،بچھونا ، ج،مَفَارِشُ.

سیدنا موسیٰ وخضر علیہا السلام کا واقعہ ایسے ہی امور کی نشاندہی کرتا ہے۔ نیک صفت انسان کی کشتی کا تختہ توڑنا موسیٰ کی شریعت میں جرم تھا مگر خضر کی نظر میں فرض منصبی تھا، مؤمن کے ایمان کا راز اور کمال یہی ہیکہ وہ تقدیر خداوندی بر بلا چوں چرا جبین نیاز خم کردے اور کہہ دے۔

ع : سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے...

امام علیہ الرحمۃ نے ان اشعار میں اللہ تعالی کے اپنی مخلوقات میں ایسے ہی تصرفات کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

تَزَایَدَتْ رِفْعَةً
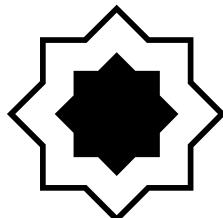
١ إِذَا سَبَّنِي نَذْلٌ تَزَايَدْتُ رِفْعَةً ... وَمَا الْعَيْبُ إِلَّا أَنْ أَكُونَ مُسَابِبُهُ

خسیس آدمی کے سبّ وشتم سے میرا مرتبہ قدرے بلند ہوجاتا ہے ... اور میرا جواباً گالی دینا میرے لئے عیب کی بات ہے

٢ وَلَوْلَمْ تَكُنْ نَفْسِي عَلَيَّ عَزِيزَةً ... لَمَكَّنْتُهَا مِنْ كُلِّ نَذْلٍ تُحَارِبُهُ

اور اگر مجھے اپنی عزت نفس عزیز نہ ہوتی ... تو میں اپنے نفس کو ہر کمینہ سے لڑنے پر قادر بنادیتا

٣ وَلَوْأَنَّنِي أَسْعٰى لِنَفْعِي وَجَدْتُنِي ... كَثِيرَ التَّوَانِى لِلَّذِي أَنَا طَالِبُهُ

جب میں ذاتی مفادات کے حصول کی کوشش کرتا ہوں تو ... اپنے آپ کو مقصد کے حصول میں بہت سست پاتا ہوں

٤ وَلٰكِنَّنِى أَسْعٰى لِأَنْفَعَ صَاحِبِي ... وَعَارٌ عَلَى الشَّبْعَانِ إِنْ جَاعَ صَاحِبُهُ

میں ہمیشہ دوست کے نفع میں کوشاں رہتا ہوں ... شکم سیر آدمی کے لئے یہ شرم کی بات ہیکہ اسکا دوست بھوکا رہے۔

تشریح: اسلام سلامتی کا ضامن اور مؤمن امن عالم کا پیغامبر ہے؛ نبی آخرالزماں ﷺ نے اپنی بعثت کا واحد مقصد یہ بیان کیا ہیکہ " بعثت لأتمم حسن الأخلاق"(رواه الموطا و احمد) یہ اسلام کی بہترین تعلیمات ہی کا نتیجہ تھا کہ تیرہ سال کے مختصر عرصہ میں صدیوں کے دشمن ؛ دوست اور خون کے پیاسے بھائی بھائی بن گئے ، حقوق ادا ہونے لگے ، قتل وغارت گری دور ہوئی ، عصمتیں محفوظ ہوئیں ، انسانی جانوں نے احترام پایا، اللہ کا خوف پیدا ہوا، آخرت اور جزا سزا کا استحضار ہوا، ابن آدم بداخلاق کی پستی سے حسن اخلاق کی بلندی پر فائز ہوا۔ ⇦

١۔**سَبَّنِي**: سَبَّهُ (ن) سَبّاً وَسَابَّهُ مُسَابَةً وَسِبَاباً، گالی دینا، بےعزتی کرنا.
نَذْلٌ: نَذُلَ (ک) نَذَالَةً وَنُذُولَةً، خسیس وحقیر ہونا، دین وحسب میں گرا ہوا ہونا، صفت نَذْلٌ، ج، اَنْذَالٌ، نُذُول وَنَذِيلَ، جج، نُذُلاءُ وَنِذَالُ. **الرِّفْعَةُ**: رَفُعَ(ک) کا مصدر، قدرومنزلت کی بلندی.
٢۔**مَكَّنْتُهَا**: مَكَّنَهُ وَاَمْكَنَهُ،مِنَ الشيئ، قدرت دینا، اختیار دینا، قادر بنانا.
٣۔**التَّوَانِي**: اَنَى يَأْنِى وَاَنِيَ(س) اَنِيّاً وَاِنيً وانَى اِيْنَاءً، دیرکرنا، پیچھے رہنا، غفلت کرنا، وَتانَّى واسْتَأنٰى، فِي الأمْر، انتظار کرنا، غوروفکر کرنا.
٤۔**الشَّبْعَانُ**: شکم سیر ہونا، مؤنث، شَبْعَى وشَبْعَانَةٌ ،ج، شِبَاعٌ وَشَبَاعٰى. يقال هِيَ شَبْعَى الذِّرَاعِ أو الخَلْخَالِ أو السِّوار، موٹی، فربہ عورت.

انسانی فطرت شر سے گریزاں اور خیر آشنا ہوئی ،فحش کاری رخصت ہوئی ،حیا کی آمد ہوئی ، سسکتی انسانیت نے چین کی سانس لی اور اخلاقی قدریں دنیا میں پہلی مرتبہ بلندی کے آخری سرے کو چھو سکی۔

امام شافعیؒ مذہب اسلام کی عطا کردہ انہیں تعلیمات پر عمل کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ جب کوئی خسیس آدمی بوجہ اپنی خساست اور دنائت طبع کے میرے ساتھ سبّ وشتم سے پیش آتا ہے تو میں اپنے رتبہ کو بلند ہوتا ہوا محسوس کرتا ہوں، اور یہ اسلئے کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے " مانَقصتْ صدقة من مال،وما زَاد اللّه عبدا بعفو إلّا عزّا وما تواضع أحد إلا رفعه الله "(رواه مسلم) اور باوجود قدرت علی الجواب والانتقام کے میں عزت نفس کے خیال سے جوابا گالی دینا اپنے لئے عیب سمجھتا ہوں۔اسلئے کہ قرآن کریم میں حق تعالیٰ کا حکم ہے " خُذِ العَفْوَ وَأْمُرْبِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الجَاهِلِيْن"(الاعراف. ۱۹۹) ایک حدیث میں وارد ہوا ہے " أنا زعيم بِبيت فى ربض الجنّة لمن ترك المراء وإن كان مُحقاّ، وببيت فى وسَط الجنّة لمن ترك الكِذب وإن كان مَازحا، وببيت فى أعلى الجنّة لمن حسن خلقه" (رواه ابو داؤد) آپ ﷺ کی سیرت طیبہ سے بھی ہمیں یہی سبق ملتا ہے۔

ع: سلام اس پر کہ جسنے گالیاں سنکر دعائیں دیں......

آخری دو شعر میں امام علیہ الرحمۃ ، مذہب اسلام کے بہترین نظام معاشرت کی نشاندہی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں اگرچہ اپنی ضرورت کو پورا کرنیکی کوشش میں تو بڑا سُست واقع ہوا ہوں تاہم کس مسلمان حاجتمند یا دوست کو ضرورت درپیش ہو تو اسکے لئے ممکنہ دوڑ دھوپ کرنے میں ذرا بھی کسر روا نہیں رکھتا، اسلئے کہ ایک شریف آدمی کے لئے یہ بات بڑی بے مروّتی کی مانی جائیگی کہ خود شکم سیر ہو اور اسکا ساتھی بھوکا سوئے ، حدیث شریف میں تو ایسے عمل کو ایمان کی کمی اور خلل کی علامت قرار دیا گیا ہے۔آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے " واللّه لايؤمن ،واللّه لا يُؤمن ، واللّه لا يُؤمن ، قيل من يا رسول اللّه ؟ قال الّذى لا يأمن جاره بوائقهُ وفى رواية الذى يشبع وجاره جائع فى جنبه"(رواه مسلم)

مِنَ البَلِیَّةِ

جاء فی معجم الأدباء، لیاقوت الحموی، أن الإمام الشافعیؒ کان یمازح زوجة له مکّیة بقوله: وفی روایة الرازی قال،حدّثنا سعد بن محمد البیروتی قال،حدّثنا أحمد بن محمد المکّی قال، سمعت إبراهیم بن محمد الشافعی یقول، سمعت ابن عمّی محمد بن إدریس الشافعی یقول، کانت لی إمرأة، وکنت أُحبّها، فکنت إِذا رأیتها قلتُ لها:

١ وَمِنَ البَلِیَّةِ أَنْ تُحِبَّ ... وَلاَ یُحِبُّکَ مَنْ تُحِبُّهُ

مصیبتوں میں سے ایک یہ ہیکہ تم جس سے محبت کرو ... اسکی طرف سے جواباً تمھیں اتنی محبت حاصل نہ ہو

فتقول هی:

٢ وَیَصُدُّ عَنْکَ بِوَجْهِهِ ... وَتُلِحُّ أَنْتَ فَلاَ تُغِبُّهُ

اور وہ تجھ سے روگردانی کرے ... اور تو بلا ناغہ ملاقات کرتا رہے۔

تشریح: مذکورہ دونوں اشعار سے جہاں یہ سمجھ میں آتا ہیکہ امام شافعیؒ خشک مزاج نہیں خوش مزاج تھے وہیں یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں آپ روزانہ اپنے گھر والوں کی خبر گیری فرمایا کرتے تھے اور صنف نازک کا حق مکمل ادا فرمانے کی سعی کرتے تھے۔ اسلئے کہ آپ ﷺ کا مبارک ارشاد ہے " **أَکمل المؤمنین إیمانا أحسنهم خُلقا وخیارکم خیارکم لنسائهم**" (رواہ الترمذی) قرآن کریم کا بھی صاف حکم ہے " **وَعَاشِرُوهُنَّ بِالمَعْرُوف**" (نساء: ١٩)

١۔ **البَلِیَّةُ:** البَلْوٰی والبَلْوَةُ والبِلْیَةُ والبَلِیَّةُ، مصیبت، آزمائش، ج، بَلاَیَاَ. البَلِیَّةُ، وہ اونٹنی جسکو زمانۂ جاھلیت میں مالک کی قبر پر باندھ دیتے تھے اور گھاس نہیں دیتے تھی حتی کہ وہ مرجاتی۔

٢۔ **یَصُدُّ:** صَدَّ (ن،ض) صَدًّا وَصُدُوداً، عَنْهُ، اعراض کرنا، مائل ہونا، صفت، صَادٌّ، ج، صُدَّادٌ.

تُلِحُّ: اَلَحَّ اِلْحَاءً، فی السُّؤالِ، سوال میں اصرار کرنا، السَّحابُ بالمطر، لگاتار برسنا.

تُغِبُّهُ: غَبَّ (ج) غَباً وغِبًّا، کئی روز کے بعد ملاقات کرنا، غَبَّ عنهُ، ایک دین آنا ایک دین نہ آنا.

غَبَّتْ عَلَیه الحُمّٰی، تیسرے دن کا بخار آنا۔

الشَّيْبُ نَذِيرُ الفَنَاءِ

١ خَبَتْ نَارُ نَفْسِي بِاشْتِعَالِ مَفَارِقِي وَاَظْلَمَ لَيْلِي إِذْ أَضَاءَ شِهَابُهَا

میرے بالوں کی سفیدی نے خواہشات کی آگ کو ٹھنڈا کر دیا اور اسکی ستاروں جیسی چمک نے میری رات مزید تاریک کر دی

٢ أَيَا بُومَةً قَدْ عَشَّشَتَ فَوْقَ هَامَتِي عَلَى الرَّغْمِ مِنِّي حِينَ طَارَ غُرَابُهَا

ہائے الّو تو نے میرے سر پر میری خواہشات کے خلاف اسکی سیاہی کے رخصت ہوتے ہی اپنا گھونسلہ بنا لیا

٣ رَأَيْتِ خَرَابَ الْعُمْرِ مِنِّي فَزُرْتَنِي وَمَأْوَاکِ مِنْ كُلِّ الدِّيَارِ خَرَابُهَا

میری عمر کا ڈھلوان دیکھکر تو میری ملاقات کے لئے بھی آ گئی اس لئے کہ تیرا آشیانہ ویرانہ ہی میں ہوتا ہے

١۔ **خَبَتْ**: خَبَتَ (ض) خَبْتاً، ذکرہٗ، چرچا مٹ جانا، خبت النّار، ٹھنڈا ہونا، بجھنا۔
مَفَارِقِي: مَفْرَقٌ، کی جمع، بالوں کی مانگ، هنا الإشتعال والإظلام، وشهاب المفارق كلّها من باب المجاز والاستعارة، شَبَّهُ الشّيب لبياضه بالشهب، واعتبر ظهوره سببا فى خمود نار النّفس.
الشهاب: آگ کا شعلہ، ٹوٹنے والا ستارہ، ج، شُهُبٌ وشِهبَانٌ وأَشْهُبُ، يُقَالُ فلانٌ شِهَابُ حربٍ، فلاں جنگ جو ہے۔
٢۔ **بُومَةً**: البُومُ والبُومَةُ، اُلّو، مذکر، مؤنث دونوں کے لئے، ج، اَبْوامُ. **الهَامَةُ**: ہر چیز کی چوٹی، سر، قوم کا سردار، رئیس، ج، هَامٌ وهَامَاتٌ. **عَشَّشْتَ**: عَشَّشَ الطائر واِعْتَشَّ، پرندہ کا گھونسلا بنانا، العَشُّ، والعُشُّ، گھونسلا، ج، عَشَاشٌ، عِشَشَةٌ واَعْشَاشٌ وعُشُوشٌ.
الغُرَاب: کوّا، ج، اَغْرُبٌ، غُرُبٌ غِرْبَانٌ اَغْرِبَةٌ، جج، غَرَابِينُ، العرب يتشائمون به إذا نعق قبل الرحيل و يسمّونه غُراب البين، ويضرب به المثل فى السّواد والبكور والحذر والبعد، يقال بكربكور الغراب، وفلانٌ أحذرُ من الغرابِ.
٣۔ **خَرَابَ**: خَرِبَ (س) خَرَباً وخَرَاباً، البيت، گھر کا ویران ہونا، الخَرْبُ، ویران جگہ، الخُربُ، ہر گول سراخ۔ **الدِّيَارُ**: دارٌ، کی جمع، گھر، شہر، ملک، قبیلہ، زمانہ، دَارُالقرار، آخرت، دَارَانِ، دنیا و آخرت، دَارُالحَرْب، دشمن کا ملک۔

٤ أأَنعَمُ عَیشاً بَعدَ ماحلَّ عارِضی — طلائِعُ شَیبٍ لَیسَ یُغنِي خِضابُهَا

میں خوشگوار زندگی کیسے گذار سکتا ہوں بعد اسکے کہ — چہرے پر ایسا بڑھاپا ظاہر ہو گیا جسکو خضاب لگانا بے سود ہے

٥ وَعِــزَّةُ عُـمُرِ الـمَـرْءِ قَبلَ مَشِیبِهِ — وَقَدْ فَنِیَتْ نَفسٌ تَوَلَّی شَبابُهَا

انسان کی بڑھاپے سے پہلے کی زندگی کام کی ہوتی ہے — شباب کے رخصت ہونے پر نفس کمزور ہو جاتا ہے

٦ إذَا اصْفَرَّ لَونُ المَرْءِ وابیَضَّ شَعْرُهُ — تَنَغَّصَ مِنْ أیَّامِهِ مُستَطابُهَا

جب رنگت پیلی اور بال سفید ہو جاتے ہیں — تو زندگی کی خوشیاں مکدّر ہو جاتی ہے

٧ فَدَعْ عَنکَ سَوءَاتِ الأُمُورِ فإنَّها — حَرامٌ عَلَی نَفسِ التَّقِیِّ ارْتِکابُهَا

اب تو منکرات کو چھوڑ دے اسلئے کہ — متقی آدمی منکرات کے ارتکاب کو حرام سمجھتا ہے

٨ وَأَدِّ زَکَاةَ الجاهِ واعْلَمْ بِأَنَّهَا — کَمِثْلِ زَکَاةِ المَالِ تَمَّ نِصابُهَا

اور تو اپنی زندگی کی زکوۃ ادا کر اور سمجھ لے کہ — تمام عمر کی زکوۃ بھی تمام نصاب ہی کی طرح واجب ہے

٩ وَأَحْسِنْ إلَی الأَحْرارِ تَمْلِکْ رِقَابَهُمْ — فَخَیرُ تِجاراتِ الکِرامِ اکْتِسابُهَا

شریفوں کے ساتھ حسن سلوک کر تو انکا دل جیت لیگا — اسلئے کہ قلوب پر حکمرانی ہی کریموں کی بہترین کمائی ہے

٤۔**عَارِضٌ**: فا، رخسار۔ **طَلائِعُ**: طَلِیعَةٌ کی جمع، ہراول، مقدمة الجیش، حالات معلوم کرنے کے لئے بھیجا جانے والا دستہ۔ **شَیْبٌ**: شَابَ یَشِیبُ شَیْباً وَشَیْبَةً وَمَشِیباً، سفید بالوں والا ہونا، بوڑھا ہونا، صفت مذکر، اَشْیَبَ وَشَائِبُ، صفت مؤنث، شَائِبَةٌ. مؤنث کی صفت میں شَیْبَاء کے بجائے شمطاء آتا ہے۔ **الخِضابُ**: رنگ، بالوں کو رنگنے کی چیز، الخَضیبُ، رنگا ہوا، کفٌّ خَضِیبٌ، اِمْرَاةٌ خَضِیبٌ، مہندی لگا ہوا ہاتھ یا عورت۔

٥ ـ **الشّبابُ**: شَبَّ (ض) شَبَاباً وَشَبِیبَةً، الغلام، لڑکے کا جوان ہونا، مِنْ شَبِّ إلی دَبِّ، جوانی سے لیکر بڑھاپے تک، صفت، الشابُ والشَّبُّ ج شَبابٌ، شُبَّانٌ، مؤنث شَابَّةٌ، ج، شَابّاتٌ، شَبَّاتٌ.

٦ـ**تَنَغَّصَ**: نَغَّص وانْغَصَ، اللّٰهُ علیه العیشَ، وتَنَغَّصَ العَیشُ، زندگی کا مکدّر رہونا، بدمزہ ہونا.

مُسْتَطَابَ: اسْتَطَابَ اِستِطَابَةً، الشیئ، اچھا پانا، القومُ، میٹھا پانی مانگنا، المُستطاب من الأیّام، ما کان طیّباً و هنیئاً. **سَوْئَاتٌ**: سَوْءَةٌ کی جمع، بے حیائی، بری خصلت، شرمگاہ۔

۱۰ وَلَاتَمْشِیَنَ فِی مَنْکِبِ الْأَرْضِ فَاخِراً فَعَمَّا قَلِیلٍ یَحْتَوِیکَ تُرَابُهَا
اورروئے ارض پر اِترا کرنہ چل اسلئے کہ تھوڑی ہی مدت میں زمین تجھے اپنے اندرسمولیگی

۱۱ وَمَنْ یَذُقِ الدُّنْیَا فَإِنِّی طَعِمْتُهَا وَسِیقَ إِلَیْنَا عَذْبُهَا وَعَذَابُهَا
ہےکوئی جسنے دنیا کا مزہ چکھاہو، میں تو چکھ چکا ہوں اورہم نے اسکے کڑوے میٹھے کوآزمایا ہے

۱۲ فَلَمْ أَرَهَا إِلَّا غُرُوراً وَبَاطِلاً کَمَا لاَحَ فِی ظَهْرِ الفَلاَةِ سَرَابُهَا
پس میں نے اسکودھوکہ اور باطل کے سوا کچھ نہیں پایا جیسے چٹیل میدان میں سراب سے پانی کا دھوکہ ہوتا ہے

۱۳ وَمَا هِیَ إِلَّا جِیفَةٌ مُسْتَحِیلَةٌ عَلَیْهَا کِلَابٌ هَمُّهُنَّ اجْتِذَابُهَا
دنیااس سڑی ہوئی بدبودارلاش کے سوا کچھ نہیں جسکو پھاڑ کھانے کے لئے کتّے ٹوٹ پڑتے ہیں

۱٤ فَإِنْ تَجْتَنِبْهَا کُنْتَ سِلْماً لِأَهْلِهَا وَإِنْ تَجْتَذِبْهَا نَازَعَتْکَ کِلَابُهَا
اگرتواس سےبچیگا تو دنیاوالوں کے لئے باعث سلامتی ہوگا اوراگرتواسمیں گریگا تو دنیا کے کتوں سے تیرا سابقہ ہوگا

۱۵ فَطُوبٰی لِنَفْسٍ أُولِعَتْ قَعْرَ دَارِهَا مُغَلَّقَةَ الْأَبْوَابِ مُرْخیً حِجَابُهَا
مبارک بادی کے قابل ہے وہ آدمی جسنے گھر کا کونا پکڑلیا گھرکے دروازے بند کرلئے اوران پر پردے ڈال دیے

۱۰۔ **مَنْکِبُ**: ج، مَنَاکِبُ، سطح مرتفع، پہلو، گوشہ. **یَحْتَوِیکَ**: اِحتوَیٰ ، اِحتِواءً،الشیئ وعلیه جمع کرنا، سمانا
۱۱۔ **یَذُقْ**: ذَاقَ (ن)ذَوْقاً وذَوَاقاً ومَذَاقاً، الشیئ، کسی چیزکوچکھنا، العذاب،عذاب بھگتنا، الرّجل وما عندالرجل، کسی کوآزمانا. **سِیْقَ**:سَاقَ، یَسُوقُ سَوْقاوسِیاقاً وسِیاقَةً ومَسَاقاً، الماشیة، جانورکوپیچھے سے ہانکنا،صفت، سائقٌ ،ج، سَاقَةٌ، سُوّاقٌ.
۱۲۔ **الفَلاَةُ**: وسیع بیابان، ج،فَلَوَاتٌ وفَلاَ اور فَلاً کی جج، اَفْلاءُ. **السَّرَابُ**: دھوپ میں پانی کی طرح نظرآنے والی ریت، جھوٹ اورفریب کے لئےضرب المثل ہے۔کہتے ہیں، هو اَخْدَعُ من السَّرابِ، وہ سراب سے زیادہ فریبی ہے.
۱۳۔ **جِیفَةٌ**: سڑی مردہ لاش، ج،جِیَفٌ واَجْیَافٌ. **مُسْتَحِیلَةٌ**: حَالَ(ض) حُیُولاً واِسْتَحَالَ اِسْتِحَالَةً، الشیئ، متغیرہونا، بدل جانا.یشبه الدُّنیابالجیفة کما یشبه المتعلقین بها بالکلاب التی تنهش فیها. ۱۵۔ **الطُّوبٰی**: رشک،سعادت، خیر،بہتری. **أُولِعَتْ**:وَلِعَ(س)وَلَعاً وَوُلُوعاًاَوْلَعَ، اِیلاعاً وَتَوَلَّعَ بِهِ، شیفتہ ہونا، بہت محبت کرنا. **قَعْرَ**: القَعْرُ مِنَ کُلِّ شَيءٍ، ہرچیزکی گہرائی، جَلَسَ فُلانٌ فی قعر بیته، فلاں گھرکولازم پکڑکربیٹھا ہے. **مُرْخیً**: أرْخیٰ، اِرْخَاءً، الشَّیئُ، ڈھیلا کرنا، السِّتْرَ، پردہ چھوڑنا. **الحِجَابُ**: حَجَبَ(ن) کا مصدر،ج،حُجُبٌ، پردہ، دوچیزوں میں حائل چیز، الحَاجِبُ، دربان. ج،حُجَّابُ، حَجَبَةٌ.

تشــــریــح: سیدنا امام شافعیؒ اپنے زمانے کے عابد، زاہد اور خدا رسیدہ انسان تھے، دنیا کی بے ثباتی، موت کا مراقبہ، آخرت کا استحضار اور ایک دن دار فانی سے دار باقی کی طرف یقینی رحلت کے خیال میں ہر وقت مستغرق رہتے تھے، اسی استغراق کے عالم میں ایک دن اپنے بالوں کی سفیدی کو دیکھکر فرماتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے شب زندگی ہونے کو ہے، اسلئے کہ رات جوں جوں تاریک ہوتی ہے ستاروں کی (بالوں) کی چمک میں اضافہ ہوتا جاتا ہے، اور کچھ بالوں کی ویرانی (جڑھ جانا) زندگی کے خاتمے کی غمازی کرتا ہے، اس لئے کہ اُلّو اپنا آشیانہ ویرانے ہی میں بناتا ہے۔ مگر ظاہر بدن پر رونما ہونے والے ان حالات سے میں غافل نہیں ہوں۔ میں بالوں کی سفیدی اور رجڑھنے کو بفحوائے قرآن مذکر ونذیر مانتا ہوں، اسلئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے کلام میں بندوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے "أَوَ لَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَايَتَذَكَّرَ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَ كُمُ النَّذِيرُ" (فاطر: ۳۷) اور حضرت عکرمہؓ اور عیینہؒ نے نذیر کی تفسیر میں سفیدی اور بڑھاپے ہی کا قول نقل فرمایا ہے، اور دو جہاں کے سردار جناب محمد الرسول اللہ ﷺ کا بھی فرمان ہے "أعذر اللّـه إلى امرئ أخّر أجله حتّى بلغ ستّين سنة" (رواہ البخاری) قرآن وحدیث کی واضح ھدایت وتلقین کے پیش نظر میں اسی بات کا عقیدہ رکھتا ہوں کہ اگر کوئی ابھی بھی برائیاں نہ چھوڑے اور زندگی کے نصاب کی تکمیل اور حولان حیات پر مال کی زکوۃ کی طرح توبہ، انابت، استغفار اور ازدیاد اعمال خیر کے ذریعہ زندگی کی زکوۃ ادا کرنیکی فکر نہ کرے تو کل قیامت میں اسکے پاس عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے کوئی عذر نہیں ہوگا اور فرشتہ اسکے عذر پر حق تعالیٰ کے اسی کلام کو دوہرائیگا کہ "أَوَ لَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَايَتَذَكَّرَ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ.........

امام علیہ الرحمۃ مزید فرماتے ہیں کہ بڑھاپے میں جب خواہشات ساکن ہوکر قرار پکڑ لیتی ہیں اور شہوات نفسانیہ سے بچنا فطرۃ آسان ہوجاتا ہے، خواہشات میں مبتلا رہنا اللہ کے غضب کو دعوت دینا ہے، اسی لئے احادیث نبویہ میں "شیخ زانی" کی انتہائی قباحت وارد ہوئی ہے جبکہ شہوت کے ہیجان پر قابو پاکر اللہ کی عبادت کرنے والے نوجوان کی "شَابٌّ نَشَأَ فِي الإِسْلَامِ" کے الفاظ میں تعریف کی گئی ہے، اسلئے انسان کو چاہیئے کہ جوانی کے ایام کو غنیمت سمجھکر اسے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگادے اور اگر نفس اور شیطان کے دھوکے میں آکر جوانی کے اوقات کو لغویات، فضول باتوں اور عیاشی میں ضائع

کر دئے ہیں تو بڑھاپے کو غنیمت جان کر اسکی تلافی میں لگ جائے ، ورنہ کل قیامت میں علی رؤوس الخلائق سوائے رسوائی کے اور کچھ ہاتھ نہیں آئیگا۔

ع : کر عبادت خدا کی جوانی میں تو کل بڑھاپا تیرے سر پے آ جائیگا۔

اشعار کے نصف آخر میں امام علیہ الرحمۃ دنیا کی حقیقت ؛ جسکے دھوکے میں آ کر انسان آخرت سے غافل ہوجاتا ہے ؛ واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دنیا نہ بھروسے کی چیز ہے نہ اترانے کی ، تیری ابتدا بھی مٹی ہے اور تیری انتہا بھی مٹی ، اسلئے عنقریب مٹی میں ملنے والے انسان کو مٹی پر اترا کر چلنا زیب نہیں دیتا ، میں نے دنیا اور اسکی زیب و زینت کو آزمایا ہے اور میں اسکے کڑوے میٹھے تجربات سے گذرا ہوں ، اسکی چمک دمک کی حیثیت فلاۃ میں نظر آنے والے سَراب خادع سے زیادہ نہیں ، حق تعالی نے سچی خبر دی ہے " کَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَآءً " اور یہ سڑاند پھیلانے اور کھینچا تانی میں جیفہ سے مکمل مشابہ ہے ، ارشاد نبوی ہے " الدُّنيَا جِيفَةٌ وَ طَالِبُهَا كِلاَبٌ "

آخری دو اشعار میں امام علیہ الرحمۃ دنیا سے عافیت اور سلامتی کے ساتھ فائدہ اٹھانے کا گُر سیکھاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دنیا کی یہ خاصیت ہیکہ اگر تو اسکے پیچھے پڑیگا تو تجھ سے دور بھاگے گی اور طالبان دنیا تیرے حریف و مقابل ہوجائینگے اور اگر تو اس سے اپنی خواہش منقطع کر کے ، تقسیم خداوندی پر راضی ؛ تقدیر پر قانع اور اللہ کی صفت رزاقیت پر متوکل ہوکر ؛ اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے ؛ اسپر پردہ گرا کر الگ تھلگ بیٹھ جائیگا تو وہ تیرے پاس عزت ، سلامتی اور برکت والی بنکر پہونچیگی تیرے در کی غلامی میں فخر محسوس کریگی اور تیری ٹھوکریں کھا کر بھی تیرے پاس سے جانا پسند نہیں کریگی۔
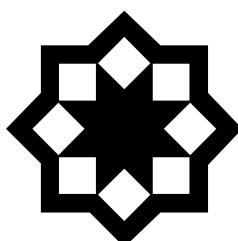
أَ زِيدُ حِلْماً

قال الإمام الشافعیؒ، يصف كيف يقابل خطاب السّفيه إيّاه بالحلم الجميل:

١ يُخَاطِبُنِي السَّفِيهُ بِكُلِّ قُبْحٍ ۔۔۔ فَأَكْرَهُ أَنْ أَكُونَ لَهُ مُجِيبَا

بے وقوف آدمی برے بھلے الفاظ میں مجھے پکارتا ہے ۔۔۔ مگر میں اسکا جواب دینا پسند نہیں کرتا

٢ يَزِيدُ سَفَاهَةً فَأَزِيدُ حِلْماً ۔۔۔ كَعُودٍ زَادَهُ الإِحْرَاقُ طِيبَا

وہ بے وقوفی بڑھاتا ہے تو میں بردباری میں اضافہ کرتا ہوں ۔۔۔ عود کی لکڑی کی طرح کہ زیادہ جلنے سے زیادہ خوشبو پھیلتی ہے

تشریح: حلم و اناۃ ایسی دو صفتیں ہیں جو اللہ تعالی کو بے انتہا پسند ہیں۔ ابن عباسؓ کی روایت ہے ”قال رسول الله ﷺ لأشج عبد القيس ، إنّ فيک خَصلتين يحبّهما الله ، الحلم و الأَناة “ (رواه مسلم) قرآن کریم نے تو اسے عزم امور میں شمار کروایا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے ” وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذٰلِکَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُور “ (الشوری: ٤٣) امام علیہ الرحمۃ نے اسی صفت کو اختیار کرنے اور اسمیں مرتبۂ کمال تک پہونچنے کو ایک مثال سے واضح فرمایا ہے، کہتے ہیں کہ جب بے وقوف آدمی میرے ساتھ حماقت کرتا ہے تو میں یہ سوچکر کہ برتن میں جو ہوگا وہ ہی باہر آئیگا اسکا جواب دینا پسند نہیں کرتا بلکہ اسکی سفاہت کا جواب حلم سے دیتا ہوں تاکہ سفیہ و حلیم کا فرق واضح ہو اور تاکہ انجام کار دنیا اچھی بُری صفت میں تمیز کر سکے، عود کی لکڑی کی طرح کہ جسطرح وہ جلانے والے کو بھی خوشبو دیتی رہتی ہے اور کاٹنے والے کلہاڑے کو بھی خوشبودار بنادیتی ہے، اسی طرح حلیم آدمی اپنے حلم سے سفیہ آدمی کو حلیم بننے کی خاموش دعوت دیتا ہے، اور قرآن کریم کی اطلاع کے مطابق فی الواقع کبھی کبھی حلیم کا حلم سفیہ کے قلب پر گہرا اثر چھوڑ جاتا ہے ” وَلاَ تَسْتَوِی الحَسَنَةُ وَلاَ السَّيِّئَة ،إِدْفَعْ بِالَّتِی هِیَ أَحْسَن، فَإِذَا الَّذِی بَيْنَکَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِیٌّ حَمِيم “(فصّلت : ٣٤)

١۔**السَّفِيْهُ**: ج، سُفَهَاءُ، سِفَاةٌ، بے وقوف، جاہل ،سَفِهَ (س) سَفهاً وَسَفَاهَةً، بے وقوف ہونا، بری عادت والا ہونا۔ **القُبْحُ**: ضدالحسن ، ويكون فی القول والفعل والصّورة ومانفر الذوق منه.

٢۔ **الحِلْمُ**: صبر، بردباری، آہستگی، کبھی جہالت کے مقابلہ میں آتا ہے۔ صفت حَلِيمٌ.

الطِّيْبُ: طَابَ يَطِيبُ کا مصدر، خوشبو، ج، اَطْيَابٌ وَطُيُوبٌ، حلال، بہترین چیز.

تَهَیَّبُوهُ

١ وَمَنْ هَابَ الرِّجَالَ تَهَیَّبُوهُ وَمَنْ حَقَرَ الرِّجَالَ فَلَنْ یُهَابَا

جوشخص لوگوں کی عزت کرتا ہے،لوگ اسکی عزت کرتے ہیں اور جو دوسروں کوحقیر سمجھتا ہے اسکی کبھی عزت نہیں کی جاتی

٢ وَمَنْ قَضَتِ الرِّجَالُ لَهُ حُقُوقاً وَمَنْ یَعْصِ الرِّجَالَ فَمَا اَصَابَا

اوروہ شخص کہ لوگ تواسکے حقوق ادا کریں مگروہ انکی حق تلفی کرے وہ ٹھیک کام نہیں کرتا

تشریح : مذھب اسلام نے معاشرت واخلاق کے جامع اصول وضوابط کے ذریعہ ایک ایسے معاشرہ کی تشکیل کی ہے جسمیں آپسی عزت واحترام،حقوق کی ادائیگی،مودت ومحبت اورشفقت ورحمت کا دور دورہ ہواورحق تلفی،بےعزتی،ظلم وزیادتی اورناچاکی وناانفاقی کا دوردورتک گذر نہ ہو۔مگرافسوس کہ اسلام کےمکمل ضابطۂ حیات پرعمل کرنے کا عہد کرنے والے مسلمان؛اسلام میں مکمل داخل ہونیکے بجائے "نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ" کی راہ پرچلکر ہرہرحکم میں دوہرامعیارقائم کرچکے ہیں۔مثلاوہ باہمی حقوق کے باب میں اپنے حق کی وصولی کا تومکمل اہتمام کرتے ہیں مگردوسروں کے حق کی ادائیگی میں ٹال مٹول اورتاؤیل وتساہل سے کام لیتے ہیں،اکرام واحترام کے باب میں لوگوں سے خودکی تعظیم وتکریم کروانیکے توخواہشمندرہتے ہیں مگردوسروں کےساتھ عزت سے پیش آنے میں کوتاہی،غیر ذمہ داری اور برائی کا ثبوت دیتے ہیں،امام شافعیؒ معاشرے کے ایک حسّاس فرد کی حیثیت سے معاشرہ کی اس کمزورں اوراسکے تدارک کی نشاندہی کرتے ہوئےفرماتے ہیں کہ حقیقی اوراصلی عزت وہ پاتاہے جودوسروں کی عزت کرناسیکھتاہےاورحق تلفی اسکی نہیں کی جاتی جواپنے آپ کوادائیگی حقوق کا پابند بناتاہے،'کما تدین تدان' کا ضابطہ اپنی جگہ مسلم ہے،برائی کا بیج بونے والا بھلائی کی فصل نہیں کاٹ سکتا،نفرت کے بدلے محبت کی امیداوربداخلاقی سے پیش آکرحسن اخلاق کی خواہش کرناعبث ہے،اسلئے اگرچاہتے ہوکے معاشرے میں عزت کا مقام پاؤ توعزت کرنا سیکھو،حدیث شریف کا مضمون ہے "ماأکرم شابّ شیخا لسنّه إلا قیّض الله له من یکرمه عند سنّه" (رواہ الترمذی)⇦

١۔ **هَابَ:** هَابَ یَهَابُ هَیْباً وهَیْبَةً ومَهَابَةً، خوف کھانا،ڈرنا،بچنا،صفت،هائب وهَیُبَانٌ.

حَقَرَ: حَقَرَ(ض) حَقْراً وحُقْرِیَةً،ۂ، حقیر سمجھنا،چھوٹا جاننا.

ایک دوسری حدیث میں اس مضمون کو اسطرح بیان کیا گیا ہے۔" إن من إجلال الله تعالیٰ إکرام ذی الشیبة المسلم وحامل القرآن غیر الغالی فیه والجافی عنه وإکرام ذی السلطان المقسط" (رواه أبو داؤد)

آنحضور ﷺ بھی ہر قوم کے کریم کی عزت فرماتے تھے اور لوگوں کو " انزلوا الناس منازلهم " (رواه ابو داؤد) کی ہدایت فرماتے تھے، یاد رکھنا چاہئے کہ آدمی بلند مقام پر اسوقت تک نہیں پہونچتا جب تک کہ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں کا اہتمام اور شریعت کے بتائے ہوئے آداب واخلاق کی رعایت نہیں کرتا اور یہ بھی وہ ادب ہے جو بلندی پر چڑھنے کا زینہ اور عزت کے محل کا صدر دروازہ ہے جسے مضبوطی سے تھامنا عزت کے متمنی کے لئے بے حد ضروری ہے۔
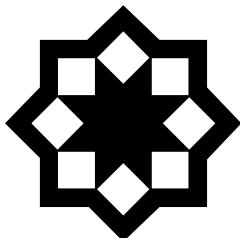
اَلسُّکُوتُ عَنِ اللّئِیمِ جَوابٌ

سُئل عن الشافعیؒ ،یوماً عن مسئلة،فسکت،قیل له ،ألاتجیب؟ رحمک الله؟ فقال حتی أدری الفضل فی سکوتی أو فی جوابی ، وفی هذاالصّدد یقول:

۱ قُلْ بِمَا شِئتَ فِی مَسَبَّةِ عِرْضِي فَسُکُوتِي عَنِ اللَّئِیمِ جَوَابُ

میری آبروریزی میں تو جو چاہے بکواس کر میں کمینوں کو خاموشی کا جواب دیتا ہوں

۲ مَا أَنَا عَادِمُ الجَوَابِ وَلٰکِنْ مَامِنَ الأُسُدِ أَنْ تُجِیبَ الکِلابُ

میں کبھی بھی عدیم الجواب نہیں ہوتا مگر یہ مناسب نہیں کہ شیر کتوں کو جواب دے

تشریح: امام شافعیؒ مذکورہ اشعار میں حفظ لسان کی ترغیب اور بیجا استعمال سے پرہیز کی تاکید فرما کر سمجھا رہے ہیں کہ؛ جہاں مناسب مواقع پر مناسب انداز میں زبان کا چلانا مفید ومطلوب ہے وہاں نامناسب مقامات پر زبان کو بند رکھنا بھی ضروری اور کمینوں کی شرارت سے حفاظت کا بہترین وسیلہ ہے۔اسلئے جہاں دیکھو کہ لئیم آدمی کی زبان شیطان کا آلۂ کار بنکر فتنہ انگیزی کا سامان تیار کر رہی ہے اور فوری جواب دینا بجائے اصلاح کے شقاق اور اختلاف کا دروازہ کھول سکتا ہے؛ ایسے مقامات پر سکوت اختیار کرنا کلام سے زیادہ کارگر اور مفید ثابت ہوتا ہے۔فتنہ دب جاتا ہے،کمینے کی اسکیم فیل ہوجاتی ہے اور عوام الناس کی حمایت خاموشی اختیار کرنے والے کو حاصل ہوجاتی ہے۔

پھر یہ کرنا اسلئے بھی ضروری ہوتا ہے کہ ہر آدمی منہ لگنے کے قابل اور ہر معترض سُنے جانے کے لائق نہیں ہوتا۔کیا نہیں دیکھتے کہ کتوں کے بھونکنے سے ہاتھی کی رفتار میں ذرہ برابر فرق نہیں آتا اور جنگل کے جانوروں کی آوازیں شیر کے رعب وداب میں کمی پیدا نہیں کرسکتیں بلکہ اسکی ایک چنگھاڑ صحراء کے شور کو سناٹے میں تبدیل کر دینے کے لئے کافی ہوتی ہے، بالکل اسی طرح لئیم کی بکواس پر مخلص کی خاموشی مخلص کے اثر ورسوخ کو قدرۃً بڑھا دیتی ہے۔شاید ایسے ہی مواقع پر زبان کے استعمال کی ممانعت کو ⇦

۱۔ **العِرْضُ:** اچھی خصلت،عزت، باعث عز وفخر، ج، اَعْراضٌ، کہا جاتا ہے هُوَ نقیُّ العِرْض، وہ عیوب سے پاک ہے، هُوَ ذُو العِرْضِ مِنَ القَوْمِ، وہ اشراف قوم میں سے ہے.

اللَّئِیمُ: لَؤُمَ (ک) لُؤْماً وَمَلْأَمَةً وَلَآ مَةً، دنی الاصل ہونا، بخیل ہونا، ذلیل ہونا، صفت، لَئِیمٌ، ج، لِئَامٌ وَلُؤَمَاءُ.

آپ ﷺ نے اسطرح ذکرفرمایا ہے''ستکون فتنة صمّاء بکمآء عمیآء من أشرف لها إستشرفت له، وإشراف اللّسان فیها کوقوع السّیف'' (رواہ أبوداؤد) اورایک دوسری روایت میں مختصراورجامع انداز میں سکوت کی افادیت کواسطرح بیان فرمایا ہے '' من صمت نجا '' (رواہ الترمذی) شریروں اورفتنہ پردازوں کے اثرورسوخ کے وقت آپ ﷺ کا یہ ارشادگرامی بھی انسان کی بہترین رہنمائی کرتا ہے '' أملک علیک لسانک، ولیسعک بیتک، وابک علیٰ خطئیتک'' (رواہ الترمذی)

قُل عَلَیَّ رَقِیبُ
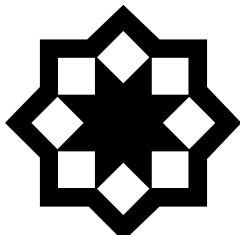
١ إِذَا مَا خَلَوْتَ الدَّهْرَ یَوْماً فَلاَ تَقُلْ	خَلَوْتَ وَلٰكِنْ قُلْ عَلَیَّ رَقِیبُ
جب کسی دن تنہائی میسر ہوتو اپنے آپ کو تنہا نہ سمجھنا	بلکہ یہ خیال کرنا کہ مجھ پر کوئی نگران موجود ہے
٢ وَلاَ تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ یَغْفَلُ سَاعَةً	وَلاَ أَنَّ مَا یَخْفٰی عَلَیْهِ یَغِیبُ
اللہ تعالیٰ کو ایک لمحہ کے لئے بھی ہرگز غافل نہ سمجھنا	اور یہ نہ ماننا کہ تمہارے مخفی امور اسکے علم سے باہر ہیں
٣ غَفَلْنَا لَعَمْرِ اللّٰهِ حَتّٰی تَرَاكَمَتْ	عَلَیْنَا ذُنُوبٌ بَعْدَهُنَّ ذُنُوبُ
بخدا ہم نے غفلت کی اس لئے ہمارے گناہوں کا	ڈھیر لگ گیا اور ہم گناہ پر گناہ کرتے رہے
٤ فَیَالَیْتَ أَنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ مَامَضٰی	وَیَأْذَنُ فِی تَوْبَاتِنَا فَنَتُوبُ
کاش کہ اللہ تعالیٰ گذشتہ گناہوں کو معاف فرما دیتے	اور رجوع کی توفیق عطا فرما دیتے تا کہ ہم توبہ کر لیں
٥ أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْیَوْمَ أَسْرَعَ ذَاهِبٍ	وَأَنَّ غَداً لِلنَّاظِرِینَ قَرِیبُ
کیا تونہیں جانتا کہ آج بہت جلد گذر جائیگی	اور آنے والی کل دیکھتے ہی دیکھتے آموجود ہوگی

تشریح: امام شافعیؒ مذکورہ بالا اشعار میں مسلمانوں کو اپنی مسلمانی ٹٹولنے اور اسکا جائزہ لینے کی دعوت دیتے ہیں کہ ہر مسلمان کو چاہئے کہ اپنے رات دن کے اعمال کا آئینہ بنا کر اپنی صورت دیکھے اور فیصلہ کرے کہ کیا ہم مسلمان ہیں؟ ہم کیسے مسلمان ہیں؟ اور ہم کتنے مسلمان ہیں؟ کیا ہم نے ایمان کا تقاضہ اور کلمہ کا مفہوم سمجھا ہے؟ کیا ہم ایمان وشرک کا فرق اور شرک جلی وخفی کی اقسام سے واقف ہیں؟ کیا ہماری عبادات میں مطلوبہ اخلاص ہے؟ کیا معاملات ومعاشرت کو ہم نے دین کا حصہ سمجھا ہے؟
⇦

١۔**خَلَوْتَ:** خَلاَ (ن) خُلُوًّا وخَلاَءً وَخَلْوَةً ،به، معه،إليه، کسی کے ساتھ تنہائی میں ملنا، الرّجل، آدمی کا کسی جگہ تنہا ہونا،فعلته لخمس خلون من الشهر، میں نے یہ کام مھینہ کی پانچویں تاریخ کو کیا .

الرَّقِيب: ج،رُقَبَاءُ نگہبان،محافظ، رَقَبَ (ن) رُقُوباً کی صفت.

٣۔**تَرَاكَمَتْ** : رَكَمَ(ن) رَكْماً وَتَرَاكَمَ وارتَكَمَ، الشيئ ،ڈھیر لگنا، تہ بتہ کرنا.

٤۔**تَوْبَاتِنَا:** تَابَ (ﻩ) تَوْبَةً وَمَتَاباً وَتَتُوبَةً، گناہ سے روگردانی کرکے اللہ کی طرف متوجہ ہونا، نادم وپشیمان ہونا، صفت ، تَائِبٌ.

کیا دن رات میں ایک بار بھی ہم موت کا استحضار کرتے ہیں؟ کیا مابعد الموت کی لامحدود زندگی کے لئے ہم نے کوئی تیاری کی ہے؟ کیا جہنم کا ڈر ہمیں گناہوں سے روکتا ہے؟ کیا اللہ ہر وقت دیکھ رہا ہے اسکا ہمیں یقین ہے؟ کیا محدود عمر کے قیمتی اوقات ہم عبادت میں گذار رہے ہیں یا غفلت میں؟ کیا مسلسل گذر رہی طبعی عمر اور آنے والی کل کا؛ جسمیں ہمیں حساب کے لئے پیش ہونا ہے؛ ہمیں احساس ہے؟ کیا ہم نے مقصد تخلیق ہی سے بغاوت نہیں کی ہے؟ اور کیا پھر بھی ہم معصیتوں پر شرمسار ہوکر بغرض توبہ دربار خداوندی میں ایک بار بھی حاضر ہوئے ہیں؟ ان تمام سوالات کا جواب اگر نہیں میں ہے تو یاد رکھو ''خَسِرَ الدُّنْیَا وَالآخِرَۃَ ذٰلِکَ ھُوَ الخُسْرَانُ المُبِیْن'' (الحج : ۱۱) کا فیصلہ یقینی ہے، اور ایسے ہی احباب کو امام شافعیؒ جلد از جلد تائب ہوکر مابقیہ زندگی میں رجوع اِلی اللہ کی دعوت دیتے ہیں۔

پھر آخری شعر میں یہ نصحت بھی فرماتے ہیں کہ دیکھنا کہیں ابھی بہت وقت ہے، بعد میں توبہ کرلینگے؛ ایسا خیال کرکے شیطان کے دھوکہ میں نہ آجانا؛ اسلئے کہ آج کا دن دیکھتے ہی دیکھتے گذر جائیگا اور آنکھ بند ہوکر کھلتے ہی کل کا دن شروع ہوجائیگا اور ایام وماہ وسال کا یہ نہ رکنے والا چکّر ایک دن تیری زندگی کا سورج بھی غروب کردیگا اور تو ہمیشہ کے دار کی طرف رخصت ہوتے وقت؛ کف افسوس مل رہا ہوگا۔ ''إِنَّ فِی ذٰلِکَ لَذِکْریٰ لِأُوْلِی الأَلْبَاب'' (الزمر: ۲۰)

حُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

قال الإمام الشافعیؒ فی حبّ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم:

١ تَـأَوَّهَ قَـلْبِـي وَ الْـفُـؤَادُ كَـئِيـبُ ۔۔۔ وَأَرِقَ نَـوْمِـي فَـالسُّهَـادُ عَـجِيـبُ

میرا دل آہ آہ کرر ہا ہے اور میں کبیدہ خاطر ہوں ۔۔۔ میری نینداڑگئی ہے اور عجیب بے خوابی کا عالم ہے

٢ فَـمَنْ مُبْلِغٍ عَنِّـى الحُسَيْنَ رِسَالَةً ۔۔۔ وَإِنْ كَـرِهَتْهَـا أَنْـفُـسٌ وقُـلُـوبُ

ہے کوئی جوسیدنا حسینؓ کو میرا پیغام پہونچادے؟ ۔۔۔ اگرچہ بعض قلوب اور جانیں اسے ناپسند کرتی ہیں

٣ ذَبِيـحٌ بِلاَ جُـرْمٍ كَـأَنَّ قَـمِيـصَـهُ ۔۔۔ صَبِيـغٌ بِـمَـاءِ الْأُرْجُوانِ خَضِيـبُ

آپ بلا جرم مظلوم شہید کردئے گئے گویا آپکی قمیص ۔۔۔ ارجوان کے پانی سے رنگ دی گئی

٤ فَـلِـلسَّيْفِ إِعْـوَالٌ وَلِـلرُّمْـحِ رَنَّةٌ ۔۔۔ وَلِـلْخَيْـلِ مِنْ بَعْدِ الصَّهِيْلِ نَحِيبُ

تلواریں غلط استعمال پرغم زدہ ہیں اور نیزے چیخ رہے ہیں ۔۔۔ اورگھوڑوں کی ہنہناہٹ کے بعد رونے کی آوازیں آرہی ہیں

١۔ **تَأَوَّهَ** : شَكَاوتوجع وقال آه وأوْه، كلمات تأسّف وتحزّن وتوجّع. **كَئِيبٌ**: كَئِبَ (س) كِأَباً وكَآبَةً، غم گین ہونا، بری حالت میں ہونا،صفت، کَئِیْبٌ.

اَرِق: اَرِقَ (س) اَرَقـاً، رات میں نیندنہ آنا، بےخوابی کی شکایت ہوجانا،صفت ، اَرِقَ آرِق،اُرُق، آخری صفت اسکی ہے جسکو بےخوابی کی عادت ہوگئی ہو. **السُّهَادُ**: سَهِـدَ (س) سَهَـداً، والسُّهُدُ، والسُّهَادُ، بے خوابی،کم نیندوالا ہونا.

٣۔ **صَبِيغٌ**: صَبَغَ(ن،ض،ف)صَبْغاً وصِبْغاً ،الثَّوْبَ، کپڑےکورنگنا ،يده بالعمل، کام میں مشغول ہونا. الصَّبِيغُ، رنگاہوا، الصَّبَّاغ، رنگنےوالا۔ **الْأُرْجُوَانُ**: سرخ رنگ،سرخ کپڑے،ایک پھولداردرخت.

٤۔ **إِعْوَالٌ**: غَـالَ يَـغُولُ غَوْلاً، ہلاک کرنا،اچانک پکڑلینا، الـغُوْلُ، ج،اَغْوَال، ھلاکت،مصیبت،فساد، موت. **رَنَّةٌ**:رَنَّ(ض)رَنِيناً، بلندآواز سے رونا،الرَّنَّةُ، مطلق آواز یاغمگین آواز.

الصَّهِيلُ: صَهَـلَ (ف،ض)صَهِيلاً وصُهَـالاً، الفرس، گھوڑےکاہنہنانا۔ **النَّحِيبُ**: نَـحَبَ(ض) نَحْباً، الرجل، بلندآواز سے رونا، البعير ،اونٹ کا کھانسنا، الفرس، لمبے لمبے سانس لینا.

٥ تَـزَلْـزَلَـتِ الـدُّنْیَـا لِآلِ مُـحَـمَّـدٍ — وَكَـادَتْ لَهُـمْ صُـمُّ الجِبَـالِ تَذُوبُ

دنیا آل محمد ﷺ کے غم میں کانپ اٹھی — قریب تھا کہ بے کان جامد پہاڑ بھی پگھل جائیں

٦ وَغَـارَتْ نُـجُـومٌ وَاقْشَـعَـرَّتْ كَـوَاكِبُ — وَهُتِّكَ اَسْتَــارٌ وَشُــقَّ جُیُـوبُ

ستارے چھپ گئے اور تاروں پر کپکپی طاری ہوگئی — پردے پھاڑ دئے گئے اور گریبان تار تار کردئے گئے

٧ یُصَلّٰی عَلَی المَبْعُوثِ مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ — وَیُـغْـزٰی بَـنُـوْهُ!! إِنَّ ذَا لَعَجِیْبُ

اس ہاشمی پیغمبر پر درود پڑھا جائے — اور انکی اولاد سے جنگ کی جائے؟ کتنی تعجب کی بات ہے

٨ لَئِنْ كَـانَ ذَنْبِـی حُـبَّ آلِ مُحَمَّدٍ — فَـذٰلِكَ ذَنْـبٌ لَسْـتُ عَـنْـهُ أَتُوبُ

اگر آل محمد ﷺ سے محبت کرنا ہی میرا گناہ ہے — تو یہ ایسا گناہ ہے جس سے میں توبہ نہیں کرسکتا

٩ هُمْ شُفَعَـائِي یَوْمَ حَشْرِيْ وَمَوْقِفِي — إِذَا مَـا بَـدَتْ لِلنّـاظِرِین خُطُوبُ

یہیں وہ لوگ ہیں جو میدان حشر میں میرے سفارشی ہونگے — جس وقت آنکھیں عذاب وعقاب کے ہولناک مناظر دیکھیگی

تشریح: امام شافعیؒ نے مذکورہ بالا اشعار میں ١٠محرم الحرام ٦١ھ مطابق ٦٨٠ء م بروز جمعہ؛ عراق میں؛ کوفہ سے قریب ؛کربلا کے مقام پر واقع ہونے والے اسلامی تاریخ کے جانکاہ واقعہ کا دلدوز وجانسوز انداز میں تذکرہ فرما کر؛ امت کو حبّ اٰل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لازم پکڑنے اور اسمیں کوتاہی برتنے والے سے کنارہ کش رہنے کی دعوت دی ہے، فی الواقع سیدنا حسین بن علیؓ کی شہادت کا جان گسل سانحہ اپنے اندر بے شمار دروس وعبر اور مصالح وحکم لئے ہوئے ہے، یہ وہ واقعہ ہے جو صدیاں گذرنے کے باوجود؛ آج تک کل کے واقعہ کی طرح ذھن ودماغ میں مستحضر اور بچے وبوڑھے کی زبان پر جاری ہے، نہ گردش ایام سے اسکا غم ہلکا ہوا نہ تقلب لیل ونہارا سے گذرا بسرا اور پرانا کرسکا، ⇦

٦۔ **غَارَتْ:** غَارَتْ وَغَوَّرَتِ الشمس أو النّجوم او النّهارُ، سورج کا ڈھل جانا، ستاروں کا ڈوب جانا۔
هُتِّكَ: هَتَكَ (ض) هَتْكاً، السَّتَرو نحوہ، پردہ پھاڑنا، بےعزتی کرنا، هتک الله سَتر الفاجر، اللہ تعالی بدکار کو ذلیل ورسوا کرے.

٧۔ **یُغْزٰی:** غَزَی یَغْزُو غَزْواً، لڑنے کے لئے نکلنا، الغَزوَۃُ، لڑائی، ج، غَزَوَاتٌ، الغَازِی، لڑنے والا، ج، غُزَاۃٌ. ٨۔ **خُطُوبٌ:** الخَطْبُ کی جمع، حالت، عام طور پر ناپسندیدہ معاملہ کے لئے مستعمل ہوتا ہے.

تاریخ کے ہر دور میں یہ واقعہ شعراء کی جولان گاہ بھی رہا اور کتّاب وادباء کی قلم کا موضوع بھی، عاشقان رسول ﷺ کی آنکھوں سے خون کے آنسوں بھی بہاتا رہا ہے اور محبین ال رسول ﷺ کی محبت کو گرماتا بھی رہا، اور ایسا کیوں نہ ہوتا! جبکہ شریعت مطہرہ نے ال رسول ﷺ سے محبت کو ایمان کا جزء قرار دیا ہو اور اہل بیت نبوی ﷺ سے تعلق بنائے رکھنے کی خود رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی ہو، ارشاد نبوی ہے " إنّی تارک فیکم ما إن تمسّکتم به لن تضلوا بعدی، أحدهما أعظم من الآخر ، کتاب الله حبل ممدود من السماء إلی الأرض وعترتی اهل بیتی، ولن یتفرّقا حتی یردا علیّ الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیهما" (رواه الترمذی) حبّ اہل بیت کے بارے میں ارشاد نبوی ﷺ ہے "احبّوا الله لِما یغذوکم من نعمه وأحبونی لحبّ الله وأحبّوا أهل بیتی لحبّی" (رواه الترمذی) ایک روایت میں تو آپ ﷺ اہل بیت کی مثال سفینۂ نوح سے دی ہے کہ جو اسمیں سوار ہو گیا نجات پا گیا اور جو دور رہا ہلاک ہو گیا، ارشاد ہے " ألا إن مثل اهل بیتی فیکم مثل سفینة نوح، من رکبها نجا ومن تخلّف عنها هلک" (رواه احمد) اللہ تعالیٰ ہمیں رسول ﷺ اور ال رسول ﷺ کا عشق حقیقی عطا فرمائے اور گستاخ رسول ﷺ کے زمرے میں شامل ہو کر دنیا و آخرت میں ھلاک و برباد ہونے سے بچائے۔ آمین۔

اردو کے ایک شاعر نے اس مضمون کو اپنے حکیمانہ شعر میں اسطرح پرویا ہے۔

ع: قتل حسینؓ اصل میں مرگ یزید تھا
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد
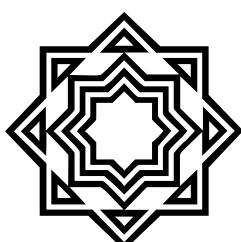
قَافِيَةُ التّاءِ

النّاسُ دَاءٌ

قال الإمام الشافعیؒ، یصف سمّو أخلاقه وهی عنوان الآداب الإسلامیة والإنسانیة المثلی:

١ لَمَّا عَفَوْتُ وَلَمْ أَحْقِدْ عَلٰی أَحَدٍ ... أَرَحْتُ نَفْسِي مِنْ هَمّ العَدَاوَاتِ

جب میں نے معافی دینے کی عادت بنالی اورکسی سے کینہ نہیں رکھا ... تب میں نے اپنی ذات کو عداوتوں کے غم سے نجات دلادی

٢ إِنِّی أُحَيِّی عَدُوِّی عِنْدَ رُؤيَتِهِ ... لِأَدْفَعَ الشَّرَّ عَنِّي بِالتَّحِيَّاتِ

میں دشمن کوبھی سلام کرتا ہوں جب اسے دیکھتا ہوں ... تاکہ سلام کی برکت سے اسکے شرکودور کرسکوں

٣ وَأُظْهِرُ البِشْرَ لِلإِنْسَانِ أُبْغِضُهُ ... كَمَا إِنْ قَدْ حَشَا قَلْبِی مَحَبَّاتِ

میں ناپسندیدہ انسان کے سامنے بھی بشاشت کا اظہار کرتا ہوں ... گویا میرے دل میں اسکے لئے محبتیں بھری ہوئی ہو

٤ النَّاسُ دَاءٌ وَدَاءُ النَّاسِ قُرْبُهُمُ ... وَفِيِ اعْتِزَالِهِمُ قَطْعُ المَوَدَّاتِ

لوگ ایک قسم کا مرض ہے جو کثرت اختلاط سے پیدا ہوتا ہے ... تاہم بالکلیہ الگ ہوجانا قطع رحمی کا سبب بنتا ہے

٥ وَلَسْتُ أَسْلَمُ مِنْ خِلٍّ يُخَالِطُنِي ... فَكَيْفَ أَسْلَمُ مِنْ أَهْلِ العَدَاوَاتِ

میں ملنے جلنے والے دوستوں سے اپنے آپکو محفوظ نہیں پاتا ... پھر دشمنوں سے اپنے آپکو کیسے سلامت محسوس کروں؟

٦ وَأَحْزَمُ النَّاسِ مَنْ يَلْقٰی أَعَادِيهِ ... فِی جِسْمِ حِقْدٍ وَثَوْبٍ مِنْ مَوَدَّاتِ

عقلمند آدمی وہ ہے جو اپنے دشمنوں سے بھی ... دل کی ناراضگی کے باوجود خندہ پیشانی سے ملے

١۔ **أُحْقِدُ:** حَقَدَ (ض) حِقداً وحُقْداً وَحَقِدَ (س) حَقْداً وتَحَقَّدَ، علیه، کینہ رکھنا، بغض رکھنا، صفت، حاقِدٌ، ج، حَقَدَة. **العَدَاوَاتِ:** العَدَاوَةُ کی جمع، دشمنی. ٢۔ **أُحَيِّ:** حَيَّاهُ، تَحِيَّةً، کسی کو حَيَّاکَ اللّٰه کہنا، سلام کرنا. ٣۔ **البِشْرَ:** خندہ پیشانی، کشادہ روئی. **حَشَا:** حَشَا (ن) حَشْواً وَإِحْتَشٰی، إِحْتِشَاءً، بھرجانا، الوسادة بالقطن، تکیہ میں روئی بھرنا، الرُمَّانة بِالحَبِّ، انار دانوں سے پر ہوگیا.

٤۔ **خِلٌّ:** الخُلُّ، گہرا دوست، م، خَلّةَ، ج، اخلال. الخليل، خالص دوست، ج، اَخِلَّاءِ وخُلَّانٌ، م، خَلِيْلَةٌ، ج، خَلِيْلَاتٌ وخَلَائِلُ

٥۔ **أَحْزَمُ:** حَزُمَ (ک) حَزْماً وَحَزَامَةً، پکے ارادہ والا ہونا، مستقل مزاج ہونا، صفت، حَازِمٌ، ج، حُزَماء.

تشریح : اسلام اخلاقی قدروں کی تکمیل کے لئے نازل ہونے والا آخری وعالمگیر مذہب ہے، اسلام ہی نے " فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الجَمِيْل "(الحجر : ۸۵) کی تعلیم دی ہے اور اسلام ہی نے " صل من قطعک واعف عمّن ظلمک وأحسن إلى من أساء اليک " (رواہ الترمذی) کی ہدایت فرمائی ہے، عداوت کا جواب محبت سے دینا اور نفرت کرنے والوں سے پیار کرنا آپ ﷺ کا امتیازی وصف تھا۔ غیروں سے امن کا معاہدہ کرنا اور مسلمانوں میں بھائی چارہ قائم فرمانا بھی اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں، اسلام ہی کی مقدس تعلیمات نے نفرت، کینہ اور بغض وعداوت سے بھرے ہوئے قلوب کو ہمدردی، ایثار، خلوص اور تناصر وتعاون کے پاکیزہ جذبے سے معمور کردیا اور دم توڑتی انسانیت؛ اسلام کے سایۂ رحمت میں پنپنے لگی، اگر دشمنوں سے پیار کرنے کی تعلیم نہ دی جاتی تو دنیا عداوتوں سے بھر جاتی اور درندوں اور انسانوں میں تمیز باقی نہ رہتی، اُنس ومحبت کو زندہ رکھنے والی اور نفرت کی جڑیں کاٹ کر شجر محبت کی آبیاری کرنے والی اسی عمدہ خصلت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ دشمن کو معافی دے کر اسکے لئے دل میں پیدا ہونے والے حسد اور کینہ کو نکال دینا؛ جہاں دشمن پر احسان اور اسکی اصلاح کا مؤثر ذریعہ ہے وہیں اپنی ذات کو بھی راحت وآرام پہونچانیکا بہترین وسیلہ ہے، کیونکہ جسطرح ایک انسان دوستوں کی تعداد بڑھا کر ہر دل عزیز بنتا ہے اور انکے تعاون سے اپنے امور کو آسانی سے پایۂ تکمیل تک پہونچاتا ہے؛ اسی طرح دشمنوں کی تعداد بڑھا کر مبغوض بنتا ہے اور امور کی انجام دہی میں رکاوٹیں محسوس کرتا ہے، پھر امام شافعیؒ آخری تین شعر میں مذہب اسلام کے محبت وعداوت کے معتدل نقطۂ نظر کو حکمت بھرے انداز میں پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں؛ کہ ایک مسلمان کو لوگوں سے اختلاط واحتراز دونوں میں اعتدال کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھنا چاہیئے، افراط وتفریط کبھی نہ کبھی کہیں نہ کہیں مضر ثابت ہوسکتی ہے، حدیث شریف میں ہے " أحبب حبيبک هونا، ما عسىٰ أن يكون بغيضک يوما ما، وأبغض بغيضک هونا، ما عسى أن يكون حبيبک يوما ما" (رواہ الترمذی) عوام الناس سے کثرت اختلاط بھی نہ رکھے کہ مطلوبہ وقار باقی نہ رہے اور مکمل اعتزال بھی نہ کرے کہ افادہ استفادہ کا ربط بھی ختم ہوجائے، مؤمنانہ فراست وبصیرت کو کام میں لاتے ہوئے بین بین معاملہ کرتا رہے اور فائدہ پہونچانے اور نقصان سے بچنے کی تدبیر بھی مدنظر رکھے۔

لَیُس عِنُدِی ...

قال الإمام الشافعیؒ، معبّرا عن ألمه،إذا عجز عن إسعاف ذوی الحاجة، من أهل المروئات:

۱ یَـالَهُفَ نَفُسِي عَلٰی مَالٍ أُفَرِّقُهٗ ‏ عَلَی الـمُقِلِّینَ مِنُ أَهُلِ المُرُوءَ اتِ
ہائے افسوس ایسے مال کے فقدان پر ‏ جو میں اہل مروّت فقراء پر تقسیم کرسکوں

۲ إِنَّ اعُتِذَارِی إِلٰی مَنُ جَاءَ یَسُأَلُنِي ‏ لَیُسَ عِنُدِی لِمَنُ إِحُدَی المُصِیبَاتِ
میں سائل کومعذرت خواہانہ انداز میں ‏ "لیس عندی" کہوں یہ ایک بڑی مصیبت ہے

تشریح : سخاوت اسلام کی فطری زینت اورامتیازی وصف ہے، یہ وہ اخلاق ہے جسمیں دنیا کا کوئی سماوی یاارضی مذھب یاتہذیب اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا، اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی زندگی میں کبھی کسی سائل کو انکار میں جواب نہیں دیا۔شاعر اسلامی؛ حسان بن ثابت الانصاریؓ اپنے البیلے انداز میں فرماتے ہیں۔

ماقال لا قط إلاّ فی تشهّده ‏ لولا التّشهد كانت لاء ہ نعم

اسلامی تاریخ کا ہر ہر صفحہ مسلمانوں کی بے مثال سخاوتوں کی داستانوں سے معمور ہےاور یہ نہ منقطع ہوئے والا سلسلہ آج تک جاری وساری ہے۔اور کیوں نہ ہوتا! جبکہ اسلام نے اپنی بنیادجن چارستونوں پرڈالی ہے؛ انمیں سے دو کا تعلق انفاق مال سے ہے؛ جسمیں لازما ایک مسلمان کورضاء خداوندی کے لئے مال خرچ کرنیکا پابند کیا گیا ہے، پھرقرآن کریم نےتو" یَسُئَلُونَکَ مَاذَا یُنفِقُونَ قُلِ العَفُوَ"(البقرۃ: ۲۱۹) جیسی ھدایت فرما کرمؤمن کےقلب میں وصف سخاوت کوراسخ کرنے اور مال کی محبت کم کرنے کا مؤثر علاج فرمایاہے،سیدنا ابوبکرؓ کا اپنے گھرکوجھاڑو دے دینااسی آیت پر عمل کی کامل تمثیل ہے۔ ⇦

۱۔ **اللَّهُفُ:** لَهِفَ (س) لَهُفاً، علی مافات، کھوئی ہوئی چیز پرافسوس کرنا،صفت، لَهِیفٌ،ولَهِفٌ، افسوس کےوقت کہاجاتا ہے، وَا لَهُفَاہ، وَا نَفَسَاہ، وَا اُمّیَاہ.

المُقِلِّینَ: مُقِلُ کی جمع،فقیر،کم مال والا۔ **المُرُوء ات:** المُرُوء ۃُ کی جمع،ایساملکہ جوانسان کومحاسن اخلاق پرابھارے، مَرأَ (ک)،مُرُوءَ ۃً مُروّت والا ہونا۔

مالی عبادت اور سخاوت کی بے مثال فضیلت کو پانے کے لئے ؛ مؤمن کے قلب میں انفاق فی سبیل اللہ کی خواہش اور جذبہ کا بیدار ہونا ایک فطری بات ہے۔ اسی فطرت کی ترجمانی کرتے ہوئے امام شافعیؒ مذکورہ بالا اشعار میں سائل کی ضرورت پوری نہ کرسکنے پر؛ افسوس کا اظہار فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ کاش میرے پاس اتنا مال ہوتا کہ میں ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرسکتا! اسلئے کہ سائل بامروت کو معذرت کرتے ہوئے " لیس عندی"، کہنا طبیعت پر شاق گذرتا ہے۔

پھر حصول مال کی خواہش یہاں قابل اعتراض ہرگز نہیں، اسلئے کہ وہ طلب دنیا کے لئے نہیں، طلب آخرت کے لئے ہے اور اسلئے کہ یہ خواہش محض ہی خواہش کرنے والے کو " نيّة المؤمن أبلغ من عمله " کی وجہ سے انفاق فی سبیل اللہ کا مکمل اجر دلانے والی بھی ہے، اسکے ساتھ ساتھ احادیث میں فقراء مسلمین کو اغنیاء مسلمین کے انفاق فی سبیل اللہ کے ثواب تک پہونچنے کی اور بھی شکلیں بتائی گئی ہے مثلاً " تبسّمک في وجه أخيک لک صدقة". فقیر مؤمن شریعت مطہرّہ کی ان ہدایات پر عمل کر کے مالدار مؤمن کے مرتبہ کو پاسکتا ہے۔
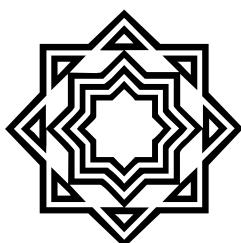
كَبِّرْ عَلَيهِ

قال الإمام الشافعیؒ، یدعو إلی تحمّل صعاب التعلّم ؛ دفعا لذلّ الجهل؛ ووطأته فی الحیاة:

١ إِصْبِرْ عَلٰی مُرِّ الجَفَا مِنْ مُعَلِّمٍ ۔۔۔ فَإِنَّ رُسُوبَ العِلْمِ فِی نَفَرَاتِهِ

استاذ کی کڑوی کسیلی پر صبر کر ۔۔۔ اس لئے کہ علم کی پختگی اسکی ڈانٹ ڈپٹ میں ہے

٢ وَمَنْ لَمْ يَذُقْ مُرَّ التَّعَلُّمِ سَاعَةً ۔۔۔ تَجَرَّعَ ذُلَّ الجَهْلِ طُولَ حَيَاتِهِ

جسنے حصول علم کی چندے سختی برداشت نہیں کی ۔۔۔ وہ مدت العمر ذل جہالت کے گھونٹ پیتا رہیگا

٣ وَمَنْ فَاتَهُ التَّعْلِيمُ وَقْتَ شَبَابِهِ ۔۔۔ فَكَبِّرْ عَلَيْهِ أَرْبَعاً لِوَفَاتِهِ

جسنے جوانی میں تعلیم حاصل نہیں کی ۔۔۔ اس پر حصول علم کی اصل عمر گذرنے کی وجہ سے چار تکبیریں پڑھ دو

٤ وَذَاتُ الفَتٰی وَاللّٰهِ بِالعِلْمِ وَالتُّقٰی ۔۔۔ إِذَا لَمْ يَكُونَا لَا اعْتِبَارَ لِذَاتِهِ

نوجوانوں کا اصلی زیور بخدا علم وتقوی ہے ۔۔۔ جب یہ دونوں نہ ہوتو بقیہ چیزوں کا کوئی اعتبار نہیں

تشریح: قرآن کریم نے اہل علم کی فضیلت کوحصر کے انداز میں اسطرح واضح فرمایا ہے "إنّما یخشی الله من عباده العلماء" (الفاطر: ۲۸) اورحدیث میں "فضل العالم علی العابد کفضلی علی أدناکم" (رواہ الترمذی) کے ذریعہ عابد اور عالم کے فرق کوواضح کیا گیا ہے۔علم اللہ تعالی کی صفت ہے، جبکہ عبادت بندے کا وصف ہے اور ایک عالم پر علم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی اس صفت کا عکس پڑتا ہے۔

ظاہر ہے کہ علم جیسی عظیم صفت سے متصف ہونا، جس سے انسان مسجود ملائکہ وخلیفۃ اللہ فی الأرض بنا؛ اتنا آسان نہیں ہوسکتا، اسلئے کہ عظمتوں کے حصول کا راستہ مشقتوں سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ ⇦

---

١ ـ **المُرُّ:** کڑوا، الحُلوُ کی ضد، مرّ(س،ن) مَرَارَةً، کڑوا ہونا، تلخ ہونا۔ **الجَفَا:** جَفَا(ن) جَفْواً وَجَفَاءً، صاحبہ، اعراض کرنا، بدسلوکی سے پیش آنا، صفت، جَافِي، ج، جُفَاةٌ، مؤنث، جَافِيَة، ج، جَافِيَات.

رُسُوبَ: رَسَبَ(ن،ک) رُسُوباً وَرَسَباً، الشيئ فی الماء، پانی کی تہ میں چلا جانا، یہاں مراد علم کا سینہ میں اترنا ہے، الرَّاسِبُ والرَّسُوبُ من الرّجال، حلیم وبردبار، ثابت قدم۔

٢ ـ **تَجَرَّعَ:** جَرَّعَ المَاءَ، پانی تھوڑا تھوڑا پینا، جَرَّعَهُ المَاء، گھونٹ گھونٹ کرکے پلانا۔ قرآن میں ہے ﴿يَتَجَرَّعُهُ وَلَا يَكَادُ يُسِيغُهُ﴾

شاعر کہتا ہے۔

مـن طـلـب الـعـلـی من غیر کدّ أضاع العمر فی طلب المحال

موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کا حصول علم کے لئے مجمع البحرین کا مشقت بھرا سفر اور کڑی شرائط والی شاگردی؛ حصول علم کے راستے کی دشواری کی بہترین مثال ہے، صحابہ کرامؓ، ائمہ حدیثؒ اور علماء راسخینؒ کی حصول علم کی مشقتیں تاریخ کی واجب تقلید داستانیں ہیں، کسی حکیم کا مقولہ ہے۔ ''ماں کا دودھ بچے کے لئے، بارش کا پانی کھیتی کے لئے اور استاذ کی سختی طالب علم کے لئے یکساں مفید ہے''

مغرب کا بغیر سختی کے تعلیم کا اسلوب جدید اپنی جگہ! اور جہاں تک اس طریقہ سے کام چل سکتا ہو اسکی رعایت کرنا بھی مفید و بہتر! تاہم جس تعلیم میں شیطان زیادہ دخیل ہوتا ہو اور جس تعلیم سے روکنا اسکا اعلیٰ ترین مشغلہ ہو اس تعلیم میں شیطان کی اسکیم کو فیل کرنے کے لئے اگر حکمت آمیز سختی اور تأدیبی شدت کے ذریعہ مقصد پورا ہو سکتا ہو تو ثانوی درجہ میں وہ طریقہ اختیار کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہونا چاہئے ''علّموا الصبیّ الصلوٰۃ ابن سبع سنین ، واضربوہ علیھا ابن عشرۃ''(رواہ الترمذی) اور ''والّٰتِی تَخَافُونَ نُشُوزَھُنَّ فَعِظُوھُنَّ وَاھجُرُوھُنَّ فِی المَضَاجِعِ وَاضرِبُوھُنَّ'' (النساء: ۳۴) سے تأدیبا شدت کی گنجائش ثابت ہے، تاہم حد بندی کی رعایت اور نفس کے کڑے محاسبہ کے ساتھ جو ابتدائی مرحلے میں یقیناً حاصل نہیں ہوتا اور تجربہ کے بعد کبھی کبھار کے علاوہ اسکی نوبت بھی نہیں آتی۔ امام شافعیؒ نے مذکورہ اشعار میں اسی حقیقت کا انکشاف کیا ہیکہ؛ جو آدمی عمر بھر کی ذلت سے بچنا چاہتا ہو اسے چاہئے کہ حصول علم کی چند دنوں کی مشقت برداشت کر لے اسلئے کہ بقول سعدی، ''چوں جاہل کسے در جہاں خوار نیست''....

آگے حکمت بھرے انداز میں فرماتے ہیں کہ جسنے جوانی کے ایام میں علم حاصل نہیں کیا اے مخاطب! تو اسپر نماز جنازہ والی چار تکبیریں کہہ دے؛ اسلئے کہ جہالت نے اسکو حقیقی موت سے پہلے مجازی موت سے مار دیا، کیونکہ علم کے بغیر اسکی زندگی میں اصلی و حقیقی حیات کے آثار نمودار ہونے کی امید اب ختم ہو چکی ہے، اب وہ اس سوکھے تنے کی طرح ہو گیا ہے جسکی آبیاری بھی اسے برگ و بار والا نہیں کر سکتی۔

مَنْ لِی بِهٰذَا ؟

قال الإمام الشافعیؒ، یصف شمائل الإخوان الصادقین والأصدقاء الأوفیاء القائمین بالودّ والثقة:

١ أُحِبُّ مِنَ الإِخوَانِ کُلَّ مُوَاتِی — وَکُلِّ غَضِیضِ الطَّرْفِ عَنْ عَثَرَاتِي

میں ہراس دوست کو پسند کرتا ہوں جو میری موافقت کرے — اور میری لغزشوں پر چشم پوشی سے کام لے

٢ یُوَافِقُنِي فِی کُلِّ أَمْرٍ أُرِیْدُهُ — وَیَحْفَظُنِیْ حَیًّا وَبَعْدَ مَمَاتِی

جو ہر کار خیر میں میری موافقت کرنے والا ہو — اور زندگی اور موت کے بعد عیب جوئی سے محفوظ رکھنے والا ہو

٣ فَمَنْ لِیْ بِهَذَا؟ لَیْتَ أَنِّی اَصَبْتُهُ — لَقَاسَمْتُهُ مَالِی مِنَ الحَسَنَاتِ

ہے کوئی جوایسا دوست لا وے؟ اگر ایسا دوست مل جائے — تو میں اپنی ساری نیکیاں اسکے ساتھ تقسیم کرلوں

٤ تَصَفَّحْتُ إِخْوَانِي فَکَانَ أَقَلَّهُمْ — عَلٰی کَثْرَةِ الإِخوَان أَهْلُ ثِقَاتِی

میں نے جستجو کی تو باوجود دوستوں کی کثرت کے — ان میں اعتماد کے قابل بہت تھوڑے پائے

تشریح : مخلص احباب کا میسر ہونا، جہاں انسان کی ضرورت ہے وہاں مخلص دوست کی پہچان حاصل ہونا بھی انسان کی اہم ضرورت ہے؛ تا کہ انسان وفادار دوست حاصل کر سکے اور بے وفا دوستوں سے بچ سکے، کسی حکیم نے کہا ہیکہ حقیقی دوست مصیبت میں سامنے آتے ہیں اور راحت میں پوشیدہ رہتے ہیں؛ جبکہ دسترخوان کے دوست بدلنے کے قابل ہیں۔

⇦

١۔ **مُواتِی:** آتَاهُ مُؤَاتَاةً علی الشیٔ، موافقت کرنا۔

الغَضِیْضُ: غَضَّ (ن) غَضاً وغَضَاضاً، طَرَفَهُ أو صَوْتَهُ، نظریا آواز کو پست کرنا، طَرْفٌ غَضِیْضٌ، پست نگاہ، ج، أغِضَّاءُ، اَغِضَّةٌ، مؤنث، غَضِیْضَةٌ، ج، غَضَائِضُ.

الطَّرْفُ: آنکھ، چیز کا کنارہ، ہرشیٔ کی آخری حد، ج، اَطْرَافٌ، قرآن میں ہے ﴿قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ عِیْن﴾.

عَثَرَاتٌ: العَثْرَةُ کی جمع لغزش، ج، عَثَرَاتٌ.

تَصَفَّحْتُ: تَصَفَّحَ الشیئ، غور سے سوچنا، دیکھنا، القوم، حالات میں غور وفکر کرنا.

ایک حکیم نے کسی سے بھی دوستی کا معیار اسکا اپنے والدین سے سلوک بتایا ہے؛ اگر وہ والدین کا بار (فرمابردار) ہے تو دوستی کرو، عاق (نافرمان) ہے تو نہیں! کیونکہ تم ایک دوست ہونیکے ناطے اسپر اتنا احسان نہیں کرسکو گے جتنا اسکے والدین نے کیا ہے اور پھر بھی وہ والدین جیسے عظیم محسنین کا احساس بھول گیا تو تمہارا کیا یاد رکھیگا؟ اور یہ حقیقت ہیکہ "إخوان الصّفا" کے اوصاف کے حامل احباب قدر قلیل ہی ملتے ہیں اور وہ بھی در نایاب کی طرح ڈھونڈھنے سے۔

امام شافعیؒ اسی بات کو مخصوص انداز میں بیان فرماتے ہیں کہ میں لغزشوں سے صرف نظر کرنے والے اور موت وحیات میں میری عزت وناموس کی حفاظت کرنے والے دوست ہی کو پسند کرتا ہوں، اگر ایسا دوست مل جائے تو میں ہر قیمت پر اس سے نباہ کرنے کو تیار ہوں مگر افسوس؛ کہ تلاش بسیار کے باوجود مجھے قابل اعتماد دوست بہت کم حاصل ہوئے، اور اکثروں سے بے وفائی کا تجربہ ہوا۔ اردو کا ایک شاعر اس مضمون کو اسطرح ادا کرتا ہے۔

آرہی ہے چاہ یوسف سے صدا　　　دوست یہاں تھوڑے ہیں اور بھائی بہت

آپ ﷺ نے ایک حدیث میں مؤمن کامل اور قابل اعتماد ساتھی کے یہ اوصاف ذکر فرمائے ہیں " المسلم أخو المسلم ، لایظلمه ولایخذله ولایحقره " (رواہ مسلم)
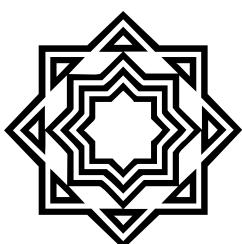
آلُ النَّبِیِّ ذَرِیْعَتِي ...

قال الإمام الشافعیؒ، یذکر توسّله بآل بیت النبی ﷺ ورجائه المعقود علیهم:

۱ آلُ النَّبِیِّ ذَرِیْعَتِي ... وَهُمُوْ إِلَیْهِ وَسِیْلَتِي

نبی کریم ﷺ کی پاک اولاد میری نجات کا ذریعہ ہیں ... اور انہیں کو حق تعالیٰ کے حضور میں اپنا وسیلہ مانتا ہوں

۲ أَرْجُو بِهِمْ أُعْطٰی غَداً ... بِیَدِي الیَمِیْنِ صَحِیْفَتِي

میں امید کرتا ہوں کہ کل قیامت کے دن ... انہیں کے وسیلہ سے مجھے میرا نامۂ عمل داہنے ہاتھ میں دیا جائیگا۔

تشریح: اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے محبت، ایمان میں ترقی وکمال پیدا کرتی ہے؛ اسلئے کہ محبت، محبوب کے حکموں کی اطاعت، محبوب کی رضا جوئی بلکہ ادا پر فدا ہونے کا نام ہے۔ پھر محبت میں درجہ بدرجہ آگے بڑھنا آخرت کی کامیابی کے منازل طے کرنے کا بہترین وسیلہ ہے۔ یہی وہ مقبول عمل ہے جو بالآخر عاشق کو معشوق سے ملا ہی دیتا ہے، جانبین سے شوق دید کا یہ لازمی نتیجہ اور ماحصل ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے " أحبّوا اللّٰه لما یغذوکم من نعمهٖ ، وأحبّونی بحُبِّ الله، وأحبّوا اهل بیتی بحبّی" (رواہ الترمذی) امام شافعیؒ نے مذکورہ دو شعر میں اسی فرمان رسول ﷺ کی ترجمانی کی ہے، کیونکہ اہل بیت کی محبت متقاضی ہے رسول اللہ ﷺ کی محبت کی اور رسول ﷺ کی محبت ذریعہ ہے اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کا اور حق تعالیٰ کی محبت وسیلہ ہے اخروی سرخروئی کا، جسکی تأیید ایک اور روایت سے بھی ہوتی ہے" عن أنس، أن رجلا قال یا رسول الله، متی السّاعة ؟ قال ویلک ما أعددتَ لها ؟ قال ماأعددتُ لها الاّ أنیّ أحبّ اللّٰه ورسوله، قال أنت مع من أحببت " (متفق علیه) اور ظاہر ہے عشق ومحبت کا یہ عمل کمال اطاعت وبندگی کروا کر عاشق ومحبّ کو محبوب ومعشوق والی جنت یا درجہ میں یقیناً لے جائیگا۔ اسلئے کہ آپ ﷺ نے حدیث مذکور میں خود معیت کو ذکر فرمایا ہے۔

۱۔ **الذَّرِیعَةُ:** ذَرَعَ(ف)ذَرْعاً وذَرِعَ (س)ذَرَعاً، عند الرّجل وإلیه ، سفارش کرنا، الذریعة، وسیلہ، ج، ذَرَائِعُ. **وَسِیلَتِي:** وَسَلَ (ض) وَسِیلَةً، إِلَی اللّٰهِ بِعَمَلٍ أَوْوَسِیْلَةٍ، کسی عمل یا ذریعہ سے اللہ کا تقرّب حاصل کرنا، الوَسِیلَةُ، ذریعہ، تقَرُّب، ج، وَسِیلٌ، وَسَائِلُ، وُسُلٌ.

۲۔ **الصَّحِیفَةُ:** ج، صَحَائِفُ وَصُحُفٌ، لکھاہوا ورق، کاغذ، دفتر، صَحِیفَةُ الوَجْهِ، چہرہ کی کھال، کہا جاتا ہے، صُنْ صَحِیفَةُ وَجْهِکَ، اپنی آبرو محفوظ رکھو.

أَفْضَلُ النّاسِ

یقول الإمام الشافعیؒ ، فی الحضّ علی المکارم ومحامد النّفس:

١ النَّاسُ بالنَّاسِ مَادَامَ الحَیَاةُ بِهِمُ — وَالسَّعدُ لاشَکَّ تَارَاتٌ وَهَبَّاتُ

لوگ حاجات زندگی میں ایک دوسرے سے وابستہ ہیں — اور سعادتمندی کبھی کبھی، کہیں کہیں ہاتھ لگ جاتی ہے

٢ وَأَفْضَلُ النَّاسِ مَابَیْنَ الوَرٰی رَجُلٌ — تُقْضٰی عَلٰی یَدِهِ لِلنَّاسِ حَاجَاتٌ

انسانوں میں سب سے افضل انسان وہ ہے — جسکے ہاتھوں لوگوں کی حاجتیں پوری ہوتی ہوں

٣ لا تَمْنَعَنَّ یَدَ المَعْرُوفِ عَنْ أَحَدٍ — مَادُمْتَ مُقْتَدِراً فَالسَّعْدُ تَارَاتُ

جب تک قدرت ہو کسی سے بھلائی کا ہاتھ مت روک — اس لئے کہ نیک بختی گاہے گاہے میسّر ہوتی ہے

٤ وَاشْکُرْ فَضَائِلَ صُنْعِ اللّٰهِ إِذْ جُعِلَتْ — إِلَیْکَ لا لَکَ عِنْدَ النَّاسِ حَاجَاتُ

اللہ تعالی کی تقسیم کا شکر گذار بن اسلئے کہ اسنے — لوگوں کی حاجتیں تجھ سے وابستہ کیں نہ کہ تیری لوگوں سے

٥ قَدْ مَاتَ قَوْمٌ وَمَامَاتَتْ مَکَارِمُهُمْ — وَعَاشَ قَومٌ وَهُمْ فِی النَّاسِ أَمْوَاتُ

کچھ لوگ انتقال کر گئے مگر انکے اچھے اخلاق نے انہیں زندہ رکھا — اور کچھ لوگ زندہ ہیں مگر انکی حیثیت مردہ لاش کی ہے

تشریح : گرتے کو سنبھالنا، حاجتمند کی حاجت پوری کرنا اور اپنے پرائے کے ساتھ مکارم اخلاق سے پیش آنا؛ تعلیمات اسلامیہ کے اہم عناوین ہیں، پہلی وحی کے نزول پر ام المؤمنین سیدۃ خدیجۃ الکبریٰؓ نے آنحضرت ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے جو الفاظ کہے، اسمیں آپکے انہیں اوصاف کو ذکر فرمائے ہیں، فرماتی ہیں " کلاّ واللّه لا یخزیک اللّٰه أبدا، إنّک لتصل الرّحم ، وتصدق الحدیث، وتحمل الکلّ، وتکسب المعدوم، وتقری الضّیف، وتعین علی نوائب الحق" (متفق علیه) ⇦

١۔ **السَّعْدُ:** برکت، خوش نصیبی، ج، اَسْعُدٌ وسُعُودٌ. **تَارَاتٌ:** تَارَةٌ کی جمع، کہاجاتا ہے تَارَةً بَعْدَ تَارَةٍ باری باری، یکے بعد دیگرے، کبھی کبھی .

هَبَّاتٌ: هَبَّةٌ کی جمع، زمانہ کی ایک مدّت، ایک مرتبہ .

٣۔ **المعروف:** م، احسان، خبر، مشہور، رزق، بھلائی .

٥۔ **مَکَارِمُ:** مَکْرُمَةٌ کی جمع، کریمانہ فعل، اچھے اخلاق .

ٹھک یہی الفاظ مکہ والوں کی ایذارسانی پر، ہجرت کے ارادے سے نکل کر جانے والے، سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں بھی قارۃ قبیلہ کے سردار ابن دغنۃ نے بھی ذکر فرمائے اور انہیں اپنی امان پر مکہ مکرمہ واپس لے آیا، اسلام کا اجتماعی نظام اور اسکے معاملات، معاشرت واخلاق کے قوانین وضوابط اسی مقصد کی تکمیل کے لئے ہے۔

امام شافعیؒ مذکورہ اشعار میں خدمت خلق کے اسی عظیم الشان وصف کو اختیار کرنے اور موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے کارخیر کرگذرنے کی دعوت دیتے ہوئے فرماتے ہیں؛ کہ اللہ تعالی نے دار دنیا میں انسانوں کی حاجات کو ایک دوسرے سے وابستہ فرمادیا ہے۔ غریب کی امیر سے، بیمار کی تندرست سے، کمزور کی قوی سے، عورت کی مرد سے، حاجتمند کی غنی سے، رعیت کی راعی سے اور ہر ادنی حال کی اعلیٰ حال سے، پھر اعلیٰ حال کو ادنیٰ حال کی خبر گیری ودست گیری کا ضامن بھی بنایا ہے اور اس ذمہ داری کو اکمل طریق پر نبھانے والے کو اپنا محبوب بندہ ذکر فرمایا ہے، پس وہ انسان جسکو حق تعالیٰ نے فریق ثانی یعنی اعلی حال میں شامل فرمایا، اسے چاہئے کہ فریق اول کی خدمت وشفقت میں یہ سوچتے ہوئے ذرّہ برابر کسر نہ اٹھا رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے محتاج بنا کر میری ضرورت کی تکمیل دوسروں سے وابستہ کرنے کے بجائے؛ دوسرے کی حاجت براری کے لئے مجھے استعمال فرمایا اور خلق خدا کی خدمت کا موقع عنایت فرمایا، تاکہ خدمت خلق وطاعت ربّ کے دوہرے اجر کا مستحق بنے۔

آگے امام علیہ الرحمۃ نے آخرت کی کھیتی کے بارے میں ایک پتہ کی بات بیان فرمائی کہ انسان کی زندگی میں بھلے ارادے اور کارخیر کے موقع گاھے گاہے میسر آتے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ نے عزت ،ثروت، صحت، فرصت، عافیت، ہدایت اور سیادت وحکومت جیسے کارخیر کے مواقع فراہم کرر کھے ہوں تو یہ سمجھ کر کہ ''یہ موقعے زندگی میں باربار آیا نہیں کرتے'' انسان کو دار آخرت کی تیاری میں خوب صرف کرنا چاہئے، ممکن ہے کل انمیں سے کوئی ساتھ چھوڑ دے اور انسان کف افسوس ملتارہ جائے، حدیث شریف میں آتا ہے ''إغتنم خمسا قبل خمس، شبابک قبل هرمک، وصحّتک قبل سقمک، وغناک قبل فقرک وفراغک قبل شغلک وحیٰوتک قبل موتک'' (رواہ الترمذی)

اخیر میں امام شافعیؒ نے حکمت بھرے انداز میں فرمایا؛ کہ خدمت کے تابندہ نقوش چھوڑنے والا حیات سرمدی کو پالیتا ہے جبکہ صرف اپنے لئے جینے والا زندہ مانند مردہ ہے۔

قَدْ ضَلُّوا

رأى الإمام الشافعیؒ ، القضاة اللذین باعوا الدّین بالدّنیا فقال:

١ قُضَاةُ الدَّهْرِ قَدْ ضَلُّوا فَقَدْ بَانَتْ خَسَارَتُهُمْ

دنیادار قاضی گمراہ ہوگئے — انکا خسارہ بالکل واضح ہوگیا

٢ فَبَاعُوْا الدِّیْنَ بِالدُّنْیَا فَمَا رَبِحَتْ تِجَارَتُهُمْ

انہوں نے دین کوحقیر دنیا کے بدلہ بیچ دیا — سوانکی تجارت نفع بخش نہیں رہی

تشریح : حبّ مال اورحبّ جاہ کہتے ہیں کہ سالک کے قلب سے بہت دیر میں نکلتے ہیں، یہی دونوں وہ عناصر تھے جسنے سرداران مکہ وطائف کواسلام قبول کرنے سے روکا اوراسی نے اہل کتاب کو باوجود اسلام سمجھ میں آجانے کے اسلام سے دوررکھا، مال اور جاہ کی محبت انسان کوظلم وزیادتی، بے راہ روی، حق تلفی، حتی کہ دین واحکامات دین میں دست درازی وغلط ترجمانی تک پہونچادیتی ہے، اھل کتاب کے احبار ورھبان کی انہیں خرابیوں کوقرآن کریم نے بار بار ”وَیَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِیْلاً“ (البقرۃ: ١٧٤) جیسی آیات میں ذکرفرمایاہے۔

امام شافعیؒ نے جب اپنے زمانے کے قضاۃ واہل منصب کودنیا کے خاطر دین بیچتے ہوئے دیکھا تو تڑپ اٹھے اورفرمایا کہ جولوگوں کوصحیح راہ پر چلانیکے ذمہ دار تھے وہ خودگمراہ ہوگئے، دین کے پیغامبر دین کے سوداگربن گئے، قانون ساز قانون شکن ہوگئے، دین کی اشاعت کرنے والے دین کی تجارت کرنے لگے۔ رہبر رہزن ہوگئے، امین خائن ہوگئے، اب کس سے امیدلگائی جائے؟ کہاں شکایت کی جائے؟ ”چوں کفراز کعبہ برخیزد کجاماند مسلمانی؟“ ایسا کرنے والوں کوقرآن کے مخصوص انداز میں امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ” خسر الدّنیا والآخرۃ ذلک هو الخسران المبین“ (الحج: ١١) چند روزہ زندگی کے عیش کودائمی وابدی حیات کے عیش واکرام پرترجیح دیناخسران مبین نہیں تواورکیاہے؟ حق تعالیٰ عہدہ ومنصب کے غلط استعمال سے ہماری حفاظت فرمائے، آمین۔

١۔ الخَسَارَۃُ: خَسِرَ(س) خَسَارَۃً وخُسْرَاناً، نقصان اٹھانا، گمراہ ہونا۔ ہلاک ہونا، صفت، خَاسِرٌ وخَسِیْرٌ. ٢۔ رَبِحَتْ: رَبِحَ(س) رَبَحاً وَرَبَاحاً، فی تجارته، تجارت میں نفع حاصل کرنا.

مَا عَطَفُوْا

١ وَأَنْطَقَتِ الدَّرَاهِمُ بَعْدَ صَمْتٍ أُنَاساً بَعْدَ مَا كَانُوا سُكُوتاً

دراہم (مال ودولت) نے کچھ گونگوں کو طویل خاموشی کے بعد گویا کر دیا

٢ فَمَا عَطَفُوا عَلٰى أَحَدٍ بِفَضْلٍ وَلاَ عَرَفُوا لِمَكْرُمَةٍ ثُبُوتاً

مگرانہوں نے اس نعمت کوداد ودھش میں خرچ نہیں کیا اور نہ ہی کوئی کارخیر روئے ارض پر ثبت کیا

تشریح: قرآن کریم میں حق تعالیٰ نے دنیا میں اپنے تصرفات کا ایک ضابطہ اس طرح بیان فرمایا ہے " وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاس " (آل عمران: ۱۴۰) جس طرح اللہ تعالیٰ دن کے منور چہرے پر رات کی تاریک چادر ڈال کر دن کو تاریک اور رات کی تاریکی کو پھاڑ کر؛ دن کی روشنی بناتا ہے، اسی طرح امیر وغریب، محتاج وغنی، غالب ومغلوب اور حاکم ومحکوم کی حیثیات میں تبدیلی کر کے؛ ہر ایک کو ایک دوسرے کی حالت کو سمجھنے اور اس حالت میں ایک دوسرے کے حقوق کوادا کرنے کی تلقین کرتا ہے، تاکہ دنیا سے فساد وبغاوت دور ہو اور تاکہ دنیا قدرت الٰہی وعدل خداوندی کا نظارہ مراراً وتکراراً دیکھکر؛ اسپر یقین کرنے لگے اور تاکہ حقوق کی ادائیگی آسان ہو۔

امام شافعیؒ مذکورہ اشعار میں ایک تہی دست کو جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے غنی کر دیا۔ تنبیہہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تو فقر وفاقہ کے نشیب وفراز سے واقف اور محتاجین کی حاجتوں سے آشنا ہونے کے باوجود؛ انکی مدد کی طرف متوجہ نہ ہوا اور کبر ونخوت میں مبتلا ہو گیا؟ زمانۂ غربت وغرباءِ قوم کو بھول گیا؟ فقراء پر جملے کسنے لگا؟ اپنے ماضی سے غافل اور مستقبل یعنی آخرت کو ضائع کرنے لگا؟ درہم ودینار کا بندہ بن گیا؟ یہ تجھے زیب نہیں دیتا، تجھے تو ماضی کے تلخ تجربات سے فائدہ اٹھا کر؛ مزید احسان مندی اور مزید قدردانی کی طرف متوجہ ہونا چاہئے تھا؛ تاکہ کل اللہ تعالیٰ کے حضور صبر کے بعد شکر کے امتحان میں بھی کامیابی کا تمغہ حاصل کرتا اور شاکر وصابر بنکر نعمتوں والی جنت میں داخل ہوتا۔

١۔ أَنْطَقَتْ: أَنْطَقَهُ، گفتگو کرانا، گویا کرنا.

٢۔ عَطَفُوا: عَطَفَ (ض) عَطْفاً وعُطُوفاً، إليه، مائل ہونا، عليه، مہربان ہونا. العَطُوفُ، مہربان، مشفق.

مَنْ بَنَی لِلّٰہِ بَیْتاً

قال الإمام الشافعیؒ ، مشیّداً بیوت الله، ناصحاً بالتماس الخیر عندھم دون سواھم:

۱ إِذَا رُمْتَ الْمَکَارِمَ مِنْ کَرِیْمٍ ۔ فَیَمِّمْ مَنْ بَنَی لِلّٰہِ بَیْتاً

جب تمہیں کسی کریم کے مکارم کی تلاش ہو ۔ تو دیکھ کہ کسی نے اللہ کا گھر (مسجد) بنایا ہے

۲ فَذَاکَ اللَّیْثُ مَنْ یَحْمِی حِمَاہُ ۔ وَیُکْرِمُ ضَیْفَہُ حَیاًّ وَمَیْتاً

وہ اس شیر کی طرح ہیں جو اپنی کچھار کی حفاظت کرتا ہے ۔ اور اپنے مہمان کا زندگی اور موت کے بعد بھی اکرام کرتا ہے

تشریح : مساجد زمین میں اللہ کے گھر ہیں، مسجد مذہب اسلام کا شعار اعظم ہے، مسجد اسلامی مرکز ہے، مسجد اسلامی زندگی کا محور و مدار ہے، مسجد سے رحمت و روحانیت منقسم ہوتی ہے، مسجد اجتماعی زندگی کا نمونہ ہے، مسجد عدل و مساوات کا مظہر ہے، مسجد عبادت خداوندی کا اشرف ترین مقام ہے، مسجد سے توحید خداوندی و رسالت محمدی کی منادی ہوتی ہے، مسجد اسلامی ثقافت و کلچر اور اتحاد و اتفاق کی آماجگاہ ہے، مسجد مسلمانوں کے لئے قلب و روح کی حیثیت رکھتی ہے، اللہ کے رسول ﷺ ہجرت کے بعد اولا بناء مسجد ہی کی طرف متوجہ ہوئے اور وہیں سے دین اسلامی کے جملہ امور انجام دیتے رہے، یہی وجہ ہیکہ قرآن وسنت میں مسجد بنانے والوں کی بے شمار فضیلتیں وارد ہوئی ہیں، قرآن کریم میں ہے ”إنّما یعمر مساجد اللّٰہ من اٰمن باللّٰہ والیوم الآخر وأقام الصّلوۃ واٰتی الزّکوۃ ولم یخش إلّا اللّٰہ “ (البقرۃ:۱۸) حدیث شریف میں آتا ہے ”من بنی للّٰہ مسجداً، بنی اللہ لہ بیتا فی الجنّۃ“ (متفق علیہ) امام شافعیؒ نے مذکورہ اشعار میں تعمیر مسجد کو؛ مکارم کی فہرست میں؛ پہلے نمبر پر رکھکر فرمایا کہ کریموں کی فہرست میں پہلے ان لوگوں کا نام رکھ جنہوں نے اللہ کے گھر تعمیر کروائے ہوں، اسلئے کہ یہ وہ شیر مرد ہیں جو مسجد کی شکل میں اسلامی قلعہ تعمیر کر کے؛ دین اور شعائر دین کی حفاظت کا کام کر رہے ہیں اور جو دین کو اصلی شکل میں بعد والوں تک پہونچانے کا نظم بھی کرتے ہیں۔

۱۔ **رُمْتَ**: رَامَ (ن) رَوْماً وَمَرَاماً، الشَّیئ، ارادہ کرنا، صفت ،رَائِمٌ، ج، رُوَّمٌ وَرُوَّامٌ.
یَمِّمْ: یَمَّمَہُ، قصد کرنا، یَمَّمَ مَرِیْضٌ لِلصَّلٰوۃِ، بیمار نے نماز کا ارادہ کیا، تَیَمَّمَ الأَمْرَ، امر یا قصد کرنا.
۲۔ **اللَّیثُ**: شیر، ج، لیُوُثٌ، طاقتور، سخی، خوش بیان، بہادر.

البَرَاءَ ةُ والشُّکرُ

۱ مَنْ نَالَ مِنِّی اَوْعَلِقتُ بِذِمَّتِهِ ‏ اَبْرَأْتُهُ لِلّٰهِ شَاکِرَ مِنَّتَهُ

جسنے میری برائی کی یا جس پر میرا حق باقی رہا ‏ میں نے اسے احسانات خداوندی کی شکرگذاری میں بری کردیا

۲ أَأَرٰی مُعَوِّقَ مُؤْمِنٍ یَومَ الجَزَا ‏ أَوْهَلْ أَسُوءُ مُحَمَّداً فِی أُمَّتِهِ ؟

کیا میں روز جزا کسی مؤمن کی بخشش میں مانع بنوں؟ ‏ یا کیا میں محمد ﷺ کو اپنی امت کے بارے میں غمگین کروں؟

تشریح : معاف کرنا، درگذر سے کام لینا اور احسان کرنا اخلاق الٰہی اور صفات نبوی ہیں، دوسروں کو معافی دینا اللہ تعالیٰ سے معافی لینے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں ہے "وَلْیَعْفُوا وَلْیَصْفَحُوا اَلاَ تُحِبُّونَ أَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَکُمْ" (النور : ۲۲) آپ ﷺ نے بھی طائف و بدر جیسے تکلیف دہ مواقع میں؛ اشارہ نبوی کے منتظر؛ فرشتوں کے سامنے "اللّٰهم اغفر لقومی، فإنّهم لایعلمون" (متفق علیه) کہکر امت کو معافی ہی کا اسوۂ حسنہ پیش فرمایا ہے۔

امام شافعیؒ نے مذکورہ اشعار میں معافی پر ابھارنے والی تین غامض حکمتوں کو بھی انوکھے انداز میں ذکر فرمایا ہے، کہتے ہیں کہ میں حق تلفی کرنے والے یا زیادتی کرنے والے کو معافی کیوں نہ دے دوں؟ جبکہ میری وجہ سے کسی مؤمن کو روز محشر پکڑے جانے کو میں پسند نہیں کرتا، اور جبکہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کو اپنی امت کی گرفتاری پر غمگین دیکھنا نہیں چاہتا اور جبکہ میں اللہ تعالیٰ کی مجھ پر ہوئی بے شمار نعمتوں کی؛ اسکے بندوں کو معافی دیکر شکر گذاری کرنا چاہتا ہوں۔ گویا معافی دینے کے جہاں دیگر بے شمار اسباب وعوامل ہیں؛ وہیں یہ تین عامل بھی ہیں اور معافی دینے والا معافی دیکر گویا حق تعالیٰ کی شکرگذاری، عظمت ومحبت رسول ﷺ کی پاسداری اور مؤمن بھائی کے ساتھ ایثار و ہمدردی کی فضیلت وثواب کا بھی مستحق ہوجاتا ہے۔

۱۔ **نَالَ:** نَالَ یَنِیلُ و یَنَالُ نَیْلاً وَنَالاً ،المَطْلُوبَ، مطلب پانا، نَالَ مِنْ فُلان، کسی کو گالی دینا، اسپر عیب لگانا، نَالَ مِنْ عِرضِ فُلان، کسی کی بےعزتی کرنا۔

۲۔ **مُعَوِّق:** عَاقَ(ن) عَوْقاً، عَنْ کَذَا، وتَعَوَّقَ فُلاَن، بازرکھنا، روکنا، ہٹادینا، فا،مُعَوِّقٌ، روکنے والا، مانع. **أَسُوءُ:** سَاءَ (ن)سَوْءً وَسَاءَ ةً، الأَمْرُ فُلاناً ، غمگین کرنا، بدسلوکی کرنا۔

قَافِيَةُ الجِيمِ

اَلْفَرَجُ بَعْدَ الشِّدَّةِ

قال الإمام الشافعیؒ ،داعيا إلى عدم القنوط من رحمة الله، فهى الفرج من الضيق، إذا استحكمت حلقاته:

١ وَلَرُبَّ نَازِلَةٍ يَضِيقُ لَهَا الفَتٰى ذَرْعاً وَعِنْدَ اللّٰهِ مِنْهَا المَخْرَجُ

بہت سی مصیبتوں پر انسان دل تنگ اور مایوس ہوجاتا ہے حالانکہ اس سے نکلنے کی راہ اللہ پیدا فرما سکتے ہیں

٢ ضَاقَتْ فَلَمَّا اسْتَحْكَمَتْ حَلَقَاتُهَا فُرِجَتْ وَكُنْتُ أَظُنُّهَا لا تُفْرَجُ

تنگی بڑھتی گئی یہاں تک کہ جب اسکے حلقے مضبوط ہوگئے تو کھول دی گئی جبکہ میں سمجھ رہا تھا کہ وہ دور نہ ہوسکیگی

تشریح : رنج وغم اور شدت والم انسانی زندگی کے وہ گوشے ہیں جس سے انسان کو کبھی نہ کبھی سابقہ پڑتا ہے، شدت کی گھڑیوں میں بجائے شکوہ شکایت اور جزع فزع کے صبر جمیل اختیار کرنا اور رحمت خداوندی کا امیدوار رہنا ایک مؤمن بندے کی پہچان ہے اور والقدر خيره وشره من الله تعالىٰ پر ایمان کا تقاضہ ہے۔ اسلئے کہ یہ درحقیقت حق تعالیٰ کی جانب سے اپنے بندوں میں ہونے والے وہ تصرفات وتقلبات ہیں جسمیں بے شمار حکمتیں اور مصلحتیں ہوتی ہیں؛ انہیں مصالح کے پیش نظر، شدت پر صبر کرنا؛ سر تسلیم خم کرنا، اطاعت بجالانا اور بلاچوں وچرا رضا بالقضا کا مظاہرہ کرنا؛ رحمت خداوندی کے نزول کا؛ شدت کے فرج میں تبدیل کرنے کا؛ بلکہ ایک سختی کے بعد دو آسانیاں حاصل ہونے کا سبب بنتا ہے، سنت خدوندی ہے " فَإِنَّ مَعَ العُسْرِ يُسْرًا، إِنَّ مَعَ العُسْرِ يُسْرًا " (ألم نشرح: ٥،٦) ⇦

١۔ رُبَّ: حرف جر ہے، حسب سیاق کلام کبھی تقلیل کے معنی میں آتا ہے، جیسے "رُبَّ منيّة فى أمنية " اور کبھی تکثیر کے لئے آتا ہے جیسے " رُبَّ كاسية فى الدّنيا عارية يوم القيامة"، کبھی اسکے ساتھ، تا، کبھی، ما، اور کبھی تا اور ما، لگتے ہیں جیسے "رُبَّتْ، رُبَّما، رُبَّتَماَ.

نَازِلَةٍ: سخت مصیبت ،النَّازِلُ کا مؤنث، ج،نَازِلاَتٌ ونَوازِلُ. **ذَرْعاً:** الذَّرْعُ، مص۔ ہاتھ کا پھیلاؤ، طاقت، وسعت، کہا جاتا ہے، ضِقْتُ بِالأَمْرِ ذَرْعاً، میں اسپر قدرت نہیں رکھتا۔

عربی کا شاعر آیت خداوندی کی تشریح اسطرح کرتا ہے۔

إذا اشتدّت بک البلوٰی ففکّر فی ألم نشرح　　فعُسرٌبین یُسرین إذا فکّرته فافرح

امام شافعیؒ مذکورہ اشعار میں مؤمن بندے کو شدائد و آلام میں؛ شریعت کی اسی ہدایت پر علی وجہ الاکمل عمل کرنے کی دعوت دیتے ہیں اور صبر و ثبات اور استقامت و اطاعت سے حالات کے تبدیل ہونیکی یقین دہانی کرواتے ہیں۔ مکّی دور کی شدتوں کے بعد مدنی دور کی راحتیں اسکی زندہ جاوید مثال ہے۔ بزرگان دین کی ابتدائی دور کی مشقتیں اور بعد کی راحتیں بھی الفرج بعد الشدۃ ہی کی مضبوط دلیل ہے اور وضاحت ہے۔

عَداوَةُ الشُّعَراءِ دَاءٌ

١ مَـاذَايُخَبِّـرُ ضَيُفُ بَيُتِکَ أَهُلَهُ — إِنُ سِيُلَ كَيُفَ مَعَـادُهُ وَمَعَـاجُهُ
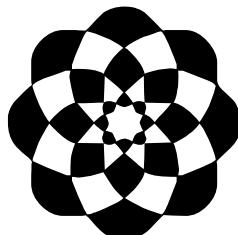
تیرے گھر کا مہمان اپنے گھر والوں کو کیا خبر دیگا — جب اس سے پوچھا جائیگا کہ تیرا آنا جانا کیسا رہا؟

٢ أَيَقُولُ جَاوَزُتُ الفُرَاتَ وَلَمُ انَلُ — رِيـاًّ لَـدَيُـهِ وَقَدُ طَغَتُ أَمُوَاجُهُ

کیا وہ یہ کہیگا کہ میں نے دریائے فرات پار کر لیا تو بھی — شکم سیر نہیں ہو سکا حالانکہ اسکی موجیں تھپیڑے مار رہی تھیں

٣ وَرَقِيتُ فِي دَرَجِ العُلاَ فَتَضَايَقَتُ — عَـمَّـا أُرِيدُ شِعَابُهُ وَفِجَاجُهُ

میں بلندی کی سیڑھیوں پر چڑھا مگر پھر بھی — منزل مقصود کے بیچ کی وادیاں اور گھاٹیاں مجھ پر تنگ ہوگئی

٤ وَلَتُخُبِرَنَّ خَصَاصَتِي بِتَمَلُّقِي — وَالمَاءُ يُخُبِرُ عَنُ قَذَاهُ زُجَاجُهُ

اور میری چاپلوسی میری غربت کا پتہ دیگی — جیسے پانی کے گدلہ پن کو شیشہ ظاہر کر دیتا ہے

٥ عِنُدِي يَوَاقِيتُ القَرِيُضِ وَدُرُّهُ — وَعَلَـيَّ إِكُلِيُلُ الكَلامِ وَتَاجُهُ

میں شعری موتیوں اور یواقیت کا مالک ہوں — اور منظوم کلام کا تاج میرے سر پر ہے

١۔ **المَعَاجُ:** عَاجَ (ن) عَوُجاً وَمَعَاجاً، بالمکان، اقامت کرنا، فلانا بالمکان، مقیم کرانا.

٢۔ **الفُرَاتُ:** وہ بڑی نہر جو آرمینیا سے بہتی ہے جسکا طول ۲۳۷۵ کیلومٹر ہے، وہاں سے عراق تک آتی ہے اور عراق میں دجلہ سے ملکر دریا کا روپ لے لیتی ہے، دونوں کے ملنے کی جگہ کو شطّ العرب کہا جاتا ہے.

٣۔ **دَرَجَ:** الدَّرَجَةُ، ج، دُرَجٌ، سیڑھی، دَرَجُ السُلَّم، سیڑھی کا پایہ، ج، دَرُجاتٌ، مرتبہ، درجہ۔ **شِعَابٌ:** الشَّعَبُ، پہاڑی راست، درّہ، پانی کا راستہ، بڑا قبیلہ، ج، شِعَابٌ. **فِجَاجٌ:** الفَجُّ، ج، فِجَاجٌ، دو پہاڑوں کے بیچ کا کشادہ راستہ. ٤۔ **الخَصَاصَةُ:** بدحالی، شدت فاقہ، قرآن میں ہے ﴿وَلَوُ كَانَ بِهِمُ خَصَاصَةٌ﴾ **التَّمَلُّقُ:** چاپلوسی، ریاکاری، اعطاء الآخرین من الودّ باللّسان مالیس فی القلب. **القَذَى:** ج، قُذِیٌّ و اَقُذَاءٌ، القَذَاةُ، آنکھ یا پینے کی چیز میں گرنے والا تنکا، کہا جاتا ہے صَارَ الأَمُرُ قَذًى فِی عَيُنِهِ، فلاں معاملہ نے اسکو پریشان کیا۔ مثل ہے، يُبُصِرُ اَحَدُكُمُ القَذَى فِي عَيُنِ أَخِيُهِ ويُعمى عن الجِذُعِ فِي عَيُنِهِ، دوسرے کی آنکھ کا تنکا نظر آتا ہے اور اپنی آنکھ کا شہتیر بھی نظر نہیں آتا۔

٥۔ **يَوَاقِيتُ:** يَاقُوتٌ کی جمع، ایک قیمتی پتھر، یہاں يَوَاقِيُتُ القَرِيُضِ بطور استعارہ کہا گیا ہے۔ **القَرِيُضُ:** کاٹا ہوا شعر۔ **الدُّرُّ:** بڑے موتی، ج، دُرَرٌ و دُرَّاتٌ. **الإِكُلِيلُ:** تاج، جواہر سے مرصّع پٹکا، ج، اَكِلَّةٌ و اَكَالِيلُ.

٦ تَـرْبُــی علٰی رَوْضِ الـرَّبَـا اَزْهَـارُهُ — وَيَرِفُّ فِی نَادِی النَّدَی دِيْبَاجُهُ

باغ کی بلندی پر جسکے پھول کھلتے ہیں — اور سخاوت کی مجلس میں جسکا پرچم لہراتا ہے

٧ وَالشَّـاعِـرُ الـمِـنْـطِيقُ أَسْوَدُ سَـالِخٌ — وَالشِّـعْـرُ مِـنْـهُ لُعَـابُـهُ وَمُجَاجُـهُ

اور بلیغ شاعر کھال بدلنے والے کالے سانپ جیسا ہے — اور اشعار اسکے منہ کا لعاب اور رال ہے

٨ وَعَدَاوَةُ الشُّعَـرَاءِ دَاءٌ مُعْضِلٌ — وَلَـقَـدْ يَهُوْنُ عَـلَـى الكَرِيْمِ عِلاَجُـهُ

اور شعرا کی عداوت مہلک مرض ہے — البتہ شریف آدمی اسکا علاج بآسانی کرلیتا ہے

نوٹ:

وفیات الاعیان کے محشی نے لکھاہیکہ " دیوان امام شافعیؒ "کے اصل نسخہ میں یہ اشعار نہیں ہیں اور اس قسم کے اشعار کسی دینی پیشوا وامام فقہ کے شایان شان بھی نہیں، اغلب یہ ہیکہ یہ کسی دوسرے شاعر کے اشعار ہیں مگر امام صاحبؒ کی طرف منسوب کردئے گئے ہیں، اور چونکہ امام صاحبؒ کی طرف نسبت مشکوک ہے اسلئے ہم نے اسکی توضیح وتشریح نہیں کی ہے۔ استاذ محمد ابراہیم کے نسخہ میں اسکی تشریح کی گئی ہے۔ من شاء فليراجع إليه.

٦۔ **تَرْبُی**: رَبَا یَرْبُو رِبَاءً ورُبُوًّا، المال، مال کا زیادہ ہونا، بڑھنا، الرَّابِيَةُ، ٹیلہ پر چڑھنا، الولدُ، بچہ کا نشوونما پانا۔ **الـرَّبَـا**: رَابِيَةٌ کی جمع، اونچی زمین، ٹیلہ۔ **يَرِفُّ**: رَفَّ (ض) رَفًّا ورَفِيفاً، وارتَفَّ، النَّبَاتُ، سبزہ کا لہلہانا، الطّائرُ، پرندے کا اپنے بازوؤں کو پھیلانا۔

النَّدَی : مصـ، فیاضی، فضل، بھلائی، شبنم، بارش، ج، اَنْدَاء.

٧۔ **المِنْطِيْقُ**: والنِّطِّيقُ، بلیغ، خوش بیان۔ **أَسْوَدُ سَالِخٌ**: سَلَخَ (ن) سَلْخاً، الخَرُوفَ، بکری کے بچے کی کھال اتارنا، الحَيَّةَ، سانپ کا اپنی کینچلی اتارنا، اَللّٰهُ النَّهَارَمِنَ اللَّيلِ، اللہ کا دن کو رات سے الگ کرنا، سَالِخٌ، سیاہ سانپ کی صفت بنکر اسلئے آتا ہیکہ وہ ہر سال اپنی کینچلی اتارتا ہے.

المُجَاجُ: تھوک، رال، مُجَاجُ النَّحْلِ، شہد، مُجَاجُ العِنَبِ، شراب، مُجَاجُ المُزنِ، بارش۔

الدّاءُ المُعْضِلُ: دَاءٌ عُضَالٌ ودَاءٌ مُعْضِلٌ، عاجز کردینے والا مرض، لاعلاج مرض۔

صَبراً جَمِلاً

قیل للإمام الشافعیؒ ،أیّهم أفضل؟ الصّبر أو المحنة او التّمکین ؟ قال التّمکین درجة الأنبیاء، ولایکون التّمکین إلا بعد المحنة، فإذا امتحن صبر ، وإذاصبر مکّن، وفی هذا الصّدد یقول عن الصّبر:

۱ صَبْراً جَمِیلاً مَا أَقْرَبَ الفَرَجَا مَنْ رَاقَبَ اللّٰهَ فِی الْأُمُورِ نَجَا

صبرجمیل اختیارکرکشادگی بہت قریب ہے جسنے اپنے کاموں میں اللہ تعالی پرنظررکھی وہ کامیاب ہوگیا

۲ مَنْ صَدَقَ اللّٰهَ لَمْ یَنَلْهُ اَذیٰ وَمَنْ رَجَاهُ یَکُونُ حَیْثُ رَجَا

جسکاتعلق مع اللہ سچاہوگیااسے کوئی گزندنہیں پہونچیگی اور جواللہ سے امیدرکھیگاتوامید کے مطابق اللہ کوپائیگا

تشریح : صبراللہ تعالیٰ کاقرب،معیت اوراجروثواب کےحصول کابہترین وسیلہ ہے،قرآن کریم میں واردہواہے " إِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُونَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَاب" (الزمر: ۱۰) دوسری جگہ ارشادخداوندی ہے " وَاسْتَعِیْنُوا بِاالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِیْن" (محمد : ۳۱) ایک حدیث شریف کا مضمون ہے "إنّ عظم الجزاء مع عظم البلاء، وإن الله تعالیٰ إذا أحبّ قوما ابتلا هم، فمن رضی فله الرّضی، ومن سخط فله السّخط" (رواه الترمذی)

امام شافعیؒ مذکورہ اشعارمیں فرماتے ہیں کہ انسان کومصیبتوں پرصبرکرنا چاہیئے؛تکلیفیں دائمی نہیں ہوتیں،عسرکے بعدیسرآتاہی ہے،انسان کوہرمعاملہ میں اللہ تعالیٰ کےاحکامات پرعمل کرنا چاہیئے ۔جوشخص حق تعالی کےساتھ اخلاص اورسچائی کامعاملہ رکھتاہےحق تعالیٰ اسکےساتھ خیرکامعاملہ فرماتے ہیں،انسان اللہ تعالیٰ سےجیسی امیدلگاتاہےاللہ تعالیٰ کااسکےساتھ ایساہی برتاوہوتاہے،حدیث قدسی ہے"قال الله عزوجل ، أنا عند ظنّ عبدی بی، وأنا معه حیث یذکرنی، واللّٰه لَلّٰه أفرح بتوبة عبده من احدکم، یجد ضالّته بالفلاة، ومن تقرّب إلیّ شبرا تقربت إلیه ذراعا، ومن تقرّب إلیّ ذراعا، تقربت إلیه باعا، وإذا أقبل إلیّ یمشی، أقبلت إلیه اهرول"(متفق علیه)

۱۔الفَرُجُ: فَرَجَ(ض) فَرُجاً وَفَرَّجَ ، الشیئ، کھولنا،کشادہ کرنا ،اللّٰه الغَمَّ عَنهُ،غم کودورکرنا.
رَاقَبَ: رَقَبَ (ن) رُقُوباً ورَاقَبَهُ، نگہبانی کرنا،نگرانی کرنا،انتظارکرنا، رَاقَبَ اللّٰه فی أَمرِهِ، خداسےڈرنا.

قَافِیَةُ الحَاءِ

اَلسُّکُوتُ خَیرٌ مِنَ الإِجَابَةِ

قال الإمام الشافعیؒ ،إستعینوا علی الکلام بالصّمت، وعلی الإستنباط بالفکر، وفی هذا یقول:

١ قَالُوا سَکَتَّ قَدْ خُوصِمْتَ قُلْتُ لَهُمْ — إِنَّ الْجَوَابَ لِبَابِ الشَّرِّ مِفْتَاحُ

دوستوں نے کہا کہ آپ معترضین کو جواب کیوں نہیں دیتے ہیں تو میں نے کہا — کبھی کبھی جواب شر کے باب کی چابی بن جاتا ہے

٢ وَالصَّمْتُ عَنْ جَاهِلٍ اَوْاَحْمَقٍ شَرَفٌ — وَفِیهِ أَیْضاً لِصَونِ العِرْضِ إِصْلاَحُ

جاھل احمق کے جواب میں چپ رہنا شرافت ہے — اور سکوت ہی ناموس کی حفاظت کا بہترین ذریعہ ہے

٣ أَمَا تَرٰی الأُسْدُ تُخْشٰی وَهِیَ صَامِتَةٌ — وَالْکَلْبُ یُخْسٰی لَعُمْرِی وَهُوَ نَبَّاحُ

کیا تو نہیں دیکھتا کہ شیر چپ رہتا ہے تو بھی اس سے ڈرا جاتا ہے — اور کُتاّ بھونکتا ہے تو بھی اسے پتّھر مارے جاتے ہیں

تشـــــریـــــح : جاہل آدمی بوجہ اپنی جہالت وکم فہمی کے اور جگھڑالو آدمی بسبب اپنے عنادوسرکشی کے لاحاصل بحثیں، طعن وتشنیع؛ سب شتم اور بہتان وافترا میں ہروقت مشغول رہتا ہے، نرم گفتگو؛ جدال اُحسن اور افہام وتفہیم کی ساری کوششیں اسکی نادانی وہٹ دھرمی کے سامنے بے سود ثابت ہوتی ہے، مکہ مکرمہ کے جاہل اور اہل کتاب کے ہٹ دہرم اور انکے ساتھ کی گئی افہام وتفہیم کی جملہ کوششوں کی ناکامی اسکی بہترین مثال ہے۔ایسے ہی مواقع کے لئے قرآن کریم نے ہدایت فرمائی ہے ''وَأَعْرِضْ عَنِ الجَاهِلِیْنَ'' (الاعراف : ١٩٩) ⇦

١۔**خُوصِمْتَ** : خَاصَمَ مُخَاصَمَةً سے مجہول،نزاع کرنا،جگھڑا کرنا، الخَصِم، ج، اَخْصَامٌ وخَصِمُونَ، جگھڑالو،مخالف،مدّ مقابل۔

٣ ۔**یُخسٰی**: خَسأَ (ف) خَسَاءً،الکلب، کتے کو دھتکارنا، وخَسِیَ (س) خَساً وانْخَسَاءً، الکَلْبَ، دور ہونا دھتکارا جانا، خَاسَأَ مُخَاسَأَةً ،القَوْمَ،ایک دوسرے کو پتھر مارنا،خَسأً و خُسُوعاً، البصرُ،نظر کا تھکنا،کمزور ہونا۔

نَبَّاحُ : نَبَحَ (ف،ض) نَبحاً وَنُبُوحاً ونَبِیحاً، الکَلْبَ، کتے کا بھونکنا،صفت، نَابِحٌ، ج،نَوابِحُ ونُبَّحُ.

سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ز جاہل گریزندہ چوں تیر باش　　　　ناآمیختہ چوں شکر شیر باش

امام شافعیؒ نے مذکورہ اشعار میں ایسے ہی جاہل وضدی آدمیوں سے نمٹنے کا اسلامی طریقہ سمجھاتے ہوئے فرمایا ہے کہ، کبھی کبھی گفتگو کے بجائے خاموشی انسان کی عزت وناموس کی بہترین محافظ اور باب شر کو بند کرنے کا ذریعہ بن جاتی ہے اور سکوت اختیار کرنے والے کا مقام بڑھاتی ہے۔ لوگ بکواس کرنے والے جاہل کو کتے کی طرح بھونکتے رہنے والے اور خاموش رہنے والے کو شیر کی طرح بولے بغیر اپنا رعب ووقار قائم کرنے والے کا مقام دیتے ہیں۔آپ ﷺ کا سکوت وکلام کے مقامات کی تعیین کرنے والا ایک جامع ارشاد ہے ''الوحدة خیر من جلیس السوء، والجلیس الصّالح خیر من الوحدة ، واملاء الخیر خیر من السّکوت، والسّکوت خیر من املاء الشّر '' (رواه البیهقی فی شعب الإیمان) دوسری جگہ ارشاد ہے '' مقام الرّجل بالصّمت أفضل من عبادة ستّین سنة '' (رواه البیهقی فی شعب الإیمان)

مَعَاذَ اللّٰه

جاء فی معجم الأدباء لیاقوت الحموی قوله: حدّث الرّبیع بن سلیمان قال کنّا عندالشافعیؒ، إذ جاء ہ رجل برُقعة، فنظر فیھاوتبسّم، ثمّ کتب فیھا ودفعھا إلیه، فقلنا یُسأل الشافعیؒ عن مسئلة لاننظر فیھا جوابه؟ فلحقناالرجل، وأخذنا الرّقعة فقرأناھا وإذا فیھا :

۱ سَلِ الْمُفْتِیَ الْمَکِّیَّ هَلْ فِی تَزَاوُرِ وَضَمَّةِ مُشْتَاقِ الْفُؤَادِ جُنَاحُ

مفتی مکہ سے میرا سوال یہ ہیکہ کسی عاشق کے لئے اپنے محبوب کو سینے سے لگانے اور بوس وکنار میں کوئی حرج ہے

قال ،وإذا إجابة أسفل من ذلک :

۲ اَقُوْلُ مَعَاذَ اللّٰهِ أَنْ یُذْهِبَ التُّقٰی تَلَاصُقُ أَکْبَادٍ بِهِنَّ جِرَاحُ

میں نے جوابا کہا، اللہ بچائے کہیں زخمی دلوں کا آپس میں ملنا تقوی کوختم نہ کردے

قال الرَّبیع، فأنکرت علی الشافعیؒ أن یفتی لحدیث بمثل ھذا، فقلت یا أبا عبد الله ... تفتی بمثل ھذا شاباً؟ فقال لی، یا أبا محمد ... ھذا رجل ھاشمیّ، قد عرّس ھذا الشھر ، یعنی شھر رمضان ، وھو حدث السنّ ،فَسَأَلَ ھل علیه جناح أن یقبّل أو یضمّ من غیر وطأٍ، فأفتیته بھذا الفتیا، قال الرّبیع، فتبعت الشّاب، فسألته عن حاله، فذکر لی أنّه مثل ماقال الشّافعیؒ، فمارأیت فراسة أحسن منھا.

تشریح : مذکورہ واقعہ سے بزرگان دین اوراللہ والوں کی فراست وحکمت سمجھ میں آرہی ہے؛ ساتھ ہی یہ امام شافعیؒ جیسے امام فقہ کی شان کوزیب دینے والی معاملہ فہمی اوراحوال الناس سے واقفیت کی بھی عمدہ مثال ہے، اور کیوں نہ ہو؟ جبکہ حدیث شریف میں مؤمن کامل کی فراست کواسطرح بیان کیا گیا ہے۔

’’إتّقوا فراسة المؤمن، فأنّه ینظر بنور الله‘‘ (رواہ الترمذی)

امام شافعیؒ کی فراست کے ایسے اور بھی واقعات سیرت وسوانح کی کتابوں میں ذکر ہوئے ہیں، دلچسپی کے لئے یہاں خودامام شافعیؒ کا بیان کردہ ایک واقعہ لکھا جاتا ہے۔ ⇦

۱۔ **تَزَاوُر:** تَزَاوَرَ القوم ، ایک دوسرے کی ملاقات کوجانا۔

مُشْتَاقٌ: إِشْتَاقَهُ واشْتَاقَ إِلَیْهِ، بہت چاہنا، سخت خواہش، بڑی آرزو۔

۲۔ **أَکْبَادٌ:** الکَبْدُ والکِبْدُ والکَبِدُ، جگر، کلیجہ، مذکر، مؤنث، ج، أکبادٌ وکُبُودٌ.

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں علم فراست سیکھ کر اپنے گھر لوٹ رہا تھا کہ شام ہوگئی اور ایک بستی میں رکنے کا ارادہ کیا؛ مگر یہ فکر ہوئی کہ اجنبی بستی ہے کس کے گھر ٹھہریں؟ ایک شخص سے ملاقات ہوئی اسکی آنکھیں کیری تھیں؛ شکل سے ہی اندازہ کیا کہ یہ شخص کمینہ ہے، سوچا اس سے پوچھ تو لیں کہ یہاں کہیں ٹھہرنے کا انتظام ہو سکے گا؟ اس سے معلوم کیا تو وہ مجھے اپنے گھر لے گیا، اور بڑا اکرام کیا۔ کھانا کھلایا؛ خوشبو پیش کی؛ میری سواری کے لئے چارہ کا انتظام کیا؛ سونے کے لئے چارپائی لگائی؛ اس پر لحاف ڈالا؛ اس کی جانب سے اس قدر اکرام اور آؤ بھگت اور آرام کا انتظام کرنے پر سکون کی نیند سو جانا چاہیئے تھا مگر میں رات بھر یہ سوچتے ہوئے کروٹیں بدلتا رہا کہ میرا علم فراست سیکھنا فضول رہا، چونکہ میں نے اسے کمینہ سمجھا تھا اسکے برعکس وہ بڑا خوش اخلاق اور نیک خصلت نکلا۔ میری محنت اور اس علم کے حصول کے لئے صرف کیا ہوا وقت ضائع ہوگیا؛ یہ علم نا قابل اعتبار ہے۔ بمشکل جب صبح ہوئی تو اپنے غلام سے کہا گھوڑے پر زین کس لو اور چلے چلو؛ روانگی سے پہلے مالک مکان کا شکریہ ادا کیا اور کہا کبھی مکہ مکرمہ آؤ تو مقامِ ذی طُویٰ میں محمد بن ادریس کا پتہ معلوم کر لینا، اس نے کہا کیوں؟ کیا میں تیرے باپ کا غلام ہوں؟ میں نے کہا نہیں تو! اس نے کہا کیا تمہارا کوئی مال میرے پاس جمع رکھا تھا؟ میں کہا ایسا تو نہیں ہے! اس نے کہا میں نے تمہارے لئے رات آرام کا انتظام کیا وہ کہاں سے کیا؟ میں نے پوچھا کیا مطلب ہے؟ اس نے کہا میں نے تمہارے لئے دو درہم کا کھانا خریدا؛ تین درہم کی خوشبو خریدی؛ گھوڑے کے لئے دو درہم کا چارہ خریدا؛ چارپائی اور لحاف کا کرایہ دو درہم ہوتا ہے۔ میں نے غلام سے کہا اس کا سارا حساب چکا دو۔ پھر اس سے پوچھا اور بھی کچھ باقی ہو تو بتلا دو۔ اس نے کہا میرے گھر کا کرایہ؟ رات تمہارے لئے کشادگی کا انتظام کیا اور میں نے تنگی میں بسر کی؛ اور رات بھر تمہارے گھوڑے نے لید کی اس کی صفائی کا معاوضہ؟ میں نے کہا یہ حساب بھی چکا دو۔ پھر پوچھا اب بھی کچھ باقی ہے؟ اس نے کہا خدا تمہیں ذلیل کرے تم سے زیادہ برا انسان مجھے آج تک نہیں ملا۔ میں نے خدا کا شکر ادا کیا کہ میرا علم ضائع نہ ہوا، میرا اندازہ صحیح ثابت ہوا کہ یہ کمینہ شخص ہے۔ (تذکرہ سیدنا امام شافعیؒ صفحہ: ۱۲۸)

قَاسٍ وَ جَھُولٌ

١ فَقِيهاً وَصُوفِياً فَكُنْ لَيْسَ وَاحِداً — فَإِنِّى وَحَقَّ اللّٰهِ إِيَّاكَ اَنْصَحُ

فقیہ اور صوفی دونوں بن صرف ایک نہیں — میں اللہ تجکو یہ نصیحت کررہا ہوں

٢ فَذٰلِكَ قَاسٍ لَمْ يَذُقْ قَلْبُهُ تُقٰى — وَهٰذَا جَهُولٌ كَيْفَ ذُوالْجَهْلِ يَصْلُحُ

خالص فقیہ سخت دل ہوتا ہے کیونکہ اسکے دل نے تقوی کا مزہ نہیں چکھا — اور خالص صوفی جہالت کے ساتھ کیسے اصلاح کرسکتا ہے؟

تشریح: علم وعمل کا ناطہ چولی دامن اور جان وتن کا ہے، علم عمل کو آواز دیتا ہے جواب ملنے پر ٹھہرتا ہے ورنہ وہ بھی رخصت ہوجاتا ہے، پھر علم وعمل کی جامعیت ہی عنداللہ مقبول ومحبوب ہے، ملائکہ اور جنات کے بیچ انسان نامی تیسری مخلوق پیدا کرکے؛ زمین کی خلافت حوالے کرنیکا راز بھی اسکی یہی جامعیت ہے، کیونکہ نرا علم اگر فخر وغرور پیدا کرتا ہے تو نری جہالت انسان کو پھسلنے اور بھٹکنے سے نہیں روک سکتی، جاہل عابد جسطرح معرفت خداوندی کی اصلی منزل تک نہیں پہونچ سکتا؛ بے عمل عالم بھی خوف وخشیت کے مطلوبہ منازل میں قدم نہیں رکھ سکتا۔

امام شافعیؒ مذکورہ اشعار میں اسی نقطہ کو سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انسان کو چاہئے کہ وہ عالم باعمل بنے تاکہ مقصد زندگی میں کامیابی حاصل کرسکے، ورنہ وہ عالم جسکا دل تقوی آشنا نہ ہو؛ خلافت کی ذمہ داری امانت داری سے ادا نہیں کرسکتا اور وہ صوفی جو جاہل ہو؛ حکمت وموعظت کے ساتھ دوسروں کو تصوف کے منازل طے نہیں کرواسکتا، گویا انسان کی فضیلت اسی میں مضمر ہے کہ وہ خداترس عالم بنکر نیابت خداوندی کا مکمل حق ادا کرے۔

١۔ **فَقِيهاً:** الفِقهُ و الفَقهُ و الفَقِيهُ، بہت سمجھدار، ذکی، عالم، علم وفقہ جاننے والا، ج، فُقَهَاءُ.

٢۔ **قَاسٍ:** قَسَا يَقسُوا قَسْوَةً، سخت ہونا، ٹھوس ہونا، فا، قاسٍ، ج، قُسَاةٌ.

الجَهُولُ: ناتجربہ کار، جاہل، ج، جُهَلاءُ.

أَحۡسَنُ بِالۡإِنۡسَانِ

۱ أُقۡسِمُ بِاللّٰهِ لَرَضۡخُ النَّوٰی　　وَشُرۡبُ مَاءِ الۡقُلۡبِ الۡمَالِحَةۡ

قسم خدائے پاک کی گھٹلیاں توڑنا　　اور کھارے کنویں کا پانی پینا

۲ أَحۡسَنُ بِالۡإِنۡسَانِ مِنۡ حِرۡصِهِ　　وَمِنۡ سُؤَالِ الۡأَوۡجُهِ الۡكَالِحَةۡ

بہتر ہے اس بات سے کہ انسان حرص کرے　　اور کمینے ترش روانسانوں سے سوال کرتا پھرے

تشریح: حدیث شریف میں آتا ہے سوال کرنے میں ذلت ورسوائی ہے، بُلا کردینے والے قادر مطلق آقا کے سامنے حاجت پیش کرنے کے بجائے؛ محتاج انسانوں کے سامنے دست سوال پھیلانا؛ حق تعالیٰ کو حاجت روا اور مشکل کشا ماننے کے منافی ہے۔آپ ﷺ کا ارشادگرامی ہے ”لأن يأخذ أحدكم أحبلة، ثم يأتي الجبل،فيأتي بحزمة من حطب على ظهره،فيبيعها، فيكفّ اللّٰه بها وجهه، خير له، من أن يسئل النّاس، اعطوه أو منعوه“ (رواه البخارى)

امام شافعیؒ مذکورہ اشعار میں اسی مفہوم کوادا کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مشقت دہ عمل کرکے روزی حاصل کرنا اورضیق عیش پر صبر کرلینا بہتر ہے اس بات سے کہ آدمی کمینوں کے سامنے دست سوال پھیلائے ؛حرص واہل کا مظاہرہ کرے اورحق تعالیٰ کی صفت رزاقیت پر توکل چھوڑ کر؛ دردر کی ٹھوکریں کھانے لگے۔

انبیاءکرام (عليهم الصلوة والسلام) ہاتھ کی کمائی پرگذارہ فرماتے تھے۔حدیث شریف میں آتا ہے،حلال کمائی کی طلب ایک فریضہ کے بعد دوسرا فریضہ ہے۔قرآن کریم میں ہے ” فَـأَذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوۃُ فَانۡتَشِرُوا فِی الۡارۡضِ وَابۡتَغُوا مِنۡ فَضۡلِ اللّٰهِ“ (الجمعة: ۱۰)

۱۔ **الرَّضۡخُ:** رَضَخَ (ف،ض)رَضۡخاً، النَّوَى أو الحَصٰى، توڑنا،کہاجاتا ہے،رَضَخ لَهُ مِنۡ مَالِهٖ رَضۡخَةً، اسنے اپنے کثیر مال سے تھوڑا سا دیا. **القُلۡبُ**: القَلِيۡبُ، کنواں، پرانا کنواں، مذکر ہے اور کبھی مؤنث، ج،قُلۡبٌ وُقُلُبٌ واَقۡلِبَةٌ.

۲۔ **الكَالِحَةُ:** كَلَحَ (ف) كُلُوحاً و كُلاحاً، وَجۡهَهُ، تیوری چڑھا ہوا ہونا،صفت، كَالِحٌ.

قَافِيَۃُ الدَّالِ

هُوَ الرَّدِی

١ تَمَنّٰی رِجَالٌ اَنْ أَمُوتَ وَإِنْ أَمُتْ فَتِلْکَ سَبِیْلٌ لَسْتُ فِیهِ بِأَوْحَدِ

کچھ لوگ میری موت کی تمنا کرتے ہیں حالانکہ یہ وہ راستہ ہے جسپر مجھے اکیلے کو چلنا نہیں ہے

٢ فَمَا عَیْشُ مَنْ یَرْجُو هَلاَکِي بِضَائِرِي وَلاَ مَوْتُ مَنْ قَدْ مَاتَ قَبْلِی بِمُخلِدِی

نہ تو میری ھلاکت چاہنے والوں کی زندگی مجھے نقصان پہونچاسکتی ہے اور نہ ہی مجھ سے پہلے مرنے والوں کی موت مجھے حیات ابدی دے سکتی ہے

٣ لَعَلَّ الَّذِی یَرْجُو فَنَائِی وَیَدَّعِي بِهِ قَبْلَ مَوْتِی أَنْ یَکُونَ هُوَ الرَّدِی

شاید وہ آدمی جو میری موت کا خواہاں اور کوشاں ہے میری وفات سے قبل وہ خود ہی ہلاک ہوجائے۔

تشریح : اسلام امن واسلامتی کا مذہب ہے، اسلام وایمان کے مادے ہی میں امن وسلامتی کا پیغام مخفی ہے، حدیث شریف میں مسلمان کا وصف اسطرح بیان کیا گیا ہے " المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده " (متفق علیه) اور مسلمانوں کو ایذا پہونچانے والے کو قرآن کریم نے اسطرح تنبیہ فرمائی ہے " وَالَّذِینَ یُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِینَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُو فَقَدْ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَاِثْمًا مُبِیْنًا" (الاحزاب : ۵۸)

امام شافعیؒ مذکورہ اشعار میں مؤمن کوستانے والے حتی کہ مارے حسد کے اسکی موت کی کوشش یا تمنا کرنے والے کو بطور نصیحت فرمارہے ہیں کہ تیرا کسی کی موت کی تمنا کرنا، ⇦

١۔ **أوحَدِ**: اکیلا، وحدانیت والا، هو أحد اهل زمانه، وہ اپنے زمانے میں بے نظیر ہے، ج، اُحْدَان، لَست فی هذا الأمر بأوحَدِ، میں اس کام میں اکیلا نہیں ہوں۔

٢۔ **مُخْلِدِی** : خَلَدَ(ن) خُلُوداً، ہمیشہ رہنا۔ خَلْداً وخُلُوداً، زیادہ عمر ہونے کے باوجود بڑھاپا ظاہر نہ ہونا۔صفت، خَالِدٌ، مُخْلَدٌ، مُخْلِدٌ، مُخَلَّدٌ، خَلَّدَ واَخْلَدَ، ہٗ، ہمیشہ کے لئے رکھنا۔ الخُلد، ہیشگی، دوام، بقا۔

٣۔ **الرَّدِی** : رَدِیَ (س) رَدیً، ہلاک ہونا، گرنا، رَدَّی، الرَّجُل، ہلاک کرنا، ہٗ، فی البِئرِ وتَرَدَّی، فی البِئرِ، کنویں میں گرانا۔

تقسیم نعمتہائے الٰہی وتقدیر خداوندی پر اعتراض ہے جسکا بندہ ہونے کے ناطے تجھے کوئی حق نہیں پہونچتا، بلکہ تیری یہ بے جا خواہش اور گندی فکر ممکن ہے تیرے لئے نقصان دہ ثابت ہو اور اسکی ہلاکتی سے پہلے وہ تجھے ہلاک کردے، حق تعالیٰ فرماتے ہیں " أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلٰى مَا اٰتَاهُمُ مِنْ فَضْلِهِ " (النساء : ۵۴) اسلئے مؤمن کو حتی الامکان ایسے خیالات سے بچنا چاہئے اور مؤمن بھائی کے ساتھ اسطرح پیش آنا چاہئے جس طرح آپ ﷺ نے حکم فرمایا ہے، آپ ﷺ نے مؤمن کے ساتھ برتاؤ کے آداب اسطرح بیان فرمائے ہیں" لا تباغضوا، ولاتحاسدوا، ولا تدابروا، ولا تقاطعوا، وكونوا عباد الله إخوانا، ولا يحلّ لمسلم أن يهجر أخاه فوق ثلث" (متفق عليه)

لَمْ أَرَ غَيْرَ شَامِتٍ

۱ وَلَمَّا أَتَيْتُ النَّاسَ أَطْلُبُ عِنْدَهُمْ — أَخَا ثِقَةٍ عِنْدَ ابْتِلاَءِ الشَّدَائِدِ

جب میں لوگوں کے درمیان کوئی ایسا دوست تلاش کرنے گیا — جس سے شدائد پیش آنے پر مدد کی امید کی جاسکتی

۲ تَقَلَّبْتُ فِي دَهْرِيْ رَخَاءً وشِدَّةً — وَنَادَيْتُ فِی الْأَحْيَاءِ هَلْ مِنْ مُسَاعِدٍ

میں راحت وتکلیف کے دنوں میں خوب گھوما — اور گلی کوچوں میں آواز لگائی کہ ہے کوئی مدد کرنے والا؟

۳ فَلَمْ أَرَ فِيْمَا سَاءَنِي غَيْرَ شَامِتٍ — وَلَمْ أَرَ فِيْمَا سَرَّنِي غَيْرَ حَاسِدٍ

مگر میں نے تکلیفوں پر ہنسنے والوں اور خوشیوں میں — حسد کرنے والوں کے علاوہ کوئی اور نہیں پایا

تشریح : وفاداری اور امانت داری ایمان کی لازمی صفتیں ہیں اور جسمیں یہ صفتیں نایاب یا کمیاب ہوتی ہیں بفحوائے حدیث اسمیں اتنا حصہ نفاق کا ہے، حدیث شریف کا مضمون ہے" لا إيمان لمن لا أمانة له، ولا دين لمن لاعهد له" (رواه البيهقي في شعب الإيمان) آنحضرت ﷺ کو کفار مکہ کی جانب سے امین وصادق کا لقب ملنا، امت کو غیروں کے ساتھ بھی ان اوصاف سے پیش آنے کی دعوت دیتا ہے، مگر افسوس کہ اُن اوصاف کے حامل لوگ اب دنیا سے ناپید ہوتے جارہے ہیں۔

امام شافعیؒ مذکورہ اشعار میں اسی کمی کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے خوشی اور غمی میں دوستوں کا جائزہ لیا تو راحت میں جلنے والے اور تکلیف میں خوش ہونے والوں کے علاوہ کوئی ایک بھی ایسا مخلص، دوست نہیں پایا جو میرے ساتھ اخلاص ووفا کا برتاؤ کرتا، ⇦

۱۔ أخا ثِقَةٍ: وَثَقَ (ض) ثِقَةً ووُثُوقاً ومَوْثِقاً، بفُلانٍ، اعتبار کرنا، بھروسہ کرنا، صفت، فا، وَاثِقٌ، صفت مفع ،مَوْثُوقٌ، أخا ثِقَةٍ ،بھروسہ مند، ذُوثِقَةٍ، بہادر۔

۲۔ الرَّخاء: سعة العيش وحسن الحال، وفي الحديث الشريف،"تعرَّف إلى الله في الرّخاء يعرفك في الشِّدَّةِ ."

۳۔ شَامِتٍ: شَمِتَ(س) شَمَاتاً وَ شَمَاتَةً، بفُلاَنٍ، کسی کی مصیبت پرخوش ہونا، صفت، فا، شَامِتٍ، ج، شُمّاتٍ، صفت مفع، مَشْمُوتٌ، بِهِ.

جو میری خوشی میں خوش اور میرے غم میں غمگین ہوتا، تغیّر ناس (لوگوں کے بدل جانے) کی اس کیفیت کو احادیث میں مختلف انداز میں بیان کیا گیا ہے، ایک حدیث میں ہے ''إنّما النّاس کالابل المأ ة، لاتکاد تجدفیھا راحلة'' (متفق علیه) دوسری ایک روایت میں ہے ''یذھب الصّالحون الأول فالأول، وتبقی حفالة، کحفالة الشّعیر أو التّمر، لا یبالیھم اللّٰہ بالة'' (رواہ البخاری) گویا امام علیہ الرحمۃ بے وفا دوستوں اور بے دین لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کرنے اور دینی امور میں معاون بننے والے مخلص اوفیاء کو دوست بنانے کی نصیحت فرماتے ہیں۔

اِخْتِيَارُ الأَصْدِقَاءِ

قال الإمام الشافعیؒ ،لیس إلی السلامة من النّاس سبیل، فانظر الذی فیه صلاحک فالزمه:

١ إِنِّی صَحِبْتُ النّاسَ مَالَهُم عَدَدٌ — وَكُنْتُ أَحْسَبُ أَنِّی قَدْمَلَئْتُ يَدِی

میں نے بےشمار لوگوں کی صحبت اختیار کی — اور میں یہ سمجھتا رہا کہ میں نے انکا اعتماد حاصل کرلیا

٢ لَمَّا بَلَوْتُ أَخِلَّائِي فَوَجَدْتُّهُمْ — كَالدَّهْرِفِی الغَدْرِ لَمْ يُبْقُوا عَلَى أَحَدِ

جب میں نے دوستوں کو آزمایا تو دھوکہ دہی میں — مثل زمانہ پایا جنہوں نے کسی کو نہیں بخشا

٣ إِنْ غِبْتُ عَنْهُمْ فَشَرُّ النَّاسِ يَشْتِمُنِی — وَإِنْ مَرِضْتُ فَخَيْرُ النّاسِ لَمْ يَعُدِ

میری عدم موجوگی میں شریروں نے مجھے برا بھلا کہا — اور بیماری میں اچھے لوگوں نے بھی میری عیادت نہیں کی

٤ وَإِنْ رَأَوْنِی بِخَيْرٍ سَاءَ هُمْ فَرْحِي — وَإِنْ رَأَوْنِي بِشَرٍّ سَرَّهُمْ نَكِدِي

جب انہوں نے مجھے خوش دیکھا تو وہ ناراض ہوئے — اور جب مجھے کوئی غم لاحق ہوا تو میرے غم نے انہیں خوش کردیا

تشریح: فرماتے ہیں کہ میں نے بڑی تعداد دوستوں کے ساتھ صحبت اختیار کی اور انکو میں قابل وثوق سمجھتا رہا، مگر جب آزمائش کا وقت آیا تو انکو زمانہ کی طرح بے وفا پایا، ان میں سے بعض تو ایسی بڑی خصلت والے تھے کہ میری غیر حاضری میں مجھے بڑا بھلا کہتے رہے اور ان میں جو بھلے نظر آرہے تھے وہ بھی بیماری میں بیمار پرسی کے لئے نہیں آئے، اگر مجھے اچھی حالت اور خوش عیشی میں دیکھتے ہیں تو ان کو یہ بات ناگوار گذرتی ہے اور اگر کبھی میری مصیبت اور تکلیف کو دیکھتے ہیں تو ان کو بڑی مسرت ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس دنیا میں صحیح ہمدرد اور باوفا دوست بہت کم ہیں، دوستی کے دم بھرنے والوں کی کمی نہیں مگر ان میں مخلص خال خال ہی ہوتے ہیں۔

سعدی علیہ الرحمۃ نے خوب ترجمانی کی ہے۔

دوست آن باشد کہ گیر ددست دوست — در پریشان حالی و درماندگی

١ـ **مَلَئْتُ يَدِی:** مَلأَهُ،(ن) مَلْأً وملا ئَةً، بھرنا، عَلَى الأَمْرِ، کسی کی مدد کرنا، یہاں اعتماد و وثوق حاصل کرنے سے کنایہ ہے۔ ٢ـ **أَخِلَّائِی:** والخُلَّانُ، الخَلِيلُ کی جمع، خالص دوست۔

٣ـ **يَعُد:** عَادَ ،يَعُودُ، عَوْداً وعِيادَةً، المَرِيْضَ، بیمار پرسی کرنا، صفت فا، عائدٌ، ج، عُوَّادٌ، صفت مفع، مَعُودٌ.

٤ـ **نَكِدِی:** نَكِدَ(س) نَكَداً، العيش، گزران کا تنگ ہونا. نَكِدَتِ البِئْرُ، کنویں کا پانی کم ہونا.

حُبُّ الوَلِیِّ

۱ قَالُوا تَرَفَّضْتَ قُلْتُ کَلَّا مَا الرَّفْضُ دِیْنِی وَلاَ اعْتِقَادِیْ

لوگوں نے الزام لگایا کہ تو رافضی ہوگیا میں نے کہا ہرگز نہیں رفض میرا دین واعتقاد نہیں ہے

۲ لٰکِنْ تَوَلَّیْتُ غَیْرَ شَکٍّ خَیْرَ إِمَامٍ وَخَیْرَ هَادِي

ہاں مگر اسمیں کوئی شک نہیں کہ میں نے اپنا محبوب بنایا ہے ایک اچھے پیشوا اور بہتر راہنما کو

۳ إِنْ کَانَ حُبُّ الوَلِیِّ رَفْضاً فَإِنَّ رَفْضِي إِلَی العِبَادِ

اگر اللہ کے کسی ولی سے محبت کرنا رفض ہے تو بے شک ایسی غلط نسبت کی ذمہ داری لوگوں پر ہے

تشریح : آپ ﷺ محسن انسانیت ہیں، محبوب خدا ہیں؛ آپ ﷺ کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت کا سبب ہے؛ امت پر آپ ﷺ کا عظیم احسان ہے؛ زندگی بھر آپ ﷺ نے امت کی فکر فرمائی اور پل صراط اور دیگر اہم مقامات پر بھی آپ ﷺ ''یا ربّی اُمّتی یا ربّی اُمّتی''، فرماتے رہینگے۔ آپ ﷺ کی ذات سے جملہ امتوں کو شفاعت کبریٰ اور امت محمدیہ کو خصوصی شفاعتیں حاصل ہونگی، یہ اور دیگر ان گنت احسانات ایسے ہیں جو صرف اور صرف آپ ﷺ کی ذات بابرکت سے امت کو حاصل ہوئے اور ہوتے رہینگے، ان اسباب وعوامل کی وجہ سے محسن اعظم ﷺ اور آپکی آل سے امت کا بے انتہا لگاؤ اور محبت کا ہونا برمحل اور قرین قیاس ہے، پھر خود آپ ﷺ نے بھی ایک مؤمن کو اسوقت تک کامل مؤمن کی فہرست میں شامل نہیں فرمایا ⇦

۱۔ **تَرَفَّضْتَ** : رَفَضَ (ن،ض) رَفْضاً، الشیئَ، پھینکنا، چھوڑنا، ومِنْهُ الرَّافِضَةُ، لڑائی میں اپنے پیشوا ور ھنما کو چھوڑنے والا گروہ، ج، رَوَافِضُ، اسی سے یہ قول ہے'' لاَ خَیْرَ فِی الرَّوَافِضِ ''، شیعوں کی ایک جماعت، نسبت کے لئے، رافِضِیٌّ.

۲۔ **تَوَلَّیْتُ**: وَلَّی تَوْلِیَةً، فُلاَنَا الأَمْرِ، حاکم مقرر کرنا، انتظام سپرد کرنا، تَوَلَّیْتُ، اِعْتَنَفْتُ.

۳۔ **الوَلِیُّ**: قریب، محبت کرنے والا، دوست، مددگار، حلیف، داماد، ج، أَوْلِیَاءُ. اللّٰهِ وَلِیُّکَ، اللہ تیرا محافظ ہے۔ المُؤمنُ ولِیُّ اللّٰهِ، مؤمن اللہ کا مطیع ہے۔ وَلِیُّ العهد، تخت کا وارث. وَلِیُّ الیَتِیْمِ، یتیم کا وارث۔

جب تک اسکے دل میں آپ ﷺ کی محبت والد، ولد اور جملہ لوگوں سے زیادہ نہ ہو، اس ارشاد میں ضمناً آل رسول ﷺ کی محبت بھی شامل ہوگئی کیونکہ محبت، مُحبّ سے محبوب کے محبوب کی محبت کا بھی تقاضہ کرتی ہے۔

متنبّی کہتا ہے:

وإنّـي وإن كـــان الـدّفيـن حبيبُــه　　　حبيبٌ إلى قلبي حبيبُ حبيبي

ان احکامات وفضائل کے سبب ہر دور میں امت کے برگزیدہ بندوں نے رسول ﷺ اور آل رسول ﷺ سے بے پایاں محبت کا اظہار فرمایا اور عشق رسول ﷺ کے تقاضوں کو شریعت کی حد میں رہ کر خوب پورا کیا۔

''دوسری جانب'' تاریخ شاہد ہیکہ ہرزمانے میں باطل فرقوں اوراسکے سرغنوں نے علماء ربّانیین سے امت کی عقیدت ختم کرنے اورانکا اثر ورسوخ وحلقۂ ارادت کم کرنے کی غرض سے؛ انکی جانب؛ انکے شان رسالت میں عقیدت ومحبت بھرے الفاظ میں کتر بیونت کرکے رفض وتشیّع کی غلط نسبت کی، امام شافعیؒ مذکورہ اشعار میں ایسے حضرات کو جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے میں نے حبّ رسول ﷺ وحبّ آل رسول میں جادۂ استقامت کو نہیں چھوڑا اور افراط وتفریط سے پاک حد اعتدال ہی پر باقی رہا، مگر پھر بھی میری جانب کوئی رفض کی نسبت کرتا ہے تو وہ خود اسکا ذمہ دار ہے اور میں اس سے بری ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں ہر چیز کا مبنی برانصاف فیصلہ ہونے والا ہے اور وہ علیمٌ بذات الصدور ہے۔

کَمْ ضَاحِكٍ

۱ وَمُتعَبِ العَيْشِ مُرتَاحاً إِلٰى بَلَدٍ   وَالمَوتُ يَطلُبُهُ مِنْ ذٰلِكَ البَلَدِ

زندگی سے تھکا ہارا انسان راحت کے لئے اپنے شہر پہونچتا ہے   اور موت اسی شہر میں اسکو تلاش کر رہی ہوتی ہے

۲ كَمْ ضَاحِكٍ وَالمَنَايَا فَوْقَ هَامَتِهِ   لَوْ كَانَ يَعلَمُ غَيباً مَاتَ مِنْ كَمَدِ

بہت سے ہنسنے والوں کے سر پر موت منڈلا رہی ہوتی ہے   اگر انہیں آنے والی موت کا یقینی علم ہوتا تو مارے غم کے مرجاتے

۳ مَنْ كَانَ لَمْ يُؤْتَ عِلماً فِي بَقَاءِ غَدٍ   مَاذَا تَفَكُّرُهُ فِي رِزْقِ بَعدَ غَدِ

جوشخص کل تک زندہ رہنے کا علم نہیں رکھتا   وہ پرسوں کی روزی کی فکر میں کیوں پڑا ہے

تشریح: دنیا دار الامتحان ہے، آخرت دار الجزاء ہے، عقلمند آدمی وہ ہے جو اس امتحان گاہ میں محنت کر کے کامیابی کا مستحق بن جائے، حدیث شریف میں آتا ہے "الكيّس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت" (رواه الترمذی) پھر اس دار فانی میں انسان کو کتنا رہنا ہے یہ بھی متعین نہیں! دار فانی سے دار باقی کی طرف رخصتی کا خطرہ ہر وقت لگا ہوا ہے، موت کسی بھی پل آ کر زندگی کا چراغ گل کر سکتی ہے، مزید برآں موت ایسی اٹل حقیقت ہے جسکا انکار آج تک نہ کوئی کر سکا نہ کر سکتا ہے، جس سے آج تک نہ کوئی بچ سکا؛ نہ بچ سکتا ہے "أينما تكونوا يدرككم الموت" (النساء : ۷۸) میں اگر موت کے پنجے سے کسی کو مفر نہیں کا اعلان ہے تو "إذا جاء أجلهم فلا يستأخرون ساعة ولا يستقدمون" (یونس: ۴۹) اجل ٹالی نہ جانیکی منادی ہے اور "وما تدری نفس بأیّ أرض تموت" (لقمان : ۳۴) زندگی کے اچانک خاتمہ کی اطلاع ہے، موت کی ہر وقت فکر کرنا ایمانی زندگی ہے اور اس سے غافل رہنا مقصد حیات سے غفلت ہے۔ ⇦

۱۔ **مُتعَبِ العَيْشِ:** تَعِبَ (س) تَعَباً، مشقّت میں پڑنا، تھکنا، صفت، تَعِبٌ، مُتعِبُ العَيْشِ، زندگی کا تھکا ھارا.
مُرتَاحاً: اِرْتَاحَ، خوش ہونا، چست ہونا، اللّٰهُ لَهُ بِرَحْمَتِهِ، اللہ تعالی کا کسی کو بلا و مصیبت سے چھڑانا، صفت، مُرتَاحٌ.
۲۔ **المَنَايَا:** وَالمَنى، المَنِيَّةُ کی جمع، موت، المَنى، قصد، تقدیر الٰہی۔ **هَامَةٌ:** ہر چیز کی چوٹی، سر، قوم کا سردار، ج، هَامَاتٌ، هَامٌ.
كَمَدِ: الكَمْدُ والكَمَدُ والكُمْدَةُ، رنج، سخت غم، كَمِدَ (س) كَمْداً، الرَّجُلُ، رنج و غم سے دل کی بیماری ہونا۔ صفت، كَامِدٌ، كَمِدٌ، كَمِيْدٌ.

امام شافعیؒ مذکورہ اشعار میں اسی جانب لوگوں کی توجہ مرکوز کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عیش وعشرت میں مشغول ہوکر؛ موت سے غافل ہونے والے اور متاعِ دنیا کا اسیر ہوکہ عبدالدّ ینار والدّ رہم بننے والے؛ کو موت کی مضبوط گرفت کا دھیان رکھنا چاہیئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ عین غفلت میں روح قبض ہو جائے اور دنیا سے خالی ہاتھ واپس لوٹنا پڑے۔ بہت سے ہنسنے والوں کو سکرات موت نے مغموم کر دیا اور بہت سارے دنیاوی جنّت بنانے والوں کو؛ موت نے انکی جنّت سے محروم کر دیا، دانا وہ ہے جو دھوکے کے گھر کی فکر کرنیکے بجائے بلا تأخیر دائمی دار کی فکر میں لگ جائے اور بقدر کفاف دنیا پر گذارا کرکے؛ ہمیشہ کی راحت کے حصول پر نظر رکھے۔

مجذوب فرماتے ہیں۔

عیش وعشرت کے لئے انساں نہیں ۔۔۔ یاد رکھ تو بندہ ہے مہماں نہیں
غفلت وسستی تجھے شایاں نہیں ۔۔۔ بندگی کرتو اگر ناداں نہیں
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے ۔۔۔ کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے
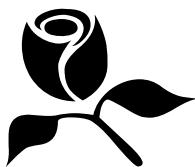
يَوْمُ الدُّعَاءِ

جاء فی معجم الأدباء، كان الإمام الشافعیؒ ،يوما من أيّام الحجّ جالسا للنّظر ،فجاء ت امرأة فألقت إليه رقعة فيها:

۱ عَفَا اللّٰهُ عَنْ عَبْدٍ اَعَانَ بِدَعْوَةٍ خَلِيْلَيْنِ كَانَا دَائِمَيْنِ عَلٰى الوُدِّ

اللہ تعالیٰ عافیت بخشے اس بندے کو جو مدد کرے اپنی دعا سے ان دوستوں کی جو ہمیشہ مودت کے رشتے سے منسلک رہے

۲ إِلٰى أَنْ مَشٰى وَاشِي الهَوٰى بِنَمِيمَةٍ إِلٰى ذَاكَ مِنْ هٰذَا فَزَالَا عَنِ العَهْدِ

یہاں تک کہ کچھ بدخواہ چغل خوروں نے ادھر ادھر کی لگائی تو وہ دونوں اپنی دوستی کے عہد کو نبھا نہ سکے

قال، فبكى الشافعیؒ وقال ليس هذا يوم نظر، هذا يوم دعاء، ولم يزل يقول؛ اللّهم.... اللّهم... حتى تفرّق أصحابه. قال ابن قضيب فی كتابه"حلّ المقال"، ثمّ ذكر الشافعیؒ أنّ هذه الأبيات مجرّبة فی صرف الآفات:

۳ يَا مَنْ تُحَلُّ بِذِكْرِهِ عُقَدُ النَّوَائِبِ وَالشَّدَائِدُ

اے وہ ذات جسکے مبارک نام کی برکت سے مشکلات ومصائب سے نجات حاصل کی جاتی ہے

٤ يَا مَنْ إِلَيْهِ المُشْتَكٰى وَإِلَيْهِ أَمْرُ الخَلْقِ عَائِدُ

اے وہ ذات جو ہم سب کی فریادرس ہے جسکی طرف کل مخلوق کے امور لوٹتے ہیں

٥ يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ يَا صَمَدٌ تَنَزَّهَ عَنْ مُضَادِدُ

اے ہمیشہ زندہ رہنے والے، اے مخلوق کو سنبھالنے والے اے اضداد سے پاک بے نیاز ذات

۲۔ **الوَاشِي:** وَشَى، يَشِي،وَشْياً ووِشَايَةً،بِهِ، چغلخوری کرنا، صفت، الوَاشِی،ج، وَاشُون، وُشَاةٌ.
العَهْدُ: عَهِدَ(س) کا مصدر، وفا، ذمّہ، دوستی، میثاق، شاہی فرمان، ج، عُهُودٌ.
۳۔ **عُقَدُ:** العُقْدَةُ، گرہ، ج، عُقَدٌ، عَقَدَ(ض) عَقْداً، الحَبْلَ، گرہ لگانا، البيع او اليمين بیع یا قسم کو پکا کرنا ،ہ، على الشیئ، معاہدہ کرنا، لہٗ، ضامن ہونا۔
٤۔ **المُشْتَكٰى:** شَكَا،يَشْكُو، شَكْواً، وشِكَايَةً واِشْتَكٰى، اِلَيْهِ، شکایت کرنا۔
٥۔ **الصَّمَدُ:** بلند شان والا، بے نیاز، سردار جسکی طرف مہمات میں رجوع کیا جائے، اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔

٦ أَنْتَ الرَّقِيبُ عَلَى العِبَا دِ وَأَنْتَ فِي الْمَلَكُوتِ وَاحِدُ

آپ ہی بندوں کے نگران ہے اور آپ ہی اپنی بادشاہی میں یکتا ہیں

٧ أَنْتَ الْعَلِيمُ بِمَا بَلَيْـ تَ بِهِ وَأَنْتَ عَلَيْهِ شَاهِدُ

آپ خوب جانتے ہیں ان چیزوں کو جسکو آپنے بوسیدہ کردیا اور آپ اسپر نگران ہیں

٨ أَنْتَ الْمُعِزُّ لِمَنْ اَطَا عَكَ وَالْمُذِلُّ لِكُلِّ جَاحِدُ

آپ ہی فرمانبرداروں کو عزت بخشتے ہیں اور آپ ہی منکرین کو ذلیل فرماتے ہیں

٩ أَنْتَ الْمُنَزَّهُ يَابَدِيعَ الخَلْقِ عَنْ وَلَدٍ وَوَالِدُ

اے مخلوقات کو ابتداءً پیدا کرنے والے آپکی ذات والد وولد کے عیب سے پاک ہے

١٠ إِنِّي دَعَوْتُكَ وَالْهُمُو مُ جُيُوشُهَا قَلْبِي تُطَارِدُ

میں نے آپکو پکارا ہے ایسی حالت میں کہ غموں کے لشکر نے میرے قلب پر حملہ کردیا ہے

تشریح: اللہ تبارک وتعالیٰ داتا ہیں ہم محتاج ہیں، مانگنا بندگی کا اظہار ہے اور عطا کرنا معبود کی شان ہے، مانگنے والے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں، اسکی غیرت جوش میں آتی ہے اور اپنے فضل وکرم سے جو نہیں مانگا وہ بھی عطا فرما دیتے ہیں۔ حدیث شریف کا مفہوم ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”إنّ ربّكم حيّي كريم ، يستحي من عبده إذا رفع يديه، أن يردّهما صفرا“ (رواه الترمذی وابو داؤد) . دنیا کے کریم مانگنے پر ناراض ہوتے ہیں جبکہ حق تعالیٰ نہ مانگنے پر ناراض ہوتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے ” من لم يسأل الله يغضب عليه “ (رواه الترمذی) ⇦

٦۔ **المَلَكُوت:** بادشاہی، سلطنت، عز وعظمت.

٧۔ **بَلَيْتَ** :بَلِيَ(س) بِلىً وبَلَاءً،وبَلّى، تَبْلِيَةً، الثّوب، کپڑے کا بوسیدہ یا پرانا ہونا، کرنا، صفت، بَالٍ وَبَلِيٌّ.

٩۔ **المُنَزَّهُ:** نَزِهَ (س)ونَزُهَ (ک) نَزَاهَةً ونَزَّهَ ، نَفْسَهُ عَنِ القَبِيحِ، برائی سے پاک ہونا، اپنے آپ کو گناہ و عیوب سے دور رکھنا.

١٠۔ **تُطَارِدُ:** طَارَدَ، طِرَاداً وَمُطَارَدَةً، الأَقْرَانَ، ہم عصروں کا ایک دوسرے پر حملہ کرنا، تَطَارَدَ القَومُ، ایک دوسرے پر حملہ کرنا.

۱۱ فَـرِّجْ بِـحَـوْلِکَ کُـرْبَتِي	یَـا مَـنْ لَـهُ حُسْـنُ الـعَـوَائِدُ
اپنی قدرت سے میرے غم کو دور کر دیجئے	اے وہ ذات جو حسن سلوک کی عادی ہے
۱۲ فَـخَـفِـیٌّ لُـطْـفِکَ یُسْتَـعَـا	نُ بِـهِ عَـلٰـی الـزَّمَـنِ الـمِعَـانِدُ
اس لئے کہ آپکے ان گنت احسانات کے ذریعہ	سخت زمانے پر مدد طلب کی جاتی ہے
۱۳ أَنْـتَ الـمُـیَسِّـرُ وَالْـمُسَبِّـبُ	وَالْـمُسَهِّـلُ وَالْـمُسَـاعِـدُ
آپ ہی مشکل کو آسان کرنے والے، آپ ہی مسبب الاسباب ہیں	آپ ہی آسانی پیدا کرنے والے اور آپ ہی مددگار ہیں
۱۴ یَسِّـرْ لَـنَـا فَـرَجـاً قَـرِیْـبـاً	یَـا إِلٰهِـي لَا تُبَـاعِـدُ
ہمیں غموں سے فوری نجات عطا فرما	اے خداوندا، کشادگی ہم سے دور نہ فرما
۱۵ کُـنْ رَاحِـمِـی فَـلَـقَـدْ أَیِسْـتُ	مِـنَ الْأَقَـارِبِ وَالْأَبَـاعِـدُ
تو ہی مجھ پر رحم فرما اسلئے کہ میں	قریب و بعید سب سے مایوس ہو گیا ہوں
۱۶ ثُمَّ الصَّـلٰوۃُ عَلَـى النَّبِیِّ	وَآلِـهِ یَـا خَیْـرَ سَـاجِـدُ
پھر رحمت بھیج نبی اکرم ﷺ پر	اور انکی آل پر اے قریب و مسجود ذات

دعا ہی وہ طاقت ہے جسکے سہارے مؤمن ہر آفت و مصیبت سے نجات پا سکتا ہے، ایک حدیث میں ہے " إن الدّعاء ینفع ممّا نزل وممّا لم ینزل، فعلیکم عباد الله بالدّعاء" (رواہ الترمذی)

امام شافعیؒ مذکورہ اشعار میں دعا کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: کہ مؤمن کو مبارک اوقات اور مبارک مقامات میں اللہ تعالیٰ کی جانب خوب رجوع کرنا چاہیئے۔ امام شافعیؒ نے مذکورہ اشعار کو قبولیت دعاء میں مؤثر مانا ہے، اسلئے طلبۂ کرام کو یہ اشعار حفظ کر کے کبھی کبھی اپنی دعا کا حصہ بنانا چاہئے۔ اسلاف کرام کے تجربات تیر بہدف ہوتے ہیں اور انکے برکات اور وسیلے سے کام بن جایا کرتے ہیں۔ ؎ ان سے ملنے کی یہی ہے ایک راہ ملنے والوں سے راہ پیدا کر

۱۱۔ **الحَوْلُ**: مص، قدرت، قوت، کہا جاتا ہے " لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّۃَ إِلَّا بِاللّٰہ ".

العَوَائِدُ: وعُوَّدٌ وعَائِدَاتٌ، العَائِدَۃُ مؤنث کی جمع، العَادَۃُ، ج، عَادَاتٌ، عادت، بھلائی، صلہ، مہربانی، منفعت.

۱۴۔ **إِلٰهِي**: الإِلٰهُ، معبود، خدا، ج، آلِهَۃٌ. **اللّٰہُ**: ذات واجب الوجود کا نام، اِلٰھی، بمعنی اللّٰھُمَّ، اے خدا، اے اللہ تعالیٰ۔

۱۶۔ **الصَّلٰوۃُ**: او الصَّلاَۃُ، ج، صَلَوَاتٌ، دعا، نماز تسبیح، مِنَ اللّٰہِ، رحمت، مِنَ العِبَادِ، دعا۔

حقُّ الجَارِ

جاء رجل إلى الشافعیؒ ، فقال له،أصلحک اللّٰه، صدیقک فلان علیل،فقال الشافعیؒ ، واللہ لقد أحسنت إلیّ وأیقظتنی لمکرمة، ودفعت عنّی إعتذارا یشوبه الکذب،ثم قال یا غلام، هات السّبتیّة.... للمشیُ علی الحفاء،علی علة الوجاء، فی حرّ الرّمضاء، من ذی طوٰی، أهون من إعتذار إلی صدیق یشوبه الکذب، ثم أنشد:

۱ أَرٰی رَاحَةً لِلْحَقِّ عِنْدَ قَضَائِهِ — وَیَثْقُلُ یَوْماً إِنْ تَرَکْتُ عَلٰی عَمَدِ

میں ادائیگئ حق کے بعد راحت محسوس کرتا ہوں — اور حق کو عمدا ترک کرنے والا دن مجھ پر ثقیل ہوجاتا ہے

۲ وَحَسْبُکَ حَظّاً أَنْ تُرٰی غَیْرَ کَاذِبٍ — وَقَوْلُکَ لَمْ أَعْلَمْ وَذَاکَ مِنَ الجُهْدِ

اور تیری خوش نصیبی ہے کہ تو جھوٹا نہ سمجھا جائے — اور تیرا یہ کہنا کہ مجھے علم نہیں تھا مشقت کی بات ہے

۳ وَمَنْ یَقْضِ حَقَّ الجَارِ بَعْدَ ابْنِ عَمِّهِ — وَصَاحِبِهِ الأَدْنٰی عَلَی القُرْبِ وَالبُعْدِ

اور جو شخص اپنے بھائیوں اور قریبی رشتہ داروں کے بعد — نزدیک و دور کے پڑوسی کا حق ادا کرتا ہے

٤ یَعِیشُ سَیِّداً یَسْتَعْذِبُ النَّاسُ ذِکْرَهُ — وَإِنْ نَابَهُ حَقٌّ أَتَوْهُ عَلٰی قَصْدِ

وہ زندگی میں سردار بنتا ہے اور لوگ اسکا عزت سے نام لیتے ہیں — اور ضرورت پیش آنے پر لوگ بقصد مدد پہونچ جاتے ہیں

تشریح : مذھب اسلام نے اپنے پرائے، چھوٹے بڑے، قریب وبعید حتی کہ جانوروں کے حقوق بیان فرما کر اس کو ادا کرنیکی تاکید فرمائی ہے۔من جملہ ان حقوق میں ایک اہم حق پڑوسی کا حق ہے، اسلامی تعلیمات میں کہیں تو " واللّٰہ لا یؤمن، واللّٰہ لا یؤمن، واللّٰہ لا یؤمن، قیل من یا رسول اللّٰہ؟ قال الذی لا یأمن جارہ بوائقه " (رواہ البخاری) ⇦

۱۔**یَثْقُلُ** : ثَقُلَ(ک) ثِقْلاً وثَقَالَةً، بھاری ہونا، بوجھل ہونا،صفت،ثَقِیْلٌ، ج، ثُقَلاءُ،ثِقَالٌ.

۳۔**الأدنٰی**: دَنِیٌّ کا اسم تفضیل، ج، اَدَان، اَدْنُون،نسب میں قریب ترین رشتہ دار لوگ۔

٤۔ **یَسْتَعْذِبُ** : اِسْتَعْذَبَ الشَّیئُ، میٹھا اور خوش گوار ہونا، یَسْتَعْذِبُ النَّاس ذِکْرَهُ، یَجِدُونَهُ عَذْباً وَیَرْتَاحُونَ لِسِمَاعِهِ،خَرَجَ یَسْتَعْذِبُ المَاءَ، میٹھا پانی لینے کے لئے جانا۔ **نَابَهُ**: نَابَ یَنُوبُ نوباً ونَوْبَةً، فُلاَنَاً أَمْرٌ،کوئی امر پیش آنا۔ **الحَقُّ**: مص،فیصل شدہ امر،موت،نصیب،مال،ثابت شدہ۔

کہکر پڑوسی کی ایذارسانی سے بچنے کی تاکید فرمائی گئی ہے تو کہیں "ما امن بی من بات شبعان، وجاره جائع إلى جنبه، وهويعلم به" (رواه الطبرانی فی الکبیر) کہکر پڑوسی کا ہر ممکن خیال رکھنے کی ہدایت فرمائی گئی ہے۔ مذکورہ دونوں روایتیں اپنی جامعیت کے ساتھ پڑوسیوں کے ساتھ سلوک کے معاملے میں تہذیب جدید کے علم برداروں کو انکی؛ تھذیب کے ناقص ہونیکا پتہ دیتی ہے، کیونکہ سالہا سال پڑوس میں رہکر؛ پڑوسی کو نہ پہچاننا اگرچہ پڑوسی کونقصان نہ پہونچانیکی حدتک تو مفید ہے مگر راحت وآرام پہونچانیکے معاملہ میں ناکام اور قابل ردّ، اسلئے کہ پڑوس ایک ایسا تعلق ہے جسمیں طرفین سے ہر دوامور میں تعاون حاصل ہونا مطلوب وممدوح ہی نہیں؛ جانبین کی ضرورت ہے، قرآن کریم میں ہے " وَبِالوَالِدَیْنِ إِحْسَانًا وبِذِی القُرْبٰی والیَتَامٰی والمَسَاکِین وَالجَارِ ذِی القُرْبٰی والجَارِ الجُنُبِ والصَّاحِبِ بالجَنْبِ وابْنِ السَّبِیل"(نساء: ٣٦) آپ ﷺ کا " مَازَالَ جِبْرَئِیلُ یُوصِینِی بِالجَارِ، حَتّٰی ظَنَنْتُ أَنَّہُ سَیُورِّثُہُ" (رواه الترمذی) فرمانا اس حق کے انتہائی اہم ہونیکی دلیل ہے۔

امام شافعیؒ مذکورہ اشعار میں لوگوں کی؛ حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی اور بہانہ بازی پر تنبیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں؛ کہ محتاج وبیمار بھائی کی؛ جاننے کے باوجود خبر گیری نہ کرنا اور ملاقات پر عذرومعذرت اور کذب بیانی سے کام لینا ایک مؤمن کی شان نہیں، کامل مؤمن وہ ہے جو مؤمن بھائی کی نگرانی کرے اور شدائد میں فوری طور پر اسکی مدد کے لئے آگے آئے، ایسا کرنے والا لوگوں کے بیچ عزت کا مقام پاتا ہے؛ خود مصیبت میں مبتلا ہونے پر لوگوں کی ہمدردی کا مستحق ہوتا ہے اور موت کے بعد ذکر خیر اور جنت کے بلند درجات کا بھی حقدار بنتا ہے۔

وَلَوْلَا خَشْيَةُ الرَّحْمٰنِ

قال المبرّد، دخل رجل على الشافعیؒ ،فقال،إنّ أصحاب أبی حنيفةؒ لفُصحاء،فقال الشافعیؒ:

۱ وَلَوْلاَ الشِّعْرُ بِالعُلَمَاءِ يُزْرِيْ — لَكُنْتُ اليَوْمَ أَشْعَرَ مِنْ لَبِيدِ

اگرشعر گوئی کا پیشہ علماء کے لئے عیب کی بات نہ ہوتا — تو آج میں لبید سے بڑا شاعر ہوتا

۲ وَأَشْجَعَ فِي الوَغٰى مِنْ كُلِّ لَيثٍ — وَآلِ مَهَلَّبِ وَبَنِي يَزِيدِ

اورلڑائی میں شیر نر سے زیادہ — اورآل مهلّب اور بنو یزید سے زیادہ بہادر ہوتا

۳ وَلَوْلاَ خَشْيَةُ الرَّحْمٰنِ رَبِّي — حَسِبْتُ النَّاسَ كُلَّهُمْ عَبِيدِي

اوراگر بہت رحم کرنے والے میرے رب کی خشیت نہ ہوتی — تو تمام لوگوں کو میں اپنا غلام سمجھتا

تشریح : امام شافعیؒ نے مذکورہ اشعار میں شعر گوئی کوعلماء کرام کے لئے عیب قرار دیا ہے اس سے وہ شعر گوئی مراد ہوگی جو درباری شعراء کی طرح پیشہ ورانہ انداز میں؛ بے جا مدح سرائی کے طور پر اختیار کی جائے، یا وہ شعر گوئی مراد ہوگی جو افکار باطلہ کی ترویج اور عشق ومحبت کے مضامین پر مشتمل ہو،جسکی قباحت قرآن کریم نے ”وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الغَاوُون، اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِی كُلِّ وَادٍ يَّهِيمُونَ،وَ اَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَالَا يَفْعَلُون“(شعراء:۲۲) میں یا” وَمَاعَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَايَنْبَغِی لَه“(یاسین : ۶۹) میں ذکر فرمائی ہے، ⇦

۱ـ**الشِّعْرُ** : شَعُرَ (ن،ک)شِعراً کا مصدر،منظوم کلام،ج، اشْعار. **يُزرِی** : زَرٰی (ض) زَرْياً وزُرْياً وزرايةً، عليه عمله، کسی کام پرعتاب کرنا،عیب لگانا، اَزْرٰی بِهِ واَزْرَاهُ،بدگوئی کرنا،حق کم کرنا.

لَبِيدُ : پورانام، لبيد بن ربيعة بن مالک، أبو عقيل العامری ،زمانۂ جاهلیت کےفن شاعری کے شہسواروں میں سے ایک ہے۔نجد کے رہنے والے ہیں۔آپ ﷺ کے پاس آئے اورمسلمان ہوگئے اورصحابی رسول ﷺ بننے کا شرف حاصل کیا،مسلمان ہونیکے بعد شعر کہنا چھوڑ دیا،سوائے،ایک شعر کےکوئی شعرمسلمان ہونے کے بعدنہیں کہا۔وہ یہ شعرہے، ماعاتب المرأ الكريم كنفسه ـ والمرأ يصلحه الجليس الصالح. کوفہ میں رہےاورطویل عمرپائی، ”السبع المعلقات“ میں ایک معلّقہ انکاہے،جسکا مطلع یہ ہے ،عفت الدّيار محلّهافمقامها. بمنی،تأبّد غولها فرجامها.

۲ـ**الوغٰى** : شور،لڑائی. **ال مهلّب، بنی يزيد**: ابتداءاسلام میں جہاد کےسپہ سالار ہوا کرتے تھے۔

باقی دفاع اسلام کے لئے ؛ توحید ورسالت کے اثبات کے لئے یا کوئی حکمت بھری بات کو مؤثر انداز میں بیان کرنے کے لئے اشعار کا سہارا لیا جائے تو کوئی حرج کی بات نہیں۔

شاعر اسلامی حسّان بن ثابت انصاریؓ کو آپ ﷺ کا " أجب عنّی ، أللّھم أیّدہ بروح القدس " (متفق علیه) کے الفاظ میں دعا دینا؛ حضرت عمرو بن شریدؓ سے ردیف بنکر آپ ﷺ کا ایک سو اشعار کا سننا اور خود موقع بموقع ایک دو اشعار کا کہنا؛ نیک مقصد کے لئے شعر گوئی کی اجازت پر دلالت ہے۔ باقی امام شافعیؒ جیسے مجتہد اور امام فقہ کے لئے استنباط مسائل کو چھوڑ کر شعر گوئی کا پیشہ اختیار کرنا یقیناً عیب کی بات مانا جائیگا ، کیونکہ احکام شریعت کو جان کر لوگوں تک پہونچانا ضروریات دین میں سے ہے، جبکہ شعر شاعری کو ہرگز ہرگز یہ مقام حاصل نہیں ہوسکتا۔

خَمسُ فَوَائِدِ

قیل للإمام الشافعیؒ ما لک تکثر من إمساک العصا ولست بضعیف، قال، لأذکر أنّی مسافر، وقال رحمه الله، یعدّد فوائد السّفر والإغتراب:

١ تَغَرَّبْ عَنِ الْأَوْطَانِ فِی طَلَبِ الْعُلٰی	وَسَافِرْ فَفِی الْأَسْفَارِ خَمْسُ فَوَائِدِ
مقاصد عالیہ کے حصول کے لئے ترک وطن اختیار کر	اور سفر کر اسلئے کہ سفر کرنے میں پانچ فائدے ہیں
٢ تَفَرُّجُ هَمٍّ وَاكْتِسَابُ مَعِيشَةٍ	وَعِلْمٌ وَآدَابٌ وَصُحْبَةُ مَاجِدِ
پریشانی کا دور ہونا، روزی کا حاصل ہونا	اور علم وآداب کا سیکھنا اور شریفوں کی صحبت حاصل ہونا

تشریح: سفر انسان کی دینی، دنیوی؛ ظاہری، روحانی و مادی ترقی اور ظفر کا بہترین وسیلہ ہے، قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں آلات سفر، آداب سفر، اغراض سفر اور متعلقات سفر کا تفصیلی تذکرہ آنا اس بات کی علامت ہیکہ اغراض حسنہ کے لئے سفر کرنا نہ صرف جائز ہے؛ بعض مرتبہ ترقی کے اعلیٰ منازل طے کرنے کے لئے ضروری ہوجاتا ہے۔ امام شافعیؒ مذکورہ اشعار میں اپنے تجربات کی روشنی میں نصیحت فرماتے ہیں کہ اگر وطن میں مقیم رہکر طلب علم، طلب رزق اور اکتساب معالی کے اسباب میسّر نہ ہوں تو انسان کو اُن مقامات کی جانب ضرور سفر کرنا چاہئے جہاں یہ فضیلتیں بآسانی میسّر ہو سکے، سید الانبیاء ﷺ سے لیکر خیر القرون میں اور آج تک اللہ والوں کا مقاصد حسنہ کے لئے سفر کرنا ثابت ہے، ان گنت اللہ والوں کی جائے ولادت اور جائے وفات کا مختلف ہونا بھی اسی دعوٰی کی دلیل ہے، امام شافعیؒ نے ان اشعار میں سفر سے حاصل ہونے والے بے شمار فوائد میں سے پانچ فائدوں کا بھی تذکرہ فرمایا ہے۔

١۔ **تَغَرَّبْ:** تَغَرَّبَ، اِغْتَرَبَ، وطن سے نکل جانا، الغَرِيْبُ، وطن سے دور، ج، غُرَبَاءُ.

العُلٰی: والعَلاَ، بلندی، شرافت.

٢۔ **مَعِيشَةٌ:** ومَعَاشٌ، کھانے پینے کی چیز جس سے گذران ہو، ذرائع زندگی، ج، معايِشُ. قرآن کریم میں ہے ﴿وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ﴾.

مَاجِدٌ: مَجُدَ (ک) مَجَادَةً کا فاعل، بزرگی والا، خوش خلق، ج، أَمْجَادٌ، مَجَدَة.

لاَ تَنْقَضِی

قال الإمام الشافعیؒ ، یذکر کثرة محن الزمان وقلّة أعیاد السّرور فیه:

۱ مِحَنُ الزَّمَانِ کَثِیرَةٌ لاَ تَنْقَضِي وَسُرُورُهُ یَأْتِیکَ کَالأَعْیَادِ

زمانے کے مصائب بے حدو بے شمار ہیں اورخوشیاں تو عید کی طرح کبھی کبھی آتی ہیں

۲ مَلَکَ الأَکَابِرَ فَاسْتَرَقَّ رِقَابَهُمْ وَتَرَاهُ رِقّاً فِی یَدِ الأَوْغَادِ

زمانے نے کبھی کبھی وقت کے بڑوں کی گردنوں کو پکڑ کر ذلیل لوگوں کی غلامی میں دے دیا

تشریح: دنیا مؤمن کے لئے دارالامتحان اورقیدخانہ ہے جبکہ کافر کے لئے آرام گاہ اور جنت ہے، یہاں مختلف احوال وآفات کے ذریعہ مؤمن کے صبر، تسلیم ورضا اوراطاعت وانقیاد کا امتحان لیا جاتا رہتا ہے اورسوفیصد کامیاب ہونے والے کو جنت کے دخول اولین کا پروانہ دیا جاتا ہے، قرآن کریم میں ہے " وَ لَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِنَ الْخَوفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ والْأَنْفُسِ والثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِیْن" (البقرة : ۱۵۵) دوسری جگہ ارشاد ہے " أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الجَنَّةَ وَلَمَّایَأتِکُمْ مَثَلُ اللَّذِیْنَ خَلَوْامِنْ قَبْلِکُمْ مَسَّتْهُمُ البَأسآءُ وَالضَّرَّاءُ وزُلْزِلوا" (البقرة: ۲۱۴) ایک حدیث شریف میں مؤمن پر ہر چہار جانب سے آنے والے حوادثات وآفات کو تمثیل دیکر اسطرح سمجھایا گیا ہے" مثل المؤمن کمثل الزّرع ،لا تزال الرّیاح تفیّئه، ولایزال المؤمن یصیبه البلاء، ومثل المنافق کمثل شجرة الارز لاتهتزّ حتّی تستحصد" (رواه الترمذی) ⇦

۱۔ **مِحَنٌ:** المِحْنَةُ، کی جمع ،آزمائش، مَحَنَ(ف) مَحْناً، فلانا، آزمانا.

الأَعْیَادُ: عِیدٌ کی جمع، عِیدٌ دراصل عِوْدٌ تھا،اسکی جمع حسب قاعدہ أَعْوَادٌ آنی چاہئےتھی مگر عُودٌ بمعنی لکڑی کی جمع سےفرق کرنے کے لئے اَعْیَادٌ آتی ہے۔وہ دن جسمیں بڑے واقعہ یابڑے آدمی کی یادمنائی جائے۔

۲۔ **اِسْتَرَقَّ:** رَقَّ (ض)رَقّاً، العَبْدُ، غلام ہونایارھنا. اِسْتَرَقَّ، العَبْدَ، غلام کامالک ہونا .

الأَوْغَادُ: ووُغْدَانٌ ووِغْدَانٌ، الوَغْدُ کی جمع ،کمزورعقل والا،بےوقوف،کمینہ،غلام۔

امام شافعیؒ مذکورہ اشعار میں مؤمن کو تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دنیا میں مؤمن کا حوادثات زمانہ سے امتحان لیا جانا قرین قیاس اور اچھے حال کی علامت ہے، اسلئے کہ مؤمن نے اللہ تعالیٰ سے جنت کا سودا کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ سامان اتنا سستا نہیں کہ بآسانی یا کم قیمت پر مل جائے! دائمی جنت کے لئے وقتی تکالیف کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرنا ضروری ہے، جب دنیوی کامیابی بغیر محنت کے ممکن نہیں؛ تو اخروی کامیابی کے لئے محنت کرنا ضروری کیوں نہ ہو؟ مجذوب نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

اسی غفلت یہ تیری ہستی نہیں — دیکھ جنت اس قدر سستی نہیں
رہ گذر دنیا ہے، یہ بستی نہیں — جائے عیش وعشرت ومستی نہیں
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے — کرلے جو کرنا ہے، آخر موت ہے
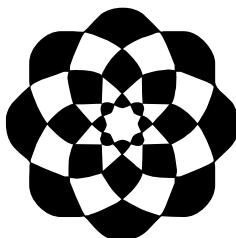
خَلِّ الهَمَّ عَنِّی

قال الإمام الشافعیؒ ، مفوّضا أمره إلی الله ،مؤمنا بعنایته ،غیر مهتمّ بشأن الغد، طالبا للغد رزقه الجدید:

۱ إِذَا اَصبَحتُ عِندِی قُوتُ یَومِی فَخَلِّ الهَمَّ عَنِّی یَاسَعِیدُ

جب میں نے ایسی حالت میں صبح کی کہ ایک دن کی روزی موجود ہے تو اے نیک جان مجھ سے فکر معاش کو دور رکھ

۲ وَلاَ تَخطُرْ هُمُومُ غَدٍ بِبَالِي فَإِنَّ غَداً لَهُ رِزْقٌ جَدِیدُ

اور میرے دل میں کل کی روزی کا غم نہ آنے دے اس لئے کہ آئندہ کل کے لئے نیا رزق مقدر ہے

۳ أُسَلِّمُ إِنْ أَرَادَ اللّٰهُ أَمْراً فَأَتْرُکُ مَاأُرِیدُ لِمَا یُرِیدُ

میں فیصلۂ خداوندی کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہوں اور مرضی مولیٰ کو اپنی رضا پر ترجیح دیتا ہوں

تشریح: امام شافعیؒ اعلیٰ درجے کے متوکل اور بلند پایے کے بزرگ تھے، حق تعالیٰ کی صفت رزاقیت پر یقین کرنے والے اور کل کی روزی سے مکمل بے نیاز تھے۔ فرماتے ہیں کہ جب آج کی روزی میسّر ہو تو کل کی فکر کرنا عیب ہے اسلئے کہ جس خدا نے آج روزی دی ہے وہ ہی خدا کل نئ روزی دینے والا ہے، کیونکہ ہمارا عقیدہ ہیکہ کوئی بھی نفس اپنی روزی پوری کئے بغیر ہرگز ہرگز مرتا نہیں، پھر جس چیز کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے لے رکھی ہو اسکی ہمیں فکر کرنیکی کیا ضرورت؟

حق تعالیٰ نے قرآن کریم میں روزی کا نظام اسطرح بیان فرمایا ہے " وَمَنْ یَتَّقِی اللّٰه یَجْعَلْ لَهُ مَخرَجاَ وَیَرْزُقْهُ مِنْ حَیثُ لَا یَحتَسِبُ'' (الطلاق : ۲،۳)

⇦

۱۔ **القُوتُ :** خوراک ،غذا، ج، أَقْوَاتٌ، القَائِتُ، والقَیْتَةُ والقُوَاتُ، غذا،روزی،هُوَ فِی قَائِتٍ مِنَ العَیْشِ، وہ گذارے کی بقدر روزی میں ہے۔

۲۔ **البَالُ:** دل، کہتے ہیں، مَاخَطَرَ الأمْرُ ببَالِی، یہ بات میرے دل میں نہیں کھٹکی، فُلانٌ رَخِیُّ البَالِ، فلاں آسودہ حال ہے، فُلانٌ کَاسِفُ الحَالِ ،فلاں بدحال ہے،جس چیز کا اہتمام کیا جائے أَمْرٌ ذُو بَالٍ، مَابَالُکَ ؟

۳۔ **أُسلِّمُ:** سَلَّمَهُ، مِنَ الآفَةِ، کسی کو آفت سے بچانا، هُ، إلی فلان، کسی کو کسی کے سپرد کرنا، سر تسلیم خم کرنا، حوالہ کرنا۔

آپ ﷺ نے بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ملنے والی روزی اور اسپر توکل کو اسطرح سمجھایا ہے " لو أنّكم تتوكّلون عَلٰى اللّٰه حقّ توكّله، لرزقم كما يرزق الطّير، تغدا خماصا وتروح بطانا " (رواه الترمذی وابن ماجه)

طلب میں اجمال کے ساتھ ابتغاء رزق اگرچہ مطلوب ومحبوب ہے تاہم اسکی فکر میں پڑ کر مقصد حیات سے غافل ہو جانا ناپسندیدہ اور قابل گرفت ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے " فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ"(الجمعة: ۱۰) میں صلوۃ کو مقدم بھی کیا ہے اور حصول رزق میں مؤثر بھی مانا ہے اور اسمیں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے ملنے والی چیز اللہ تعالیٰ کی معصیت کر کے حاصل نہیں ہوسکتی۔
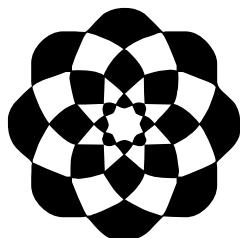
لَا تَيْأَسَنْ

دخل رجل على الشافعيؒ وهو يشكو كثرة ذنوبه، فذكره الشافعيؒ بمغفرة الله ثم أنشد:

۱ إِنْ كُنْتَ تَغْدُوْ فِي الذُّنُوبِ جَلِيْدًا وَتَخَافُ فِي يَوْمِ الْمَعَادِ وَعِيْدًا

اگرتو گناہوں کا خوگر ہوگیا ہے اور آخرت کے دن کی وعید کا تجھے ڈر ہے

۲ فَلَقَدْ أَتَاكَ مِنَ الْمُهَيْمِنِ عَفْوُهُ وَأَفَاضَ مِنْ نِعَمٍ عَلَيْكَ مَزِيْدًا

تو یقیناً اپنے محافظ خدا کا عفوتو دیکھ ہی چکا ہے جو باوجود گناہ کے تجھ پر نعمتوں کی بارش کرتا رہا ہے

۳ لَا تَيْأَسَنْ مِنْ لُطْفِ رَبِّكَ فِي الْحَشَا فِي بَطْنِ أُمِّكَ مُضْغَةً وَوَلِيْدًا

تو اس رب کے کرم سے قطعا مایوس نہ ہو جسنے رحم مادر میں مضغہ سے بچہ بننے تک تجھ پر مہربانی فرمائی

٤ لَوْ شَاءَ أَنْ تَصْلٰى جَهَنَّمَ خَالِدًا مَا كَانَ أَلْهَمَ قَلْبَكَ التَّوْحِيْدًا

اگر وہ تجھے ہمیشہ کی جہنم میں داخل کرنا چاہتا تو تیرے دل میں کلمۂ توحید کا القاء نہ فرماتا

تشریح: توبہ کرنا اور معافی مانگنا اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ پسند ہے، حالت سفر میں بیابان میں سامان وسواری گم کردہ؛ موت کے منتظر مسافر کو؛ مع ساز وسامان سواری مل جانے پر ہونے والی خوشی سے زیادہ؛ اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ پر خوش ہوتے ہیں، توّاب، ستّار، غفّار، رحمٰن وغیرہ وغیرہ اللہ تعالیٰ کی وہ عظیم الشان صفتیں ہیں جو بڑے سے بڑے عاصی؛ کو بشرط ایمان وتوبہ معاف کردینے کے لئے کافی ہیں، ایک روایت میں تو یہاں تک فرمایا گیا ہے۔ ⇦

۱۔ **تَغْدُو:** غَدَا(ن) غُدُوًّا، صبح کو جانا، مطلقا جانا، صار کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ غَدَا، غُدْوَةً، صبح سویرے پہونچنا، جلدی پہونچنا. **جَلِيداً:** صابر، قوت والا، چالاک، ج، جُلَدَاءُ، جِلَادٌ.

۲۔ **المُهَيْمِنُ:** الشاهد، وهو من آمن غيره من الخوف، والمهيمن، القائم على خلقه بأعمالهم وأرزاقهم. **أفاض:** فَاضَ يَفِيضُ فَيْضاً وفَيَضَاناً، السَّيْلُ او الشَّيْئُ، کثرت سے ہونا، أَفَاضَ اِفَاضَةً، الإِنَاءُ، برتن کولبریز کردینا.

۳۔ **الحَشَا:** جو کچھ پسلیوں کے اندر ہے، پیٹ کی اندرونی چیزیں، ج، اَحْشَاءُ.

آپ ﷺ کا ارشاد ہے " والّذی نفسی بیده، لو لم تذنبوا، لذهب اللّه بكم، ولجاء بقوم، يذنبون فيستغفرون اللّه، فيغفرلهم " (رواه مسلم) قرآن کریم نے اللہ تعالیٰ کی توبہ قبول کرنے اور مغفرت دینے کی سنت کو بے انتہا بلیغ انداز میں اسطرح بیان کیا ہے " قُلْ لِعِبَادِیَ الَّذِینَ اَسْرَفُوا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَاتَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ، إِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيْعَا، إِنَّهُ هُوَ الْغُفُورُ الرَّحِيْم" (الزمر: ۵۳)

امام شافعیؒ نے مذکورہ اشعار میں حکمت بھرے انداز میں؛ بندے کو اللہ کی طرف رجوع کرنے اور معافی مانگنے پر ابھارا ہے، فرماتے ہیں کہ وہ خدا جس نے تجھے رحم مادر میں بھی ضائع نہیں کیا؛ وہ خدا جس نے تجھے ایمان واسلام کی ھدایت کی؛ وہ خدا جو تجھ پر باوجود معصیت کے نعمتوں کا دروازہ بند نہیں کرتا! وہ خدا جو اپنے بندوں پر بے حد مہربان ہے؛ ایسے خدا کی جانب سے مغفرت اور بخشش سے تو مایوس کیسے ہوگیا؟ تیرے مانگنے میں دیر ہوسکتی ہے وہاں سے ملنے میں دیر نہیں ہوسکتی۔ اے عاصی! دیر نہ کر؛ جلد رجوع کر؛ وہاں سے ہر وقت ''هل من مُستغفِر فأَغفر له" کی منادی ہوتی رہتی ہے؛ نادم اور پشیمان ہوکر؛ دوبارہ کبھی نہ کرنیکے پختہ ارادے کے ساتھ حاضر ہوجا اور " التّائب من الذّ نب كمن لا ذنب له" (رواه البيهقى فى شعب الايمان) کی بشارت میں خود کو شامل کرلے۔
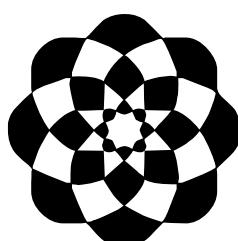
الخَلْقُ لَيسَ بِهَادٍ

١ لَيتَ الكِلابُ لَنا كَانَت مُجاوِرَةً — وَلَيتَنا لا نَرىٰ مِمّا نَرىٰ أَحَدَا
کاش کہ کتے ہمارے پڑوسی ہوتے — اور کاش جنکو ہم دیکھ رہے ہیں انہیں نہ دیکھنا پڑتا

٢ إِنَّ الكِلابَ لَتَهدِى فِي مَواطِنِهَا — وَالخَلقُ لَيسَ بِهادٍ شَرُّهُم اَبدَاً
کتے تو مخصوص مقامات میں انسان کے کام آجاتے ہیں — جبکہ شریروں سے دائمی شرارت کے علاوہ اور کوئی امید نہیں

٣ فَاهرُبْ بِنَفسِكَ وَاستَأنِسْ بِوَحدَتِهَا — تَبقَ سَعِيداً إِذَا مَا كُنتَ مُنفَرِدَا
پس تو شریروں سے دور ہوکر تنہائی کو اپنا مونس بنالے — شریروں سے جدائی تجھے دوجہاں کی سعادت عطا کریگی

تشریح: امام شافعیؒ نے مذکورہ اشعار میں شاید فتنہ اور ہرج کے زمانے کی نشاندہی کی ہے، جسمیں دین کی حفاظت کے لئے مؤمن کو تنہائی اختیار کرنے؛ حتی کہ بکریاں لیکر پہاڑ کی چوٹیوں پر چلے جانیکی تاکید کی گئی ہے۔ خود قرآن کریم نے فتنے کے دور میں مؤمن کے ایمان کی سلامتی کے لئے یہ ہدایت فرمائی ہے "يَاأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا عَلَيكُم اَنفُسَكُم، لَايَضُرُّكُم مَن ضَلَّ اِذَا اهتَدَيتُم" (مائدة: ١٠٥) حدیث شریف میں بھی ایسے مواقع پر لوگوں سے الگ رہنے کی نصیحت کی گئی ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے "يوشك أن يكون خير مال المسلم غنم؛ يتّبع بها شعف الجبال؛ ومواقع القطر، يفرّ لدينه من الفتن" (رواه البخارى). امام شافعیؒ نے برے ساتھی اور شریر افراد کو کتوں سے بھی زیادہ شرانگیز ذکر کرکے ان سے دوری اختیار کرنیکی نصیحت فرمائی ہے، اسلئے کہ کتوں میں وفاداری، نگرانی اور مالک کو فائدہ پہونچانے جیسے کچھ اچھے صفات تو پائے جاتے ہیں، جبکہ فسادی لوگ ان صفات سے بھی نہ صرف عاری؛ مخالف صفات کے حامل ہوتے ہیں، اور ظاہر ہے بے وفا اور ضرر رسا دوست کی دوستی سے تنہائی لاکھ درجہ بہتر ہے۔

١۔ **مُجَاوَرَةً:** جَاوَرَ، مُجَاوَرَةً وجِوَاراً وجُوَاراً، پڑوس میں رہنا، المسجد، مسجد میں اعتکاف کرنا۔
٢۔ **الكِلاَبُ** : الكَلْبُ، کتا، ج، كِلاَبٌ، جج، اَكَالِبُ وكِلاَبَاتٌ.
٣۔ **اِستَأنِسْ**: اِستَأنَسَ، وحشت دور ہونا، به وإليه، کسی سے مانوس ہونا۔ لَهُ، کان لگانا، دیکھنا.

تَقْوَ ی اللّٰہِ أَفْضَلُ

قال یوسف بن عبدالأحد، قلت للمزنیؒ، کان الشافعیؒ یتراوح بین بیتین من الشعر، ما هما؟ فأنشدنی:

۱ يُرِيدُ الْمَرْءُ أَنْ يُعْطٰى مُنَاهُ	وَيَأْبٰى اللّٰهُ إِلَّا مَا أَرَادَا
انسان چاہتا ہے کہ اسکی آرزوئیں پوری ہوجائیں	مگر اللہ کا ارادہ ہی نافذ ہو کر رہتا ہے
۲ يَقُولُ الْمَرْءُ فَائِدَتِي وَمَالِي	وَتَقْوَى اللّٰهِ أَفْضَلُ مَا اسْتَفَادَا
انسان اپنے مال اور اپنے فائدہ کی فکر کرتا ہے	حالانکہ تقوی کا حاصل ہوجانا ان تمام فوائد سے بہتر ہے

تشریح: تقوی ملاک الحسنات ہے، یہ وہ کنجی ہے کہ جو ہاتھ آجائے تو بھلائی کے دروازے کھلتے جاتے ہیں اور برائی کے دروازے مقفل ہوجاتے ہیں، تقوی وہ بنیادی خوبی ہے جو مؤمن کو حقیقی فضل اور اصلی عزت کی طرف لے جاتی ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے " لافضل لعربیّ علی عجمیّ، و لا عجمیّ علی عربیّ إلّابالتقوی" (رواہ البخاری)، تقوی وہ صفت ہے؛ جو انسان کو درجہ بدرجہ ہدایت کے اعلیٰ منازل تک پہونچا دیتی ہے۔ قرآن کریم میں ہے " هُدًى لِلْمُتَّقِيْنَ" (بقرة: ۲) قرآن کریم نے ہر اہم حکم کے ساتھ تقوی کو بہت اہتمام سے ذکر فرمایا ہے، آپ ﷺ بھی اپنی تقریر میں اکثر و بیشتر یہ الفاظ دہراتے تھے "اوصیکم ونفسی بتقوی اللہ"، جس آدمی کے دل میں اللہ تعالیٰ کا دھیان اور خوف ہوگا وہ "اللہ دیکھ رہا ہے" کے احساس سے سفر وحضر، سرّ وعلن، خلوت وجلوت میں یقیناً گناہوں سے بچیگا اور رضاء الٰہی کے خیال میں نیکیوں کی جانب راغب ہوگا، اور وہ ہی دنیا کی گذرگاہ سے دامن آلودہ کئے بغیر؛ عافیت سے گذر جائیگا؛ اسلئے کہ تقوی کی تعریف ہی بعض بزرگوں نے خاردار راستے سے دامن بچا کر؛ سلامت باہر آنے سے کی ہے، چونکہ تقوی اس اعتبار سے بہت ہی اہم اور قیمتی چیز ہے اسلئے امام شافعیؒ نے " تقوی اللّٰہ افضل مااستفادا" کہکر جملہ امور اور اسباب خیر پر اسکی فضیلت کو ثابت کیا ہے، قرآن کریم میں ہے " فَأَنَّ خَيْرُ الزَّادِ التَّقْوٰى " (البقرة:۱۹۷)

۲۔**تَقْوَیَ اللّٰهُ** : خشیَتهُ وامتثال أوامره واجتناب نواهیه.

عَادَاكَ مِنْ حَسَدٍ

١ كُلُّ العَدَاوَةِ قَدْ تُرْجٰى مَوَدَّتُهَا إِلَّا عَدَاوَةُ مَنْ عَادَاكَ مِنْ حَسَدِ

ہرعداوت کے بعد محبت کی امید کی جاسکتی ہے سوائے اس عداوت کے جسکی بنیاد حسد پر قائم ہو

تشریح: حسد بدترین جرم؛ نا قابل علاج مرض اور حسنات کو کھا جانے والا مہلک ترین گناہ ہے، حاسد حسد کر کے؛ دنیوی ہلاکت کا نیز تقدیر خداوندی پر اعتراض کر کے؛ اخروی گرفت کا بھی مستحق بن جاتا ہے، حسد حاسد کو حق تلفی، دشمنی، آبرو ریزی حتی کہ قتل وغارت گری جیسے جرائم تک پہونچا دیتا ہے، پھر یہ عداوت چونکہ بے جا اور بلا وجہ ہوتی ہے؛ کبھی بھی ختم ہونیکا نام نہیں لیتی؛ یہاں تک کہ نسلا بعد نسلاً اسکا سلسلہ جاری وساری رہتا ہے۔ یہود کی حسد کی بنیاد پر مسلمانوں سے ہونے والی عداوت کو قرآن کریم نے ”لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الیَهُودَ“(المائدة: ٨٢) سے تعبیر کیا ہے، جو فی الواقع نہ آج سے پہلے ختم ہوئی؛ نہ آج ختم ہونیکا نام لیتی ہے؛ نہ آج کے بعد ختم ہونیکے آثار نظر آتے ہیں۔ کیونکہ اسکی بنیاد بھی حسد وکینہ پر ہے۔ حسد کی اسی ہلاکت خیزی کی وجہ سے حسد کو ”داء الأمم قبلکم“ کہکر اگلی امتوں یعنی یہود کی طرف منسوب کیا گیا ہے، ایک حدیث شریف کا مضمون ہے ”دبّ إلیکم داء الأمم قبلکم؛ الحسد والبغضاء، هی الحالقة، لا أقول تحلق الشعر، ولکن تحلق الدّین“ (رواه احمد والترمذی)

امام شافعیؒ نے مذکورہ شعر میں اسی حقیقت کی ترجمانی کرتے ہوئے فرمایا کہ جملہ اسباب کی بنیاد پر ہونے والی عدوتوں میں صلح وآشتی کی امید کی جاتی سکتی ہے؛ مگر حسد کی وجہ سے ہونے والی عداوت میں نہیں! اور وہ اس لئے کہ حسد میں حاسد کی عداوت کا؛ نفس کی جلن کے سوا دوسرا کوئی ایسا معقول سبب نہیں ہوتا؛ جسکو زائل کر کے عداوت کو محبت میں تبدیل کر دیا جائے، اور ایسی عداوت کو؛ جو محض جلن کی وجہ سے ہو دور کرنا ناممکن ہوتا ہے، ایسے ہی سبب کی بنیاد پر ایک حدیث میں بدظنی کو ”أکذب الحدیث“ کہا گیا ہے، الغرض ایک مؤمن کو، گناہ کبیرہ کی فہرست میں شامل؛ اس وبا سے حتی الامکان پرہیز کرنا چاہئے اور بحوائے حدیث دل میں پیدا ہونے والے وقتی وسوسہ کو بھی فوری طور پر سختی سے دور کر دینا چاہئے۔

١۔ **الحَسَدُ:** أن تتمنّی زوال نعمه المحسود إلیک وفی الحسد قال النبی ﷺ ” إِيَّاكُم والحَسَدَ فِإِنَّ الحسدَ یأكُلُ الحَسَنَاتِ كما تأكُل النَّار الحطبَ.“(رواه أبوداود)

اللّٰهُ الوَاحِدُ

۱ فَيَا عَجَبِي كَيْفَ يُعْصٰى الإِلٰهُ	أَمْ كَيْفَ يَجْحَدُهُ الجَاحِدُ
سمجھ میں نہیں آتا کہ حق تعالیٰ کی نافرمانی کیسے کی جاتی ہے؟	یا مُنکر اسکی ذات کا انکار کیونکر کرسکتا ہے؟
۲ وَلِلّٰهِ فِي كُلِّ تَحْرِيكَةٍ	وَتَسْكِينَةٍ اَبَداً شَاهِدُ
حالانکہ ہر متحرّک کی حرکت میں	اور ہر ساکن کے سکون میں وجودِ حق کی شہادت موجود ہے
۳ وَفِي كُلِّ شَيْئٍ لَهُ آيَةٌ	تَدُلُّ عَلٰى أَنَّهُ وَاحِدُ
اور ہر چیز میں اسکی ایسی نشانی موجود ہے	جو اسکی یکتائی پر دلالت کر رہی ہے

تشریح: توحید جملہ انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات کا ماحصل اور کتب سماویہ کا بنیادی عقیدہ رہا ہے "لا إله الا اللّٰه" میں نفی اور اثبات کے ساتھ؛ اسی عقیدہ کا اقرار کروایا جاتا ہے، جسکو پڑھنے والا مؤمن، موحّد اور نہ پڑھنے والا کافر، مشرک کہا جاتا ہے، یہ وہ عقیدہ ہے جسکو قرآن کریم اور احادیث نبویہ نے مختلف دلائل اور مختلف شواہد سے جگہ جگہ ثابت کیا ہے، اور بے یقینی کو شرک سے تعبیر کیا ہے، قرآن کریم نے ایک جگہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے الٰہ نہ ہونے پر؛ ہر کس و ناکس کو سمجھ میں آنے والی؛ جامع دلیل دیتے ہوئے فرمایا ہے "لو کان فیهما اٰلهة الاّ اللّٰه لفسدتا" (الانبیاء: ۲۲) آج تک عالم کے نظام میں سر مو فرق نہ آنا؛ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ کائنات کا نظام ایک قادر ہی کی قدرت سے چل رہا ہے۔

امام شافعیؒ مذکورہ اشعار میں توحید کے عظیم الشان واہم عقیدہ کو سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کون ومکان کی ایک ایک چیز؛ سوچنے والے کے سامنے؛ اللہ تعالیٰ کی توحید کو بیان کرتی ہے، ⇦

۱۔ **العَجَبُ:** حیرانی، تعجب، عَجِیبٌ، عُجَابٌ، وہ چیز جس پر تعجب کیا جائے، **العُجاب**، مبالغہ کے لئے یا تعجب کے حد سے بڑھ جانے کے لئے آتا ہے۔

۲۔ **تَحْرِيكَةٍ:** حرکت، سکون کی ضد۔ **تَسْكِينَةٍ :** سکون، حرکت کی ضد.

۳۔ **آيَةٌ :** علامت، عبرت، من الکتاب، قرآن کی ایک آیت، معجزہ، ج، آیٌ، آیاتٌ. آيَةُ الرَّجُلِ، آدمی کا وجود، کہا جاتا ہے، خَرَجَ القَوْمُ بِآيَاتِهِم، پوری کی پوری قوم نکلی۔

اردو کا ایک شاعر کہتا ہے۔

ہسٹری کی کیا ضرورت دین کی تعلیم کو انجم وشمس وقمر کافی تھے ابراہیم کو

ماننے والے کے لئے دلیلیں ہزار ہیں اور نہ ماننے والا پھر بھی دور کی گمراہی میں مبتلا رہتا ہے،

بقول شاعر،

فلسفی کو بحث میں ہرگز خدا ملتا نہیں ڈور تو سلجھا رہا ہے، پر سرا ملتا نہیں

ایک شاعر نے " وفی أنفسکم أفلا تبصرون" (الذاریات : ٢١) کی تفسیر میں بہترین شعر کہا ہے۔

میری ہستی ہے خود شاہد وجود ذات باری کی دلیل ایسی ہے یہ، جو عمر بھر رد ہو نہیں سکتی۔
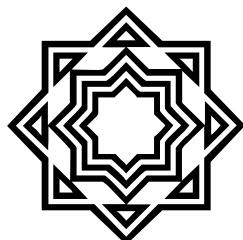
قَافِيَةُ الرَّاءِ

لَسْتُ بِخَاسِرِ

قال الإمام الشافعیؒ ، لو علم النّاس ما فی الکلام من الأهواء، لفرّوا منه كما يفرّون من الأسد:

۱ وَجَدْتُ سُكُوتِی مَتْجَراً فَلَزِمْتُهُ — إِذَا لَمْ أَجِدْ رِبْحاً فَلَسْتُ بِخَاسِرِ

میں نے خاموشی کو اچھا پیشہ سمجھ کر اختیار کرلیا — اگر میں نفع حاصل نہیں کرسکونگا تو نقصان بھی نہ ہوگا

۲ وَمَا الصَّمْتُ إِلَّا فِی الرِّجَالِ مَتَاجِرُ — وَتَاجِرُهُ يَعْلُو عَلٰى كُلِّ تَاجِرِ

سکوت شریفوں کا بہترین سرمایہ ہے — اور اسکا تاجر دیگر تجّار سے عزت دار مانا جاتا ہے

تشریح: امام شافعیؒ کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کو حتی الامکان خاموشی اختیار کرنی چاہیے؛ اس میں بہت سارے فوائد ہیں، حدیث شریف میں بھی اس کی تاکید آئی ہے " من کان یؤمن باللہ، فلیقل خیرا أو یصمت" (رواه البخاری) خاموش رہنے والا بہت سے نقصانات سے بچ جاتا ہے، اور بسیار گو اپنی زبان کی لغزشوں کے باعث بہت سارے نقصانات میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

دل زپُر گفتن بمیرد دربدن — گرچہ گفتارش بود دُرِّ عدن۔

۱۔ **مَتْجَراً**: المَتْجَرُ، سوداگری، سرمایا، المَتْجَرَةُ، منڈی، کہتے ہیں، ارضٌ مَتْجِرَة، تجارتی ملک، ج، مَتَاجِرُ.

خَاسِرٌ: خَسِرَ (س) خَسِراً وَخَسَارَةً وخُسْرَاناً، گھاٹا پانا، نقصان اٹھانا، گمراہ ہونا، ہلاک ہونا، صفت، خَاسِرٌ وَخَسِيْرٌ .

لَا اَدْرِی

جاَء فی معجم الأدباء عن أبی بکر ابن بنت الشافعیؒ قال؛ الشافعیؒ بمکة وقد أراد الخروج إلی مصر :

١ لَقَدْ أَصْبَحَتْ نَفْسِی تَتُوقُ إِلٰی مِصْرِ — وَمِنْ دُونِهَا أَرْضُ الْمَهَامِهِ وَالْقَفْرِ

میرا دل ملک مصر جانے کو مشتاق ہے — مگر جنگلات اور چٹیل میدان بیچ میں حائل ہیں

٢ فَوَاللّٰهِ لاَ أَدْرِی أَلِلْفَوْزِ والغِنٰی — أُسَاقُ إِلَیْهَا أَمْ أُسَاقُ إِلٰی الْقَبْرِ

بخدا نہیں معلوم یہ اشتیاق فوز وفلاح کے لئے ہے — یا اسطرح میں موت کی متعین جگہ کی طرف لے جایا جا رہا ہوں

تشـــریـح : امام شافعیؒ کے زمانہ میں سفر کی موجودہ سہولتیں میسّر نہیں تھیں، اونٹوں اور گھوڑوں پر سفر کرکے؛ چٹیل میدانوں اور جنگلات سے گذرنا ہوتا تھا؛ کبھی سفر میں ڈاکوؤں کا سامنا ہوتا کبھی اور کوئی مصیبت آجاتی، اس لئے فرمارہے ہیں کہ میرا دل مصر کے سفر کا مشتاق ہے مگر مجھے معلوم نہیں کہ نتیجہ کیا ہوگا؟ ساتھ ہی موت وقبر کا استحضار بھی ہر وقت رہنا لازم ہے اسکی جانب بھی اشارہ فرمارہے ہیں۔

١ـ **تَتُوقُ:** تَاقَ (ن) تَوْقاً وتَوَقَاناً وتِیَاقَةً، هُ، وإلیه، شائق ہونا، وتَتَوَّقَ، إلَی الشَّیْئِ، آرزومند ہونا، شائق ہونا، صفت تائقٌ. **المَهَامِهُ:** المَهْمَهُ والمَهْمَهَةُ کی جمع، لمبا چوڑا بیابان، بنجر ملک۔ **القَفْرُ:** زمین کا وہ حصہ جسمیں نہ گھاس ہو نہ پانی نہ آدمی، ج، قِفَارٌ، و قُفُورٌ، اَقْفَرَ الأَرْضُ اَو المَکَانُ، زمین یا جگہ کا بے آب وگیاہ ہونا۔ **مِصْرَ:** ایک عرب ریاست ہے، جسکا دار الحکومت قاہرہ ہے، اسکے شمال میں بحرابیض، مشرق میں فلسطین، جنوب میں سودان اور مغرب میں لیبیا واقع ہے۔ ١٩٥٢ء میں اسنے ”جمهورية مصر العربية“ کے نام کا اعلان کیا۔

٢ـ **أُسَاقُ:** سَاقَ، یَسُوقُ، سَوْقاً وَسِیَاقاً وَسِیَاقَةً، المَاشِیة، جانور کو پیچھے سے ہانکنا، صفت، سائقٌ، ج، سَاقَةٌ وسُوَّاقٌ وسَائِقُونَ. سَاقَ الحَدِیث، بیان کرنا۔

إِلّا .....

قال داعیاً إلی حفظ ماء الوجه وعدم الخضوع إلّا للباری العظیم:

١ وَ صُـنِ الـوَجْــهَ أَنْ یَـذِلَّ وَیَـخْـــ ضَـــعَ إِلَّا لِـلَّـطِیفِ الـخَبِیــرِ

اور اپنے آپکو کہیں اور جھکانے اور ذلیل کرنے سے بچا، سوائے لطیف وخبیر رب کے

فَوُقَ أَمْرِی

١ أُفَــکِّــرُ فِـي نَـوَیٰ إِلْـفِي وَصَبْـرِي وَأحْــمَــدُ هِـمَّتِـي وَأَذُمُّ دَهْــرِي

میں محبوب کی دوری اور میرے صبر کو سوچتا رہتا ہوں اپنی ہمت کی قدر کرتا ہوں اور گردش ایام سے نالاں ہوں

٢ وَمَـا قَـصَّـرْتُ فِـي طَلَـبٍ وَلٰـکِنْ لِـرَبِّ الـنَّــاسِ أَمْــرٌ فَـوُقَ أَمْـرِي

اور میں نے تلاش وجستجو میں کوئی کوتاہی نہیں کی لیکن لوگوں کے مالک کا فیصلہ میرے فیصلہ سے اوپر رہتا ہے

١ـ **صُنِ الوَجْهَ:** صَانَ (ن) صَوْناً وَصِیَانَةً ،حفاظت کرنا، **العِرْضَ أو الوَجْهَ،** آبروکو عیب لگانے والی چیزوں سے بچانا۔

الــلّــطیف: اللہ تعالی کے اسماء حسنی میں سے ہے، بندوں پر احسان کرنے والا، باریک سے باریک بات کا جاننے والا ، **اللّطیف من الکلام،** ایسا کلام جسکے معنی مخفی ہوں، **من الأجسام،** نازک جسم، **لَطُفَ**(ک) **لُطْفاً ولَطَافَةً،** باریک ہونا، چھوٹا ہونا ،صفت ،**لَطِیفٌ،** **کلامُهُ،** کلام کا نرم ہونا۔

١ـ **النَّویٰ :** مصـ، دوری۔

الِـإلْفُ: اَلِفَ(س) اَلْـفـاً، مانوس ہونا، محبت کرنا، صفت ،**الإِلْفُ**، ج، **آلاف** و **اَلِیف**، ج، **الأُلُفُ** و **آلف**، ج، **آلاف** اور اسم ،**اُلْفَةٌ**، دوستی، محبت، اُنس۔

الإعْتِمَادُ عَلَى النَّفْسِ

١ مَـاحَکَّ جِلْدُکَ مِثْلَ ظِفْرِکَ   فَتَوَلَّ أَنْتَ جَمِيعَ أَمْرِکَ

تیری چمڑی کو تیرے ناخن جیسا کوئی کھجا نہیں سکتا   اس لئے اپنے جملہ امور بذات خود انجام دے

٢ وَإِذَا قَصَدْتَ لِحَاجَةٍ فَاقْـ   صِدْ لِمُعْتَرِفٍ بِکَ

اور اگر کسی ضرورت کے لئے کہیں جانا پڑے   تو اسکے پاس جا جو تیرے فضل کا معترف ہو

تشریح: مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنا کام خود ہی بہتر طریقہ سے کرسکتا ہے، خود گھر بیٹھا رہے اور دوسرے اسکا کام کریں یہ بہت مشکل ہے، البتہ کبھی دوسرے کے تعاون کی ضرورت پڑتی ہے تو ایسے وقت ایسے شخص کی طرف رجوع کرنا چاہئے جو تم سے اچھا اعتقاد رکھتا ہو اور تمہاری بات کو خوشی سے قبول کرتا ہو، ورنہ غیر متعلق آدمی فوراً انکار کرکے رنجیدہ کردیگا اور اگر کام کریگا تو بادل ناخواستہ کریگا جسکا انجام کام کی خرابی اور بے جا احسان ہوگا۔

١۔ **حَکَّ:** حَکَّ (ن) حَکًّا، الشَّيْئُ بِالشَّيْئِ، اوعَلَيْهِ، رگڑنا، گھسنا، چھلکا اتارنا۔
ظِفْرُکَ: الظِفْرُ و الظُفْرُ و الظُفُرُ، ناخن، ج، اظْفَارٌ، جج، اَظَافِيرُ.
٢۔ **لِمُعْتَرِفٍ:** اِعْتَرَفَ، اِعْتِرَافاً بالشيئ، اقرار کرنا، ذلیل ہونا، تابعدار ہونا، الضّالة، ملکیت ظاہر کرنے کے لئے اسکے اوصاف بتانا۔

لَمْ أَجِدْ لِی صَاحِباً

١ کُنْ سَائِراً فِی ذَا الزَّمَانِ بِسَیْرِهِ ۔۔۔ وَعَنِ الوَرٰی کُنْ رَاهِباً فِي دَیْرِهِ

زمانے کے ساتھ زمانہ کی رفتار سے چلو ۔۔۔ اور شریروں سے دَیر کے ساکن راہبوں کی طرح الگ رہو

٢ وَاغْسِلْ یَدَیْکَ مِنَ الزَّمَانِ وَأَهْلِهِ ۔۔۔ وَاحْذَرْ مَوَدَّتَهُمْ تَنَلْ مِنْ خَیْرِهِ

زمانہ اور اھل زمانہ سے امید لگانا چھوڑ دے ۔۔۔ اور کثرت اختلاط سے بچ تو انکی بھلائی پائیگا

٣ إِنِّی اطَّلَعْتُ فَلَمْ اَجِدْ لِی صَاحِباً ۔۔۔ أَصْحَبُهُ فِي الدَّهْرِ وَلاَ فِي غَیْرِهِ

میں تلاش کے باوجود نہیں پاسکا کوئی ایسا مخلص ۔۔۔ جسکو میں دائمی یا وقتی طور پر اپنا دوست بنا سکوں

٤ فَتَرَکْتُ أَسْفَلَهُمْ لِکَثْرَةِ شَرِّهِ ۔۔۔ وَتَرَکْتُ اَعْلاَهُمْ لِقِلَّةِ خَیْرِهِ

انجام کار میں نے اسفل کو کثرت شر کی وجہ سے ۔۔۔ اور اعلیٰ کو قلت خیر کی باعث چھوڑ دیا

تشریح: امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ چونکہ دنیا میں بھلے آدمیوں کی کمی ہے؛ اسلئے بہتر ہے کہ انسان اختلاط ناس سے پرہیز کرے، اپنے کاموں کی تکمیل کے بعد راہب کی طرح گھر کا کونہ پکڑ لے اور لوگوں سے امیدیں لگانا چھوڑ دے، فرماتے ہیں کہ میں نے بہت سوں کو آزمایا مگر ان میں کوئی بھی دوستی کے قابل نہیں پایا، ان میں پست اخلاق کے لوگ تو اپنی برائیوں اور شرارتوں کے سبب قابل ترک ہیں اور اعلیٰ طبقہ کے لوگوں میں بھی خیر کی قلت ہے؛ اسلئے ان کو بھی چھوڑنا مفید ہے۔

١۔ **راهِباً:** رَهِبَ (س) رَهْبَةً ورُهْبَاناً کا فاعل، لوگوں سے کنارہ کش ہو کر گرجا میں عزلت نشیں، ج، رُهْبَانٌ، مؤنث، رَاهِبَةٌ، ج، رَاهِبَاتٌ، رَوَاهِبُ.

الدَّیْرُ: رَاهب مرد و عورت کے رہنے کا مقام، ج، اَدْیِرَةٌ، اَدْیَارٌ، دُیُورَةٌ، نسبت، دَیْرَانِیٌّ.

٣۔ **اِطَّلَعْتُ:** طَلَعَ (ف،ن) وطَلِعَ (س) طُلُوعاً، عَلَی الأَمْرِ، جاننا، واطَّلَعَ، الأَمر وعَلَیهِ، جاننا، اِطَّلَعَ، طِلْعَ العَدُوِّ، دشمن کے پوشیدہ حال سے واقف ہونا۔

هُنَاكَ وَهَا هُنَا

۱ هُنَاکَ مَظْلُومَةٌ غَالَتْ بِقِیْمَتِهَا وَهَاهُنَا ظَلَمَتْ هَانَتْ عَلٰی البَارِی

وہ ہاتھ جو ظلماً کاٹا گیا دیت کے اعتبار سے غالی ہو گیا اور وہ ہاتھ جو سارق بنا حد نے اسے بے قیمت کر دیا

تشریح: پہلے مصرعہ میں مظلومہ سے مراد شریف آدمی کا وہ ہاتھ ہے جو بغیر کسی گناہ کے ظلما کاٹ دیا گیا ہو تو اس کی قیمت نصف دیت یعنی پانچ سو دینار ہو گی، اس لئے کہا گیا کہ اس کی قیمت بہت مہنگی ہو گئی اور دوسرے مصرعہ میں چور کا ہاتھ مراد ہے، جو دینار کے بدلہ میں بھی کاٹ دیا جاتا ہے گویا سرقہ کے سبب وہ بے قیمت ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوا اچھا عمل انسان کو با قیمت اور برا عمل انسان کو بے قیمت بنا دیتا ہے، عقلمند آدمی وہ ہے جو عزت نفس کا خیال کر کے؛ عزت و وقار میں اضافہ کرنے والے اعمال کا پابند بنے اور بے وقوف ہے وہ آدمی جو اپنے ہی ہاتھوں اپنی ذات کو ہلاکتی و رُسوائی میں مبتلا کر دے۔

۱۔ **هَانَتْ:** هَانَ يَهُونُ هَوْناً، ذلیل و حقیر ہونا، اَهَانَهُ اِهَانَةً، حقیر و ہیچ جانا، تهاوَنَ به تَهَاوُناً، حقیر جاننا، مسخری کرنا، ہیچ سمجھنا.

غَالَتْ : غَلاَ، غَلاَءً، السِّعرُ، بھاؤ بڑھ جانا، نرخ مہنگا یا ستا ہونا، صفت، غَالٍ وَغَلِيٌّ.

لَیسَ کَثِیراً

قال الإمام الشافعیؒ ،علامة الصدیق أن یکون لصدیق، صدیقه صدیق:

١ وَأَکْثِرُ مِنَ الإِخْوَانِ مَا اسْتَطَعْتَ إِنّهُمْ — بُطُونٌ إِذَا اسْتَنْجَدْتَّهُمْ وَظُهُورُ

حتی الوسع مخلص دوستوں کی تعداد بڑھا اسلئے کہ — آڑے وقت وہ تیرے آگے پیچھے کھڑے ہو جائینگے

٢ وَلَیْسَ کَثِیْراً أَلْفُ لِوَاحِدٍ — وَإِنَّ عَدُواً وَاحِداً لَکَثِیْرُ

دوست کی تعداد ہزار کو پہونچ جانا بھی کثیر نہیں ہے — جبکہ ایک دشمن کا ہونا بھی کثیر مانا جائیگا

دِیَةُ الذَّنْبِ

١ قِیْلَ لِي قَدْ اَسٰی عَلَیْکَ فُلاَنٌ — وَمُقَامُ الْفَتیٰ عَلٰی الذُّلِّ عَارُ

مجھ سے کہا گیا کہ فلاں آدمی نے آپکی طرف عیب منسوب کیا — اور شریف آدمی کا رسوائی برداشت کر لینا عار کی بات ہے

٢ قُلْتُ قَدْ جَاءَ نِی وَأَحْدَثَ عُذْراً — دِیَةُ الذَّنْبِ عِنْدَنَا الإِعْتِذَارُ

میں نے جواباً کہا کہ انہوں نے آکر معذرت پیش کر دی — اور ایسے گناہ کی دیت ہمارے نزدیک اعتذار ہی ہے

تشریح: امام صاحبؒ کے پاس آکر کسی نے کہا فلاں شخص آپ کی بدگوئی کرتا ہے اور آپکے ساتھ برا سلوک کرتا ہے اور آپ خاموش رہتے ہیں؟ اس طرح ذلت پر خاموش رہنا باہمت آدمی کا کام نہیں، اس کے جواب میں امام صاحبؒ نے فرمایا کہ اس شخص نے میرے پاس آکر اپنے قصور پر معذرت چاہی ہے اور یہ بات ہمارے نزدیک قتل کے معاف کرنے کے لئے خون بہا کی طرح ہے۔

١۔ **بُطُونٌ:** بَطَنَ (ن) بُطُوناً وبِطَانَةً، بفُلانٍ ومِنهُ، کسی کے خواص میں سے ہونا، بَطْنٌ مِنَ القَومِ ،قوم کا وہ گروہ جو قبیلہ سے کم ہو،ج، بُطُونٌ وَاَبْطُنٌ. **اِسْتَنْجَدْتَهُمْ:** نَجَدَ (ن) نَجْداً، مدد کرنا، غالب آنا، اِسْتَنْجَدَ، بہادر ہونا، فُلاناً وبِهِ، علیه، ڈرنے کے بعد کسی پر دلیر ہونا۔

١۔ **اَسٰی عَلَیْکَ:** اَسَاءَ، اِسَاءَ ةً، الشیئ، خراب کرنا، إلیه، کسی کے ساتھ برائی کرنا، به الظَّنَّ، بدگمانی کرنا۔

الرِّضٰی بِحُکْمِ الدّهْرِ

١ وَمَا کُنْتُ أَرْضٰی مِنْ زَمَانِی بِمَا تَرَیٰ وَلٰکنَّنِی راَضٍ بِمَا حَکَمَ الدَّهْرُ

میں زمانے کے میرے ساتھ کے برتاؤ سے خوش نہیں ہوں لیکن زمانے کے فیصلہ پر میں پھر بھی راضی ہوں

٢ فَإِنْ کَانَتِ الأَیَّامُ خَانَتْ عُهُودَنَا فَإِنِّی بِهَاراَضٍ وَلٰکِنَّهَا قَهْرُ

گو زمانے نے ہم سے وعدہ وفائی نہ کی مگر میں اس زیادتی کے باوجود اس سے خوش ہوں

الحَذَرُ والقَدرُ والکَدَرُ

قال الإمام الشافعیؒ، یصف عوایق الإعتذار بأیّام الدّهر ولیالیه:

١ تَاهَ الأُعَیرِجُ بِهِ وَاسْتَعْلٰی الخَطَرُ فَقُلْ لَهُ خَیرُ مَااسْتَعْمَلْتَهُ الحَذَرُ

جب زہریلا سانپ سر اٹھائے اور اسکا خطرہ بڑھ جائے تو کہہ دو کہ اس سے دور رہنا ہی حفاظت کی بہترین تدبیر ہے

٢ أَحْسَنْتَ ظَنَّکَ بِالأَیَّامِ إِذْ حَسُنَتْ وَلَمْ تَخَفْ سُوءَ مَایَأتِي بِهِ القَدَرُ

زمانہ کے حسن سلوک سے تو حسن ظن میں مبتلا ہو گیا اور تقدیر کی ممکنہ آزمائش کا تو نے اندیشہ نہیں کیا

٣ وَسَالَمَتکَ اللَّیَالِي فَاغْتَرَرْتَ بِهَا وَعِنْدَ صَفْوِ اللَّیَالِي یَحْدُثُ الکَدَرُ

زمانہ کی صلح سے تو دھوکہ میں مبتلا ہو گیا حالانکہ صفائی کے بعد کدورت کا آنا متیقن ہے

٢۔ **خَانَتْ:** خَانَ (ن) خَوْناً وخِیَانَةً، فِی کَذَا، امانت میں خیانت کرنا، خَانَهُ الدَّهْرُ، زمانہ کا کسی فراخی کی حالت کو تنگی میں بدل دینا۔ خَانَتْهُ رِجلَاهُ، نہ چل سکنا، صفت خَائِنٌ، ج، خُوَّانٌ۔ **قَهْرٌ:** قَهَرَهُ، قَهْراً، غَلَبَهُ، أو أَذَلَّهُ فهو قَاهِرٌ وقَهّارٌ وذلک مقْهُورٌ، القَهْرُ، الغَلَبَةُ.

١۔ **تَاه:** تَاهَ(ض) تَیهاً وتَیهَاناً، تکبّر کرنا، سرگشتہ پھرنا، گمراہ ہونا، صفت، تَیَّاه وتَیهَانٌ.

الأعَیرِجُ: زہریلا سانپ، ج، الأُعَیرِجَاتٌ، مؤنث نہیں آتا۔

٣۔ **سَالَمَتکَ:** سَالَمَهُ مُسَالَمَةً، مصالحت کرنا، خیرخواہی کرنا، سَلِمَ (س) سَلَامَةً من عیبٍ او آفةٍ، کسی عیب یا آفت سے نجات پانا۔ **صَفْوُ اللَّیَالِي:** الصَّفوُ، صَفَا، یَصْفُو، صَفَاءً کا مصدر، محبت میں خلوص، الصَّفوةُ مِنْ کُلِّ شَیئٍ، خالص اور عمدہ چیز، صَفْوُاللَّیَالِی، هَنَاءَ اللَّیَالِی وسُکُونها. **الکَدَرُ:** ضِدُّ الصَّفوِ.

الدَّھْرُ یَوْمَانِ

قال الإمام الشافعیؒ ، فی تقلّب الدّھر بین الصّفو والکدر:

۱ الـدَّھْـرُ یَـوْمَـانِ ذَا أَمْـنٌ وَذَا خَطَـرُ — وَالـعَیْـشُ عَیْشَـانِ ذَا صَفْوٌ وَذَا کَدَرُ

زمانہ دو دنوں کا ہے ایک امن والا دوسرا خطر والا — اور زندگی دو طرح کی ہے ایک راحت والی دوسری تکلیف والی

۲ أَمَـا تَـرَى البَـحْـرَ تَـعْلُو فَوْقَـهُ جِیفٌ — وَتَسْتَـقِـرُّ بِـأَقْصٰى قَـاعِـهِ الـدُّرَرُ

کیا تو نہیں دیکھتا کہ مردہ لاشیں سمندر کے اوپر اُٹھتی ہیں — اور موتیوں کی قرارگاہ سمندر کی گہرائی ہے

۳ وَ فِـی السَّـمَـاءِ نُـجُـومٌ لاَ عِدَادَ لَهَا — وَلَیْـسَ یُـکْسَفُ إِلاَّ الشَّـمْـسُ والقَمَرُ

آسمان میں بے شمار ستارے ہیں مگر — گہن تو آفتاب و ماہتاب ہی کو لگتا ہے

۱۔الـدَّھْرُ: لمبا زمانہ، درازمدت، دھر الانسان، وہ زمانہ جسمیں انسان زندہ ہے، یہ عصر کے ہم معنی ہے، مَا ذَاکَ بِدھری، یہ میری عادت نہیں، ج، اَدْھُرٌ ودُھُورٌ.

۲۔جِیَفٌ: الجِیْفَةُ ،سڑی مردہ لاش، ج،جِیَفٌ و اَجْیَافٌ.

اَقْصٰی القَاعَ: اَقْصٰی فُلاناً عَنهُ، کسی کو کسی چیز سے دور کرنا، اَقْصَی، الشَّیْئَ، کسی چیز کی انتہا کو پہونچنا، اَقْصَی القَاعِ، گہرائی کی انتہا، کہا جاتا ہے، نَـزَلْـنَا مَنْزِلاً لایُقْصِیهِ البَصَرُ. ہم نے ایسی جگہ پڑاو کیا کہ نظر اسکی انتہاء کو نہیں پہونچ سکتی تھی۔

۳۔ یُکْسَفُ: کَسَفَ(ض) کَسْفـاً، اللّٰـهُ الشَّـمْـسَ و القَمَـرَ، اللہ تعالی کا چاند یا سورج میں گرھن لگانا۔الشَّمسُ النُّجُومَ،آفتاب کی روشنی کا ستاروں پر غالب آنا، الشیئ، ڈھانکنا۔

وَحُدَتِی أَلَذُّ

قال الإمام الشافعیؒ ، فی وصف استئناسه بالوحدة:

١ إِذَا لَمْ أَجِدْ خِلًّا تَقِیاً فَوَحُدَتِی أَلَذُّ وَأَشْهٰی مِنْ غَوِیٍّ أُعَاشِرُهُ

جب میں مخلص دوست نہیں پاتا تو تنہائی کو گمراہ ساتھی کی صحبت سے زیادہ راحت ولذت دہ محسوس کرتا ہوں

٢ وَأَجْلِسُ وَحْدِی لِلْعِبَادَةِ آمِناً أَقَرُّ لِعَیْنِی مِنْ جَلِیسٍ أُحَاذِرُ

اور تنہائی میں بیٹھکر امن سے اللہ کی عبادت کرنا مجھے زیادہ راحت پہونچاتا ہے بنسبت بُروں کی صحبت کے

تشریح: اگر آدمی کوکسی پرہیزگار آدمی کی صحبت میسر نہ ہوتو تنہائی میں رہ کر کتابوں کا مطالعہ کرنا اور عبادت میں مشغول رہنا زیادہ بہتر ہے، کیونکہ گمراہ اور خواہشات کی پیروی کرنے والوں کے ساتھ صحبت رکھنے میں بہت زیادہ نقصان ہے، اللہ تعالی نے بھی صادقین کی صحبت اختیار کرنے کا حکم فرمایاہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہ وَکُونُوا مَعَ الصَّادِقِین"(التوبة: ١١٩)

١۔ غَوِیٌّ: غَوَی، یَغْوِی، غَیًّا وَغَوَایةً، گمراہ ہونا، ناکام ومحروم ہونا۔ ھلاک ہونا، الغَوِیُّ والغَوِی والغَیَّانُ، گمراہ، خواہش پرست۔

٢۔ جَلِیسُ: والجِلْسُ، ج، جَلْسَاء وجُلَّاس ، ہم نشیں۔

لَستُ أعْدمُ قُوتاً

قال الإمام الشافعیؒ ، مخاطبا جبال سرندب، مقيّدا بهمّه القعساء:

١ أمْطِرِیْ لُؤْلُؤاً جِبَالَ سَرَنْدِيبَ ... وَفِيضِی آبَارَ تَكْرُورَ تِبْراً

اے لنکا کے پہاڑتم چاہوتو موتی برساؤ ... اورتکرور کے کنوؤں کوسونے سے بھر دو

٢ أَنَا إِنْ عِشْتُ لَسْتُ أَعْدَمُ قُوتاً ... وَإِذَا مِتُّ لَسْتُ أَعْدَمُ قَبْراً

اگر مجھے زندگی میں گذارے کا سامان میسر ہو جائے ... اورموت کے بعد قبر کی زمین مل جائے

٣ هِمّتِی هِمّةُ الْمُلُوكِ وَنَفْسِي ... نَفْسُ حُرٍّ تَرٰى الْمَذَلَّةَ كُفْراً

تو میری بلند ہمتی بادشاہوں کی طرح اور میرا نفس ... شریفوں کی طرح ایسا مستغنی ہو جائے کہ پستی کفر سمجھے

٤ وَإِذَا مَا قَنِعْتُ بِالْقُوتِ عُمْرِي ... فَلِمَا ذَا أَزُوْرُ زَيداً وَعَمْراً

اور جب قوت لایموت پر قناعت کا میں عادی ہو جاؤں ... پھر کیوں مجھے زید و عمر کی خوشامد کرنی پڑے

تشریح: جب انسان تھوڑے سے رزق پر قانع ہو تو پھر اسکی نظر سرندیپ کے جزیرہ میں اگر موتی برستے ہوں یا افریقہ کے علاقہ تکرور سونے سے لبریز؛ ہو اسکی طرف نہیں جاتی۔ شریف آدمی کسی چیز کی آرزو دل میں رکھکر مالداروں کے دروازوں پر جانے کو ذلت سمجھتا ہے اور وہ اسکے نزدیک کفر کے مانند برابر ہے، اسی لئے کہا گیا کہ جس نے قناعت اختیار کی وہ کبھی ذلیل نہیں ہوا۔

١ــ **سَرَنْدِيب:** أو سِيلاَن، ھندوستان کے جنوب مشرق میں واقع ایک جزیرہ، جسکو اھل عرب بلاد سرندیب کہا کرتے تھے، ١٩٧٢ء سے وہ ''جمهورية سری لنکا'' سے جانا جاتا ہے، جسکا دار السلطنت ''کولمبو'' ہے۔
تَكْرُور: بلاد مغرب کے جنوب میں، جہاں سودانی قبائل پر مشتمل لوگ آباد ہیں وہ علاقہ، یہ لوگ حبشیوں سے مشابہ ہیں اور بقول صاحب المنجد، بشیوں کا ایک گروہ جو بنغال اور غانا میں رہتا ہے۔
التِّبْرُ: تِبْرَةٌ کی جمع، سونے کا ڈھیلا جو ڈھلا ہوا نہ ہو یا سکہ کی شکل میں نہ ہو یا ابھی کان کی مٹی میں ہو۔

عِزّةُ النّفُسِ

لمّا أشخص الشافعیؒ إلی سرّ من رآہٗ، دخلها وعلیه أطمار رثّة، وطال شعرہٗ، فتقدم إلی مُزیّن، فاستقذرہ لمّا نظر إلی رثاثته، فقال لهٗ المزیّن، تمضٰی إلی غیری، فاشتدّ علی الشافعیؒ أمرہ، فالتفت إلی غلام کان معه فقال: إیش معک من النفقة ؟ قال:عشرة دنانیر،فقال الشافعیؒ ، إدفعها إلی المزیّن،فدفعها الغلام إلیه، فولّی الشافعیؒ وهویقول:

۱ عَلَیَّ ثِیَابٌ لَوْ یُبَاعُ جَمِیْعُهَا — بِفَلْسٍ لَکَانَ الفَلْسُ مِنْهُنَّ اَکْثَرَا

میرے بدن پر ایسے کپڑے ہیں کہ اگر ان تمام کوفروخت کیا جائے — صرف ایک پیسے کی عوض تو پیسہ مالیت میں بڑھ جائے

۲ وَفِیْهِنَّ نَفْسٌ لَوْ تُقَاسُ بِبَعْضِهَا — نُفُوسُ الوَرٰی کَانَتْ أَجَلَّ وَأَکْبَرَا

مگراسمیں ایک روح ایسی ہے کہ اگراسکے ایک جزء کا — کل مخلوقات کی روحوں سے مقابلہ کیا جائے تو وہ بھاری ثابت ہو

۳ وَمَا ضَرَّ نَصْلُ السَّیْفِ إِخْلاَقُ غِمْدِهِ — إِذَا کَانَ عَضْباً أَیْنَ وَجَّهْتَهٗ فَرٰی

تلوار کے پھل کومیان کا پرانا ہونا نقصان نہیں دیتا — جب تیز دھار ہوتی ہے تو جہاں بھی چلاؤ کاٹتی جاتی ہے

٤ فَإِنْ تَکُنِ الأَیَامُ أَزْرَتْ بِبِزَّتِی — فَکَمْ مِنْ حُسَامٍ فِی غِلاَفٍ تَکَسَّرَا

اگرزمانہ نے مجھے لباس سے ادنی سمجھا تو انکی غلطی ہے — اسلئے کہ بہت سے عمدہ تلواریں ٹوٹے ہوئے میان میں ہوتی ہیں

۱۔ **الفَلْسُ:** پیسہ، ج، اَفْلُسٌ ،وفُلُوسٌ ، الفَلَّاسٌ ، صرّاف، پیسے خرید وفروخت کرنے والا۔

۲۔ **الوَرٰی:** مخلوق، اَبوُالوَرٰی، زمانہ.

۳۔ **النَّصْلُ:** تیر کا پیکان، نیزہ یا تلوار یا چھری کا پھل،کبھی خود تلوار کو بھی نصل کہتے ہیں، ج، نِصَالٌ واَنْصَلٌ ونُصُولٌ. **إِخْلاَقُ:** خَلَقَ (ن)وخَلِقَ (س) وخَلُقَ (ک)خَلَقاً وَخُلُوقَةً، واَخْلَقَ، الثَّوبُ، کپڑے کا بوسیدہ ہونا۔ اَخْلَقَ الشَّابُ،جوانی کا ختم ہونا۔

الغَمْدُ: تلوار کا میان،غلاف، ج، غُمُوْدٌ، اَغْمَادٌ. **عَضْباً:** تیز تلوار، چرب زبان، عَضَبَ(ض) عَضْباً، قطع کرنا. **فَرٰی:** فَرَی وفَرَّی الشَّیُٔ، کاٹنا، پھاڑنا، چیرنا.

٤۔ **أَزْرَتْ:** زَرَی (ض)زَرْیاً وزِرَایَةً،علیه عمله، عیب لگانا،کسی کام پر عتاب کرنا،اَزْرٰی بِهِ واَزْراہٗ، بدگوئی کرنا،حق کم کرنا۔ **بِزَّةٌ:** کپڑے ہتھیار، ہیئت، البَزٌّ، کتّان یا روئی کے کپڑے،ہتھیار، ج،بُزوزٌ.

حُسَامٌ : تیز کاٹنے والی تلوار، حُسَام السَّیفِ،تلوار کی دھار۔

تشریح: ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں ذکر کیا ہے کہ جب امام شافعیؒ سُرّ من رأی نامی شہر میں پہونچے تو طویل سفر کے سبب آپ کے جسم پر کپڑے میلے اور بال لمبے ہوگئے تھے، آپ ایک بال کاٹنے والے کے پاس گئے تو اس نے آپ کی یہ حالت دیکھ کر کہا کہ میاں کسی دوسرے کے پاس چلے جاؤ، امام صاحبؒ کو یہ بات بہت ناگوار معلوم ہوئی آپ نے خادم سے پوچھا تمہارے پاس کتنا پیسہ بچا ہے؟ اس نے کہا کہ دس دینار آپ نے فرمایا اس مزیّن (حجام) کو دے دو۔ آپ وہاں سے واپس چلے گئے اور یہ اشعار پڑھے، بعض لوگوں نے اور قصے لکھے ہیں۔

بہرحال امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر میرے جسم کے کپڑوں پر نظر کروگے تو وہ اتنے معمولی ہیں، کہ ایک ٹکہ بھی اس کی قیمت زیادہ سمجھی جائیگی مگران کپڑوں میں جو جان ہے وہ بہت قیمتی ہے؛ اگر ساری مخلوق کی جانوں کو اس کے بعض حصہ پر قیاس کروگے تو بھی زیادہ قیمتی ثابت ہوگی، پھر ایک مثال سے سمجھاتے ہیں کہ اگر تلوار عمدہ قسم کی ہو؛ اسکی دھار تیز ہو تو پھر اسکو چاہے جتنی پرانی میان میں رکھوگے کوئی فرق نہیں پڑیگا۔ ضرورت کے وقت جہاں اسکو استعمال کروگے کاٹتی چلی جائیگی، اسی طرح آدمی علم وفضل کا مالک ہو تو اسکے جسم کے معمولی کپڑے اس کو نقصان نہیں دیتے، وہ ٹاٹ میں رہ کر بھی ریشم پہننے والوں پر بھاری ہوگا، اصل چیز انسان کے ذاتی اوصاف ہیں ظاہری شکل وصورت نہیں، اللہ تعالیٰ نے امام شافعیؒ کو علم وفضل، ذکاوت وفہم کے جس بلند مرتبہ پر پہنچایا تھا یہ دیکھتے ہوئے آپ کا اس طرح کہنا سزاوار ہے، انکی ذات گرامی واقعی لاکھوں انسانوں پر بھاری تھی۔ "رحمه الله رحمة واسعة"
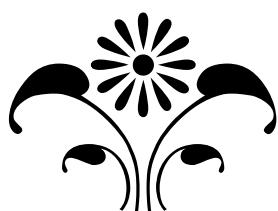
الإِعتِذَارُ

۱ إِقْبَلْ مَعَـاذِيْـرَ مَنْ يَـأْتِيْکَ مُعْتَذِراً — إِنْ بَـرَّ عِـنْـدَکَ فِيـمَـا قَـالَ أَوفَجَرَا

معذرت کرنے والے کی معذرت کوقبول کرلے — چاہے تمہارے خیال میں وہ بھلا ہو یا برا ہو

۲ لَـقَـدْ أَطَـاعَکَ مَـنْ يُرْضِيْکَ ظَاهِرُهُ — وَقَـدْ أَجَـلَّکَ مَنْ يَعْصِيْکَ مُسْتَتِراَ

ظاہر میں تجھے راضی رکھنے والا تیرا مطیع ہے — اور جرم کرتے وقت تجھ سے گھبرانے والے کے دل میں تیرا احترام ہے

تشریح: مطلب یہ ہے کہ عذرخواہ کے اعذار کوقبول کر لینا چاہئے ،اس نے صحیح غلط جو بھی بات پیش کی ہو۔مگر وہ جب تمہارے سامنے آیا اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ تمہیں راضی کرنا چاہتا ہے اور جو آدمی تمہارے حکموں کی علی الاعلان حکم عدولی نہیں کرتا، چھپ کرنا فرمانی کرتا ہے؛ گویا تمہارا خیال اس کے دل میں ہے اور وہ تمہارا اکرام کررہا ہے، ورنہ بے ادب انسان تو سامنے ہی اختلاف کرتا ہے۔

۱۔ **مَعَاذِيْرُ:** المِعْذَارُ، عذر، بہانہ، ج، مَـعَـاذِيْرُ، عَذَرَ(ض)عُذْراً، عُذُراً ومَعْذِرَةً،علی أو فيما صنع، عذرقبول کرنا،الزام سے بری کرنا، العُذْرُ، ج، اَعْذَارٌ، حجت کی بنا پر عذر کیا جائے۔

۲۔ **اَجَلَّکَ:** من الإجلال وهو الاحترام والتعظيم، التجلّة، الجلال والعظمة.

الفِرْدَوْسُ

قال الإمام الشافعیؒ ،واعظا داعیا إلی العمل الصّالح، لأنَّهُ السّبیل إلی جنان الخلد:

۱ یَـامَـنْ یُـعَـانِقُ دُنْیَا لاَ بَقَاءَ لَهَا — یُـمْسِي وَیُصْبِحُ فِی دُنْیَاهُ سَفَّاراً

اے وہ شخص جوفانی دنیا کو گلے لگا رہا ہے — اور صبح وشام اسی کے چکّر میں سرگرداں ہے

۲ هَلاَّ تَرَکْتَ لِذِي الدُّنْیَا مُعَانَقَةً — حَتَّـی تُـعَانِقَ الفِرْدَوْسَ أَبْکَاراَ

تونے دنیاداروں کو گلے لگانا کیوں نہ چھوڑا؟ — تا کہ کل جنت الفردوس کی دوشیزاؤں کو گلے لگا سکے

۳ إِنْ کُنْتَ تَبْغِي جِنَانَ الخُلْدِ تَسْکُنُهَا — فَیَنبَغِي لَکَ أَنْ لاَ تَأْمَنَ النَّارَا

اگرتو جنت الخلد میں سکونت چاہتا ہے — توضروری ہیکہ تو نارجہنم سے مطمئن نہ ہوجائے

تشریح: مطلب یہ کہ دنیافانی ہے،اس کے ساتھ محبت کرنے ؛اس کو گلے لگانے اوراس کے لئے دنیا بھرکے سفرکرنے کا کیافائدہ؟ یہ کام تو دنیاداروں کے لئے چھوڑ دینا چاہئے تا کہ آخرت کے کاموں میں مشغول رہ کر؛ جنت میں حوروں سے ملاقات کرسکے۔

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں:

عشق بامردہ نہ باشد پائدار — عشق راباحیّ وقیّوم دار

اگرآدمی ہمیشہ کی جنت کا خواہش مند ہےتو اسکواللہ تعالیٰ کے عذاب اورجہنم کی آگ سے ڈرتے رہنا چاہئے ؛ تا کہ گناہوں سے بچ کر؛ خداتعالیٰ کی رضامندی حاصل کرسکے۔

۱۔ **یُعانِقُ:** عَانَقَهُ مُعَانَقَةً بغل گیرہونا، گلے لگانا۔

۲۔ **الفِرْدَوْسُ:** جنت کانام۔قرآن میں ہیں ﴿کَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الفِرْدَوْسِ نُزُلًا﴾. باغ،سرسبز وادی، مذکرمؤنث دونوں کے لئے آتا ہے۔قرآن میں دوجگہ اسکاذکرہے.

اَبْکَاراً: البِکْرُ، کی جمع،کنواری، جوان گائے،ماں باپ کاپہلا بچہ، ہرچیزکااول۔وهنا مأخوذ من قوله تعالیٰ ﴿فَجَعَلْنَاهُنَّ اَبْکَارًا﴾.

تَعَلَّمُ

١ تَعَلَّمَ مَا استَطَعتَ تَکُنْ اَمِیراً وَلاَ تَکُ جَاهِلاً تَبْقٰی أَسِیرَا

حصول علم میں محنت کروہ تجھے سرداری عطا کریگا جاہل نہ رہ ورنہ ماتحتی اختیار کرنی پڑیگی

٢ تَعَلَّمْ کُلَّ یَوْمٍ حَرفَ عِلْمٍ تَرَیٰ الجُهَّالَ کُلُّهُمْ حَمِیرَا

روزانہ کم ازکم کوئی ایک بات سیکھ لیا کر اس لئے کہ جاہلوں کی زندگی مثل حمار گذرتی ہے

تشریح: علم حاصل کرنے والا قیادت کے منصب پر ہوتا ہے اور بلند مقام پر رہ کر دوسروں سے کام لیتا ہے جبکہ جاہل قیدی یعنی غلامی کی زندگی گذارتا ہے، اسکو اپنے آقا اور مولیٰ کی بات کی اطاعت کرنی پڑتی ہے؛ وہ جب تک جاہل رہیگا نوکری کی قید میں رہیگا، روزانہ تھوڑا تھوڑا علم حاصل کر کے آدمی بہت کچھ حاصل کرسکتا ہے، اگر اس طرح تھوڑا بہت علم حاصل کرلیا تو چین کی زندگی گذاریگا، ورنہ جاہل رہ کر گدھے کی طرح بوجھ لادتا پھریگا۔

مِنَ الشَّقَاوَةِ

١ وَمِنَ الشَّقَاوَةِ أَنْ تُحِبَّ وَمَنْ تُحِبُّ یُحِبُّ غَیْرَکَ

محرومی یہ بھی ہیکہ تو جس سے محبت کرے وہ تجھے چھوڑ کر دوسرے سے محبت کرے

٢ أَوْ أَنْ تُرِیْدَالخَیْرَ لِلاِنْسَانِ وَهُوَ یُرِیْدُ ضَیْرَکَ

یا تم تو کسی انسان کی بھلائی چاہو اور وہ تمہارے نقصان کا خواہاں ہو

٢۔ حَمِیراً: والأَحْمِرَةُ وحُمُرٌ، الحِمَارُ واحد کی جمع، گدھا، حِمَارُ الوَحْشِ، نیل گائی۔

١۔ الشَّقَاوَةُ: شَقَا، یَشْقُوا شَقْواً وشَقِیَ یَشْقٰی شَقَاوَةً، بدبخت ہونا، صفت، شَقِیٌّ، ج، اَشْقِیَاءُ.

٢۔ الضَّیْرُ: نقصان، تنگی، سختی، قرآن کریم میں ہیں، ﴿قَالُوا لاَ ضَیْرَ إِنَّا إِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُونَ﴾.

كَشَفْتُ حَقَائِقَهَا

جاء في معجم الأدباء، حدّث الحسين بن محمد قال، سئل الشافعيؒ عن مسئلة، فأجاب عنها ثم أنشد يقول:

١ إِذَا الـمُشْكِلَاتُ تَصَدَّيْنَ لِي ... كَشَفْتُ حَقَائِقَهَا بِالنَّظَرِ

جب مجھے کوئی مشکل درپیش ہوتی ہے ... تو غور وفکر کر کے اسکی حقیقت معلوم کر لیتا ہوں

٢ لِسَانِي كَشَقْشَقَةِ الْأَرْحَبِيِّ ... أَوْ كَالْحُسَامِ الْيَمَانِيِّ الذَّكَرْ

میری زبان ارحبی خطباء کی طرح فصیح ہے ... اور عمدہ لوھے سے بنی تیز دھار لمبی تلوار کی طرح ہے

٣ وَلَسْتُ بِإِمَّعَةٍ فِي الرِّجَالِ ... أُسَائِلُ هَذَا وَذَا مَا الْخَبَرْ

میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جسکی اپنی کوئی رای نہ ہو ... اور ادھر ادھر پوچھتا پھروں کہ مسئلہ کیا ہے؟

٤ وَلٰكِنَّنِي مِدْرَهُ الْأَصْغَرَيْنِ ... وَجُلَّابُ خَيْرٍ وَفَرَّاجُ شَرّْ

بلکہ میں زندہ دل اور فصیح زبان کا مالک ہوں ... جو خیر کے حصول اور شر کے دفاع پر خوب قادر ہے

١۔ **تَصَدَّيْنَ**: تَصَدّٰی لَهٗ، درپے ہونا، سامنے آنا، لِلأَمْرِ، کسی معاملہ کے لئے متوجہ ہونا۔

٢۔ **الشَّقْشَقَةُ**: شَقْشَقَ، شَقْشَقَةً، الجَمَلُ، اونٹ کا بلبلانا۔ الطَّيرُ، پرندے کا آواز نکالنا، الشِقْشِيقَةُ، اونٹ کا جھاگ جو بوقت مستی نکالتا ہے۔ يُقَالُ فُلَانَ شَقْشَقَةُ قَوْمِهِ، وہ اپنی قوم میں شریف اور فصیح ہے، اپنی قوم کی زبان ہے۔ یہ لفظ مجازا خطباء کے لئے بولا جاتا ہے۔ **الأرحَبِيِّ**: یہ نسبت یمن کے بادشاہ ارحب بن دعام کی طرف ہے، جسکی نسل میں بہت سارے امراء، شعراء اور فصحاء گذرے ہیں۔ **الذَّكَرُ**: مرد، مِنَ الحَدِيْدِ، اچھا عمدہ لوھا، مِنَ النَّحَاسِ، وہ سخت تانبا جو کوٹا نہ جاسکے۔ سَيْفٌ ذَكَرٌ، وہ تلوار جو عمدہ لوہے کی بنی ہو۔

٣۔ **الإِمَّعَةُ**: والإِمَّعُ، ہر ایک کی رائے کی پیروی کرنے والا، بن بلائے دعوت میں جانے والا، ج، اِمَّعُون، اِمَّعٌ کی اصل إِنِّي مَعَکَ ہے اور إِمَّعَةٌ میں تاء تانیث کی نہیں بلکہ مبالغہ کی ہے۔

٤۔ **مِدْرَهُ** : التَّدْرَأةُ والتُدْرَأُ، وہ شخص جو عزت وشوکت کا مالک ہو، اور دشمن کو دفع کرنے والا ہو۔

الأَصْغَرَيْنِ: دل اور زبان، اسی لئے کہا جاتا ہے "الـمَرْأُ بِأَصْغَرَيْهِ" آدمی کی قدر ومنزلت اسکی دو چھوٹی چیزوں، دل اور زبان سے ہوتی ہے۔

صِفَةُ الْمُنَاظَرَةِ

وَقال الشافعیؒ یدعو إلی التّناظر الهادئ ،و ینهی عن اللّجاجة و المکابرة، و کان یقول، ماناظرت أحدا إلاّ علی النّصیحة :

١ إِذَا مَا کُنْتَ ذَا فَضْلٍ وَعِلْمٍ — بِمَا اخْتَلَفَ الأَوَائِلُ وَالأَوَاخِرُ

اگر تو صاحب علم وفضل ہے اور — متقدمین ومتأخرین کے اختلاف سے واقف ہے

٢ فَنَاظِرْ مَنْ تُنَاظِرُ فِی سُکُونٍ — حَلِیْماً لاَ تُلِحُّ وَلاَ تُکَابِرُ

تو مناظر کے ساتھ سکون سے گفتگو کر — حلم سے کام لے اور باطل پر جمنے والا اور حق کا منکر نہ بن

٣ یُفِیدُکَ مَا استَفَادَ بِلاَ امتِنَانٍ — مِنَ النُّکَتِ اللَّطِیفَةِ وَالنَّوَادِرُ

تو ایسا کریگا تو وہ بلا امتنان تجھے — اسکے پاس موجود لطائف ونوادرات سے فائدہ پہونچائیگا

٤ وَإِیَّاکَ اللَّجُوجَ وَمَنْ یُرَائِي — بِأَنِّی قَدْ غَلَبْتُ وَمَنْ یُفَاخِرُ

اور بچ تو سخت جھگڑالو، اپنی جیت کا غلط — مظاہرہ کرنے والے، اور متکبر سے مناظرہ کرنے سے

٥ فَإِنّ الشَّرَّ فِي جَنَبَاتِ هَذَا — یُمَنِّی بِالتَّقَاطُعِ وَالتَّدَابُرُ

اس لئے کہ وہ شر جو اسکے دل میں ہے — تقاطع وتدابر کی طرف لے جاتا ہے

تشریح: فرماتے ہیں کہ ذی علم آدمی جسکو سلف کے اقوال واحوال سے واقفیت ہو وہ مناظرہ میں نہ تو غیض وغضب اور طعنہ وتشنیع کرتا ہے اور نہ ہی اپنی بات پر اصرار کرتا ہے بلکہ سکون کے ساتھ دلائل کا جواب، دلائل سے دیتا ہے اور درمیان گفتگو لطیفوں اور نادر حکایتوں سے فائدہ بھی اٹھاتا ہے، وہ مناظرہ میں فخر کرنے اور قابلیت کے اظہار کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا اور جو آدمی مناظرہ میں اسطرح کا ارادہ کرکے آیا ہو اسکے ساتھ مناظرہ کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

٢۔ **تُلِحُّ**: اَلَحَّ فِی السُّؤال، سوال میں اصرار کرنا۔ **تُکابِرُ**: تَکَابَرَ الرَّجُلُ، اپنے آپ کو بڑا اور بلند مرتبہ ظاہر کرنا۔

٣۔ **النُّکَتُ**: و النِّکَاتُ، کلام کی باریکی، حکمت سے بھری بات، وہ دقیق علمی مسئلہ جہاں تک غایت تحقیق کے بعد رسائی ہو۔ النُّکتَةُ، کی جمع۔ **النَّوَادِرُ**: النَّادِرَةُ کی جمع، نَوَادِرُ الکَلامِ، عجیب وغریب کلام، فصیح وعمدہ کلام۔

٤۔ **اللَّجُوجَ** : اللَاجُّ واللَّجُوجُ، بڑا جھگڑالو، لَجَّ (ض،س) لَجَاجاً و لَجَاجَةً، ضد سے جھگڑنا، دشمنی میں مداومت کرنا۔

٥۔ **التَّدَابُرُ**: تَدَابَرَ القَوْمُ، آپس میں دشمنی رکھنا، اختلاف کرنا، تعلقات توڑلینا۔

یَا رَاقِدَ اللَّیْلِ

١ یَا رَاقِدَ اللَّیْلِ مَسْرُوراً بِأَوَّلِهِ إِنَّ الْحَوَادِثَ قَدْ یَطْرُقْنَ اَسْحَارَا

اے رات کی ابتدا میں مطمئن سونے والے حوادثات سحری کے وقت دروازہ پر دستک دیتے ہیں

٢ أَفْنَتْ قُرُوْنَ الَّتِی کَانَتْ مُنَعَّمَةً کَرُّ الْجَدِیْدَیْنِ إِقْبَالاً وَإِدْبَارَا

آسائش میں رہنے والی بے شمار قوموں کو گردش لیل ونہار نے فنا کر دیا

٣ کَمْ قَدْ أَبَادَتْ صُرُوفُ الدَّهْرِ مِنْ مَلِکٍ قَدْ کَانَ فِي الدَّهْرِ نَفَّاعاً وَضَرَّارَا

حوادثات زمانہ نے کئی ایسے بادشاہ ہلاک کر دیئے جو اپنے زمانے میں لوگوں کو نفع نقصان پہونچایا کرتے تھے

تشریح: آدمی کو اپنی زندگی میں کبھی کبھی مطمئن ہو کر غافل نہیں رہنا چاہیئے، اگر آج اسکا اچھا وقت ہے تو کل برا وقت بھی آسکتا ہے۔ دنیا میں بہت سی قومیں جو صاحب قوت واقتدار تھیں زمانہ کی گردش نے ان کو فنا کے گھاٹ اتار دیا۔ قرآن مجید میں ایسی بہت سی قوموں کا ذکر آیا ہے بہت سے بادشاہ؛ جن کا حکم نافذ ہوتا تھا اور جوامر ونہی کے مالک تھے؛ تخت سے اتار کر تختۂ دار پر لٹکا دیئے گئے، تاریخ نے ایسے بہت سے فرمارواؤں کی داستانیں اپنے صفحات میں محفوظ کر رکھی ہیں۔ **فاعتبروا یا أولی الابصار.**

١۔**رَاقِدٌ:** رَقَدَ (ن) رُقُوداً ورُقَاداً، سونا، صفت، راقِدٌ، ج، رُقُودٌ ورُقَّدٌ، عَنِ الأَمْرِ، کام سے غافل ہونا، عَنِ الضَّیْفِ، مہمان کی خبر گیری نہ کرنا۔

یَطْرُقْنَ: طَرَقَ (ن) طَرْقاً، البَابَ، کھٹکھٹانا، القَوْمَ، رات کے وقت آنا۔

٢۔**الکَرُّ:** کَرَّ (ن) کُرُوراً، لوٹنا، واپس آنا۔ مڑنا، اللَّیْلُ والنَّهارُ، رات دن کا باری باری آنا۔

الجَدِیْدَیْن: والجَدِیدَانِ والأَجِدَّانِ، دن رات، تثنیہ والی شکل میں انکا استعمال ہے، تنہا دن یا رات کے لئے جَدِیْدٌ یا اَجِدٌ نہیں بول سکتے۔

ثَوْبُ القَنَاعَةِ

١ تَـدَرَّعْـتُ ثَـوْبـاً لِـلْـقُـنُـوعِ حَـصِـيـنَـةً ... أَصُـونُ بِهَـا عِـرْضِـي وَأَجْعَلُهَا ذُخْراً

میں نے قناعت کا مضبوط لباس پہن لیا ہے ... جس سے میں اپنی آبرو بچاتا ہوں اور جسکو میں ذخیرہ مانتا ہوں

٢ وَلَـمْ أَحْـذَرِ الـدَّهْـرَ الـخَـؤُونَ فَإِنَّمَا ... قُـصَـارَاهُ أَنْ يَـرْمِـي بِـيَ الـمَـوْتَ والفَقْرَا

میں خائن زمانہ سے نہیں ڈرتا کیونکہ وہ زیادہ سے زیادہ ... مجھے موت یا فقر کی طرف دھکیل سکتا ہے

٣ فَـأَعْـدَدْتُ لِـلْـمَـوْتِ الإِلٰـهَ وَعَـفْـوَهُ ... وَأَعْـدَدْتُ لِـلْـفَـقْـرِ التَّجَلُّدَ والصَّبْرَا

موت کے لئے اللہ کا عفو و کرم میرا سہارا ہے ... اور فقر کی صورت میں بلند ہمتی اور صبر میرا ہتھیار رہے

تشریح: فرماتے ہیں کہ میں نے قناعت پسندی کی صفت بہت مضبوطی سے اختیار کر رکھی ہے؛ جو میسر آئے اس پر اکتفا کر لیتا ہوں چنانچہ کسی کے سامنے دست سوال دراز کرنے کی نوبت نہیں آتی اور میری عزت آبرو محفوظ رہتی ہے اور یہی قناعت میرا طریقہ ہے۔ زمانہ کی گردشوں سے میں خوف زدہ نہیں ہوں اس لئے کہ یہ گردشیں زیادہ سے زیادہ مجھے فقر میں مبتلا کریگی اور میں پوری ثابت قدمی سے اس پر صبر کرونگا، اگر اسی حالت میں موت آجائے تو اللہ کی ذات اور اس کی صفت عفو پر میرا اعتماد ہے، یہی مؤمن صادق کا طریقہ ہے۔

١۔ **تَدَرَّعْتُ:** تَدَرَّعَ وادَّرَعَ ،زرہ پہننا، الدِّرْعُ، زرہ، مؤنث ہے کبھی مذکر بھی استعمال ہوتا ہے، ج، دُرُوعٌ وَادْرُعٌ. **حَصِيْنَةً:** الحَصِيْنُ مِنَ الأَمَاكِنِ، مضبوط جگہ، دِرْعٌ حَصِيْنٌ، مضبوط زرہ، حِصْنٌ حَصِيْنٌ، مضبوط قلعہ۔ **ذُخراً:** ذَخَرَ کا اسم، وہ چیز جسے آڑے وقت کے لئے ذخیرہ کیا جائے، ج، أَذْخَارٌ.

٢۔ **الخَؤُوْن:** والخَوَّانَةُ، بہت بڑا خائن۔ **قُصَارَاهُ:** القَصْرُ والقُصَارُ والقُصَارٰی، کوشش وانتہا، عربی میں محاورہ ہے قُصارَاکَ أَنْ تَفعَلَ كَذَا، تیری انتہائی کوشش یا آخری حد یہ ہے کہ تو ایسا کرے۔

الرَّزِيَّةُ

۱ لَعَمْرُكَ مَا الرَّزِيَّةُ هَدْمُ دَارٍ وَلاَ شَاةٌ تَمُوتُ وَلاَ بَعِيرُ

تیری زندگی قسم گھر کا گر جانا یا اونٹ بکری کا مر جانا حقیقی مصیبت نہیں ہے

۲ وَلٰكِنَّ الرَّزِيّةَ فَقْدُ حُرٍّ يَمُوتُ بِمَوتِهِ خَلْقٌ كَثِيرُ

لیکن حقیقی مصیبت کسی ایسے شریف کی موت ہے جسکی موت خلق کثیر کو متاثر کرتی ہے

البَلاءُ

۱ إِنِّى بُلِيتُ بِأَرْبَعٍ يَرْمِينَنِى بِالنَّبْلِ عَنْ قَوسٍ لَهُنَّ صَرِيرُ

میں ایسے چار دشمنوں کی زد میں آ گیا ہوں جو مجھ پر سخت تیر اندازی کر رہے ہیں

۲ إِبْلِيسَ، والدُّنيَا وَنَفْسِى وَالهَوٰى أَنّٰى يَفِرُّ مِنَ الهَوٰى نِحْرِيرُ

شیطان، دنیا، نفس اور خواہشات شریف آدمی کے لئے ان حملوں سے بچنا کتنا مشکل ہے

۱ـ **الرَّزِيَّةُ:** والرَّزِيئَةُ، ج، رَزَايَا، بڑی مصیبت۔
الشَّاةُ : بکرا، بکری، ج، شَاءٌ، شِيَاهٌ، تصغیر، شُوَيَّةٌ، شُوَيْهَةٌ.
البَعِيرُ: چارسالہ یا نوسالہ اونٹ یا اونٹنی، ج، بُعْرانٌ و ابْعِرَةٌ، جج، ابَاعِرُ و ابَاعِيرُ.

۱ـ **النَّبْلُ:** تیر، ج، نِبَالٌ و انْبَالٌ ونُبْلاَنٌ.
صَرِيرُ: صَرَّ (ض) صَرِيراً وصَرَراً، الشَّيئ، چوں چوں کرنا، الاذُنُ، کان بجنا، الأَسْنَانُ، دانت بجنا۔
۲ـ **نِحْرِيرُ:** حاذق، سمجھدار، عقلمند، ج، نَحَارِيرُ.

صُنْ وَجْهَكَ

١ كُلْ بِمِلْحِ الجَرِيشِ خُبْزَ الشَّعِيرِ وَاعْتَقِبْ لِلنَّجَاةِ ظَهْرَ البَعِيرِ

پسے ہوئے نمک کے ساتھ جَو کی روٹی کھالے اور نجات کے لئے اونٹ کی سواری تیار رکھ

٢ وَجُبِ المَهْمَةَ المَخُوفَ إِلٰى طَنْجَةَ أَوْ خَلْفَهَا إِلٰى الدُّرْدُرُورِ

اور طنجہ شہر تک خطرناک جنگل پار کرتا جا یا اس سے آگے مقام دُردُرور تک

٣ وَصُنِ الوَجْهَ أَنْ يَذِلَّ وَيَخْضَعَ إِلَّا إِلٰى اللَّطِيفِ الخَبِيرِ

اور چہرے کو جھکانے یا رسوا کرنے سے بچا علیم وخبیر ذات کے علاوہ کسی اور کے سامنے

١۔**الجَرِيشُ**: والمجْرُوشُ، دلا ہوا غلّہ، الجَارُوشُ والجَاروشَةُ، غلّہ، دلنے کی ہاتھ کی چکّی، جَوَارِيشُ.

٢۔**جُبْ**: جَابَ(ن) جَوْباً وتَجْوَاباً، البِلاَدَ، ملک کو طے کرنا، عبور کرنا، الصَّخْرَةُ، چٹان میں سوراخ کرنا یا تراشنا، الثَّوبُ، کپڑا کاٹنا۔ **المَهْمَهُ**: والمَهْمَهَةُ، لمبا چوڑا بیابان، بنجر ملک، ج، مَهَامِهُ.

طَنْجَةَ: مدينة فى المملكة المغربية، على مضيق جبل طارق، كانت مركزا تجاريا للفيقيين، ثم مستعمرة رومانية.

دُرْدُرُورِ: موضع فى سواحل بحر عمان مضيق بين جبلين يسلكه الصّغار من السفن.

٣۔ **صُنْ**: صَانَ(ن) يَصُونُ صَوْناً وصِيَاناً، صِيَانَةً، حفاظت کرنا، بچانا، صفت مفع، مَصُونٌ ومَصُوُونٌ، صَانَ، الثوب او العرض، کپڑے یا سامان کو عیب لگانے والی چیزوں سے بچانا۔

اَلْسُنِ النّاسِ

قال الإمام الشافعیؒ، مارتدی أحد بالکلام فأفلح:

١ وَ مَا أَحَدٌ مِنْ أَلْسُنِ النَّاسِ سَالِماً — وَلَوْ أَنَّهُ ذَاکَ النَّبِیُّ الْمُطَهَّرُ

لوگوں کی زبان سے کوئی بچ نہیں سکتا — اگر کوئی بچتا تو پاک باز نبیؑ اسکے زیادہ اھل تھے

٢ فَإِنْ کَانَ سِکِّیتاً یَقُولُونَ أَبْکَمُ — وَإِنْ کَانَ مِنْطِیقاً یَقُولُونَ أَهْذَرُ

اگر کوئی کم گو ہوتو لوگ اسکو گونگا کہتے ہیں — اگر کوئی باتونی ہو تو کہتے ہیں کہ بڑبڑاتا رہتا ہے

٣ وَإِنْ کَانَ صَوَّاماً وَبِاللَّیْلِ قَائِمًا — یَقُولُونَ زَرَّاقٌ یُرَائِیٔ وَیَمْکُرُ

اور اگر کوئی تہجد گذار اور روزے دار ہو — تو کہینگے کہ ریا کار اور دھوکے باز ہے

النَّظْرَةُ

١ یَقُولُونَ لاَ تَنْظُرْ وَتِلْکَ بَلِیَّةٌ — أَلاَ کُلُّ ذِی عَیْنَیْنِ لاَ بُدَّ نَاظِرُ

لوگ کہتے ہیں مت دیکھ حالانکہ یہ ایک آزمائش ہے — اس لئے کہ جسکے پاس دو آنکھیں ہوں وہ دیکھے بغیر نہیں رہ سکتا

٢ وَلَیْسَ اِکْتِحَالُ الْعَیْنِ بِالْعَیْنِ رِیْبَةً — إِذَا عَفَّ فِیمَا بَیْنَ ذَاکَ الضَّمَائِرُ

حالانکہ آنکھوں سے دیکھنا اسوقت قابل ملامت نہیں — جبکہ مخفی ناجائز امور سے پرہیز کیا جائے

١۔**الْمُطَهَّرُ:** طَهَرَ (ن،ک) طُهراً وَطَهَارَةً، پاک ہونا، صفت، طَاهِرٌ، طَهَّرَهُ، پاک کرنا۔

٢۔**سِکِّیتاً:** السَّکتُ والسِّکِیتُ، کم گو، خاموش طبیعت۔ **مِنْطِیقاً:** والنِّطِیقُ، خوش بیان۔
أَهْذَرُ: هَذَّرَ البَعِیرُ، اونٹ کا بڑبڑانا، الهَدَّارُ، بہت گرجنے والا بادل۔

٣۔ **زَرَّاقٌ:** زَرَقَ (ض،ن) زَرْقاً، زَرَقَتْ عَیْنُهُ نَحْوِی، اسنے میری طرف کنکھیوں سے دیکھا۔ الرَّجُلَ بِبَصَرِهِ، کسی کو گھورنا۔

قَافِيَةُ السِّينِ

قَلِيْلُ الحَمْلِ لِلدَّنَسِ

قال الشافعیؒ، یدعو من جعل نفسه واعظا للناس أن یصون نفسه من العیب والدّنس... وهو یقول، الخیرفی خمسة، غِنی النّفس ،وکفّ الأذٰی، وکسب الحلال، والتّقوٰی، والثّقة بالله:

١ يَاوَاعِظَ النَّاسِ عَمَّا أَنْتَ فَاعِلُهُ ۔ يَامَنْ يُعَدُّعَلَيْهِ العُمْرُ بِالنَّفَسِ

اے لوگوں کوایسے امور کی نصیحت کرنے والے جسمیں تو خود مبتلا ہے ۔ اے وہ آدمی جسکی زندگی کا شمار ایک ایک پل سے ہوتا ہے

٢ إِحْفَظْ لِشَيْبِکَ مِنْ عَيْبٍ يُدَنِّسُهُ ۔ إِنَّ البَيَاضَ قَلِيلُ الحَمْلِ لِلدَّنَسِ

اپنے بڑھاپے کودھبّہ لگانے والے عیب سے بچا ۔ اس لئے کہ سفیدی میل کم برداشت کرتی ہے

٣ کَحَامِلٍ لِثِيَابِ النَّاسِ يَغْسِلُهَا ۔ وَثَوبُهُ غَارِقٌ فِي الرِّجْسِ والنَّجِسِ

اس دھوبی کی طرح جولوگوں کے کپڑے صاف کرتا ہے ۔ مگر اسکے اپنے کپڑے ناپاک اور گندے ہوتے ہیں

٤ تَبْغِي النَّجَاةَ لَمْ تَسْلُکْ طَرِيْقَتَهَا ۔ إِنَّ السَّفِيْنَةَ لاَ تَجْرِي عَلٰى اليَبَسِ

تو نجات کا طالب ہے مگر نجات کی راہ پر نہیں چلتا ۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ کشتی خشکی پر نہیں چلتی

٥ رُکُوبُکَ النَّعْشَ يُنْسِيکَ الرُّکُوبَ عَلٰى ۔ مَاکُنْتَ تَرْکَبُ مَنْ بَغْلٍ وَمِنْ فَرَسِ

تیرا سریر میت پر سوار ہونا بھولا دیگا ۔ تیری خچّر اور گھوڑے کی سواری کو

٦ يَوْمَ القِيَامَةِ لاَمَالٌ وَلاَ وَلَدٌ ۔ وَضَمَّةُ القَبْرِ تُنْسِي لَيْلَةَ العُرْسِ

قیامت کے دن نہ مال کام آئیگا نہ اولاد ۔ اور قبر کا بھینچنا شبِ زفاف کی لذتیں بھولا دیگا

۲۔ يُدَنِّسُهُ: دَنِسَ (س) دَنساً ودَنَاسَةً،عِرْضُهُ اوثوبُهُ او خُلُقُهُ، عزت واخلاق کا عیب دار ہونا، کپڑے کا میلا ہونا،صفت،دَنِسٌ،ج، اَدْنَاسٌ ومَدَانِيسُ.دَنَّسَهُ، میلا کرنا، دَنَّسَهُ سُوءُ خُلُقِهِ، اسکی بدخلقی نے اسکو بدنام کردیا۔

٦۔ ضَمَّةُ القَبْرِ: قبر کا بھینچنا۔ لَيْلَةُ العُرْسِ: العُرْسُ والعُرُوسُ، زفاف،طعام ولیمہ،ج،اَعْرَاسٌ وعُرُسَاتٌ، لَيْلَةُ العُرْسِ،شب زفاف۔

قَرِيبٌ مِن عَدُوٍّ

وقال الإمام الشافعیؒ، فی الصّدیق الصّدوق، ودوره فی أوقات الشّدة والحاجة للتآسي:

١ صَـدِيـقٌ لَيْـسَ يَـنْـفَـعُ يَـوْمَ بُـؤْسٍ — قَـرِيـبٌ مِـنْ عَـدُوٍّ فِـي الـقِيَـاسِ

وہ دوست جو مصیبت میں کام نہ آئے — دشمن سے قریبی مشابہت رکھتا ہے

٢ وَمَـا يَـبْـقَـى الـصَّـدِيـقُ بِـكُـلِّ عَـصْـرٍ — وَلَا الإِخْـوَانُ إِلَّا لِـلـتَّـآسِـي

حالانکہ ہرزمانہ میں دوست کودوست اور بھائی کو بھائی — اسکی غم خواری ہی کی وجہ سے مانا جاتا رہا ہے

٣ عَـبَـرْتُ الـدَّهْـرَ مُـلْـتَـمِـسـاً بِـجُـهْـدِي — أَخَـاثِـقَـةٍ فَـأَلْـهَـانِـي الـتِـمَـاسِـي

میں نے عمرطویل کسی مخلص دوست کی تلاش میں گذاردی — مگرمیری جستجو نے مجھے عاجز کردیا

٤ تَـنَـكَّـرَتِ الـبِـلَادُ وَمَـنْ عَـلَـيْـهَـا — كَـأَنَّ أُنَـاسُـهَـا لَـيْـسُـوا بِـنَـاسِ

اب تو وطن اور اہالیٔ وطن اجنبی سے لگتے ہیں — گویا یہاں کے لوگ میرے اپنے لوگ نہیں ہیں

١۔**البُؤْسُ**: شدت، محتاجگی، ج، اَبْؤُسٌ والبَأسَاءُ والبُوسٰی، یَوْمُ البُؤْسِ، ایام مصیبت۔
القِيَاسُ: قَاسَ (ض) قِيَاساً کا مص۔ هذا قِيَاسُ ذَاكَ، یہ اسکے مشابہ ہے۔ القِيَاسُ فِی عِلْمِ المَنطق، چند قضیوں سے مرکب قول جسکو تسلیم کرنے سے ایک اور قول لامحالہ تسلیم کرنا پڑے مثلاً "الطائر له جناحان وللعصفور جناحان، فالعصفور طائرٌ".
٢۔ **التّآسِي**: تآسى القوم، ایک دوسرے کو تسلی دینا، تأسّی، صبر کرنا۔ تسلّی کرنا، التأسَاءُ. تعریف، تسلّی۔
٣۔ **أَلْهَانِي**: جعلنی أَلْهُو، اَلْهَاهُ، اِلْهَاءً، فلانا الشيئ، عاجزی سے چھوڑ دینا۔
٤۔ **تَنَكَّرَتْ**: تنكَّرَ، الرَّجُلُ، اچھی حالت سے نکل کر بدحال ہونا، بھیس بدلنا، لفلانٍ، اجنبی ہونا، فُلانٌ، بدخلق ہونا. نَكَّرَهُ، تبدیل کرنا، نَكَّرَ الاسم، اسم کونکرہ بنانا۔

اَللّٰہُ ذُوالآلاءِ

قال الإمام الشافعیؒ، يسأل اللّٰه اليقين والعون فی الدّنيا والآخرة:

١ قَلْبِي بِرَحْمَتِکَ اللّٰهُمَّ ذُوْأُنُسِ — فِي السِّرِّ والجَهْرِ والإِصْبَاحِ والغَلَسِ

اے اللہ تیری رحمتوں سے میرا دل مانوس ہے — جو مجھ پر ظاہری، باطنی اور رات دن ہوتی رہتی ہیں

٢ وَمَا تَقَلَّبْتُ مِنْ نَوْمِي وَفِی سِنَتِي — إلَّا وَذِكْرُکَ بَيْنَ النَّفْسِ والنَّفَسِ

اور میں نیند اور اونگھ میں پہلو نہیں بدلتا — مگر تیرا ذکر میرے دل اور سانس میں جاری ہوتا ہے

٣ لَقَدْ مَنَنْتَ عَلٰی قَلْبِی بِمَعْرِفَةٍ — بِأَنَّکَ اللّٰهُ ذُو الآلاءِ والقُدُسِ

تو نے میرے قلب پر اس معرفت کا القاء کر کے احسان فرمایا — کہ آپ ہی نعمتوں کے مالک اور پاکیزہ صفات رب ہیں

٤ وَقَدْ أَتَيْتُ ذُنُوباً أَنْتَ تَعْلَمُهَا — وَلَمْ تَكُنْ فَاضِحِي فِيها بِفِعْلِ مُسِی

میرے کئے ہوئے گناہ آپ بخوبی جانتے ہیں — مگر پھر بھی آپ نے ان گناہوں کے بسبب مجھے رسوا نہیں کیا

٥ فَامْنُنْ عَلَیَّ بِذِكْرِ الصَّالِحِينَ ولاَ — تَجْعَلْ عَلَیَّ إذاً فِي الدِّينِ مِنْ لَبَسِ

بس اے اللہ تو صالحین میں میرا شمار کر کے مجھ پر کرم فرما — اور دین کا کوئی امر مجھ پر ملتبس نہ فرما

٦ وَكُنْ مَعِي طُولَ دُنْيَایَ وآخِرَتِي — وَيَومَ حَشْرِي بِمَا أَنْزَلْتَ فِی عَبَسِ

اور اے اللہ، عمر بھر اور آخرت میں کرم کا معاملہ فرمانا — اور حشر میں سورۃ عبس کی آیت والا اچھا معاملہ فرمانا

١۔ **أُنُسُ**: الاُنَسُ والاُنُسَةُ، انَسِيت، اَنِسَ (س) اَنُسَ (ک) اَنَس (ض) اَنْساً، مانوس ہونا، به وإليه، کسی سے محبت کرنا، دل لگنا۔

٢۔ **السَّنَةُ**: اونگھ، غفلت، ابتداءِ نوم، وَسِنَ (س) وَسْناً وَسِنَةً، اونگھنا، نیند سے جاگنا، اضداد میں سے ہے، صفت، وَسِنٌ، وَسْنَانٌ، مذکر، وَسِنَةٌ، مؤنث۔

٣۔ **الآلاءُ**: الألٰی والأُلٰی والأَلَي، کی جمع، نعمت، مہربانی، فضل.

القُدُسُ: قَدُسَ (ک) قُدْساً وقُدُساً، پاک ہونا، بابرکت ہونا، قَدَّسَ الرَّجُلُ اللّٰهَ، خدا کے مقدس ہونے کا اقرار کرنا، القُدُّوسُ والقَدُّوسُ، ہر نقص وعیب سے پاک، اللہ پاک کا صفاتی نام.

٥۔ **لَبَسِ**: لَبِسَ (س) لُبْساً، عَلَيْهِ الأَمْرُ، خلط ملط کرنا، کسی امر کو مشتبہ بنانا.

٦۔ **عَبَسِ**: اشارة إلى الآيتين الكريمتين فی سورة عبس ﴿وُجُوهٌ يومَئِذٍ مُسْفِرَةٌ، ضاحِكَةٌ مُسْتَبْشِرَةٌ﴾.

عِزَّةُ النَّفْس

وقال الإمام الشافعیؒ، یصف وطأة السؤال علٰی نفس العزیز الأبیّ، وقال لا یکمل الرّجل إلاّ بأربع: بالدّیانة، والأمانة، والصّیانة والرّزانة:

١ لَقَلْعُ ضِرسٍ وضَرْبُ حَبْسٍ — وَنَزْعُ نَفْسٍ وَرَدُّ أَمْسِ
داڑھ کا اکھاڑنا اور قیدخانہ میں مارا جانا — جان کا نکلنا اور گذرے دن کا واپس آنا

٢ وَقَرُّ بَرْدٍ وَقَوْدُ قِرْدٍ — وَدَبْغُ جِلْدٍ بِغَيْرِ شَمْسِ
اور سخت سردی برداشت کرنا اور بندر ہنکانا — اور چمڑے کو دھوپ کے علاوہ سے دباغت دینا

٣ وَنَفْخُ نَارٍ وَحَمْلُ عَارٍ — وَبَيْعُ دَارٍ بِرُبْعِ فِلْسِ
اور آگ دھونکنا اور عار برداشت کرنا — اور چار آنے میں گھر فروخت کردینا

٤ وَأَكْلُ ضَبٍّ وَصَيْدُ دُبٍّ — وَصَرْفُ حَبٍّ بِأَرْضِ خَرْسِ
اور گوہ کھانا اور ریچھ کا شکار کرنا — اور بنجر زمین میں بیج ڈالنا

٥ أَهْوَنُ مِنْ وَقْفَةِ الحُرِّ — يَرْجُو نَوَالاً بِبَابِ نَحْسِ
آسان ہے بنسبت اسکے کہ کوئی شریف آدمی — کسی منحوس کے دروازے پر بخشش کی امید میں کھڑا رہے

تشریح: امام شافعیؒ نے اشعار میں کئی مشکل چیزوں کا شمار کروایا اور آخر میں فرمایا؛ کہ یہ ساری دشوار اور تکلیف دہ چیزوں کا تحمل کرلینا؛ شریف انسان کے لئے آسان ہے؛ بہ نسبت اس کے کہ اسے کسی بدبخت انسان کے دروازہ پر بخشش کی امید میں کھڑا رہنا پڑے۔ شریف انسان تکلیفیں برداشت کرسکتا ہے مگر ایسی ذلت برداشت نہیں کرسکتا۔

١۔ **القَلْعُ:** قَلَعَ (ف) قَلْعاً وقَلَّعَ واقْتَلَعَ، الشيئ، جڑ سے اکھاڑنا۔ **الضِرْسُ:** داڑھ، دانت، ج، اَضْراسٌ، وضُرُوسٌ. **نَزْعُ النَّفْسِ:** نَزَعَ (ض) نَزْعاً، المَرِيض، قریب المرگ ہونا، نَزْعُ الحَيَاةِ، حالت نزع، موت کے قریب کی حالت۔ ٢۔ **قَرُّ:** قَرَّ (ن، ض، س) قَرًّا، اليَوْم، دن کا ٹھنڈا ہونا، قَرَّ الكَلامَ فِي اُذُنَيْهِ، کسی کے کان میں منہ لگا کر بات کہنا۔ **الدَّبْغُ:** دَبَغَ (ف، ن، ض) دَبْغاً ودِباغَةً، الجِلْدُ، چمڑا رنگنا۔
٤۔ **الدُبُّ:** ریچھ، ج، اَدْبَابٌ، دِبَبَةٌ، مؤنث، دُبَّةٌ، رَكِبَ دُبَّ فُلَانٍ، فلاں کا طریقہ اختیار کیا۔
الخَرْسُ: والخِرْسُ، ج، خُرُوسٌ، ناقابل کاشت زمین۔
٥۔ **النَّحْسُ:** نَحَسَ (ف) نَحْساً ونَحُسَ (ک) نُحُوسَةً کا مصدر، نامبارک، ج، نُحُوسٌ.

العِلمُ

وقال الإمام الشافعیؒ ،کنت أقرئ النّاس وأنا إبن ثلاث عشرة سنة، وحفظت المؤطا قبل أن أحتلم، یصف الإمام قیمة العلم فی حیاة الإنسان ویدعو، إلی نیله بالهمّة العالیة ،والإرادة الثّابتة والتّضحیة:

١ العِلمُ مَغرِسُ کُلِّ فَخرٍ فافتَخِرُ وَاحذَرْ یَفُوتُکَ فَخرُ ذَاکَ المَغرِسِ

علم جملہ اسباب عزت کی جائے پیدائش ہے تو بھی اسے حاصل کر اور حصول عزت کے اس سبب کے فوت ہونے سے ڈرتا رہ

٢ واعْلَمْ بِأنَّ العِلمَ لَیسَ یَنالُهُ مَنْ هَمُّهُ فِي مَطْعَمٍ أومَلْبَسِ

اور جان لے کہ علم وہ آدمی حاصل نہیں کرسکتا جسکی توجہ کھانے پینے میں ہو

٣ إلّا اَخُو العِلمِ الَّذِی یُعْنیٰ بِهِ فِي حَالَتَیْهِ عَارِیاً أَوْ مُکْتَسِي

ہاں مگر وہ علم دوست آدمی جو علم میں فقیری اور امیری دونوں حالت میں منہمک رہتا ہو

٤ فَاجْعَلْ لِنَفسِکَ مِنهُ حَظاً وافِراً وَاهْجُرْ لَهُ طِیبَ الرُّقَادِ وعَبَّسِ

تو علم سے وافر مقدار حاصل کر اور اسکے لئے میٹھی نینداور چہرہ بگاڑنا چھوڑ دے

٥ فَلَعَلَّ یَوماً إنْ حَضَرْتَ بِمَجْلِسٍ کُنْتَ الرَّئِیسَ وَفَخرَذَاکَ المَجْلِسِ

تو ایک دن ایسا آئیگا کہ تو جس مجلس میں بھی پہونچ جائیگا علم کے سبب فخر مجلس اور صدر نشیں تو ہی ہوگا

١ـ **المَغْرِسُ**: پودہ لگانے کی جگہ، ج، مَغَارِسُ، غَرَسَ (ض)غَرْساً وغِرَاسَةً، الشَّجَرَ، درخت لگانا۔

٣ـ **عَارِیاً**: عَرِیَ ،یَعْریٰ، عُرْیَةً، عُرْیاً،مِنْ ثِیَابِهِ، ننگا ہونا،صفت عَارٍ وعُرْیَانٌ، ج، عُرَاةٌ.

مُکْتَسِي: کَسیٰ یَکْسِی وکُسِی کساً، الثوب، کپڑا پہننا،اِکْتَسیٰ،لباس پہننا، اِکْتست الأرض بالنّبات، زمین کا پودوں سے چھپ جانا۔

٤ـ **الرُّقَادُ**: رَقَدَ(ن) رَقْداً ورُقُوداً ورُقَاداً، سونا،صفت،راَقِدٌ، ج،رُقُودٌ ورُقَّدٌ.

عَبَّسِ: عَبَسَ(ض) عَبْساً وعُبُوساًوعَبَّسَ، الوَجْهُ، ترشروئی کرنا،تیوری چڑھانا،چیں بہ جبیں ہونا۔

تشریح: (جب تو علم حاصل کرلیگا) تو شاید کسی دن کسی مجلس میں صدر مجلس اور فخر مجلس ہوگا۔ امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ دنیا میں کوئی بھی قابل فخر کارنامہ علم کے بغیر انجام نہیں دیا جاسکتا، اسلئے آدمی کو اس فخر کے حصول میں کوتاہی نہیں کرنی چاہئے، ہاں علم کے طالب کی پوری توجہ ہر حال میں حصول علم کی طرف ہونی چاہئے، جو طالب علم کھانے پینے، عمدہ کپڑے پہننے اور بناؤ سنگار کی فکر میں لگا رہے گا وہ کبھی بھی علم حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکتا، علم کے لئے میٹھی نیند بھی قربان کرنی ہوگی اور جدّ وجہد میں مسلسل مشغول رہنا ہوگا اور جب ان مشقتوں کو برداشت کے تو عالم بن جائیگا تو پھر انشاء اللہ جس مجلس میں بھی جائیگا تو ہی میرِ مجلس ہوگا۔

سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

پئے علم چوں شمع باید گداخت   کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

قَافِيَةُ الصَّادِ

تَرْكُ المَعَاصِي

وقال الإمام الشافعیؒ ، حفظت القرآن وأناابن سبع سنين، وحفظت المؤطّا وأنا إبن عشر، ورغم هذايذكرشكواه إلى المحدّث وكيع إبن الجرّاح الذى دعاه إلى ترك المعاصى:

امام شافعیؒ نے اپنے جلیل القدر استاذ المحدث وکیع بن جرّاح الرؤاسیؒ سے اپنے کمزور حافظہ کی شکایت کی۔

امام وکیعؒ کی کنیت ابوسفیان تھی دوسری صدی ہجری کے مشہور محدث تھے،کوفہ میں ۱۲۹ھ میں ولادت ہوئی اور ۱۹۷ھ میں وفات پائی،تقوی کے بلند مقام پر فائز تھے۔قضاء پیش کیا گیا تو معذرت کردی (رحمه الله رحمة واسعة)۔ ڈاکٹر عمر فاروق نے آپ کی وفات کوفہ میں لکھی ہے حالانکہ آپکی قبر مبارک قاہرہ میں موجود ہیں۔

۱ شَكَوْتُ إِلٰى وَكِيعٍ سُوءَ حِفْظِي ... فَأَرْشَدَنِي إِلٰى تَرْكِ المَعَاصِي
میں نے حضرت وکیعؒ سے کمزور حافظہ کی شکایت کی ... تو آپ نے مجھے ترک معاصی کی نصیحت فرمائی

۲ وَأَخْبَرَنِي بِأَنَّ العِلْمَ نُورٌ ... وَنُورُ اللّٰهِ لاَ يُهْدٰى لِعَاصِي
اور یہ بتایا کہ علم نور خداوندی ہے ... اور نور خداوندی گناہ گار کو نہیں دیا جاتا

۱۔ **وَكِيع:** پورا نام،وکیع بن جرّاح بن ملیح الرؤاسی ہے۔کنّیت ابوسفیان ہے۔قرن ثانی کے حافظ الحدیث؛محدث ہیں۔ ۱۲۹ھ میں ولادت ہوئی اور ۱۹۷ھ میں وفات پائی۔صائم الدھر اور پرھیز گار تھے۔کوفہ کا عھدۂ قضا تقوی ہی کی وجہ سے قبول نہیں کیا۔تفسیر،حدیث،تاریخ اور تصوّف میں قابل قدر آپکی تصنیفات ہیں۔

اَرْشَدَنِي: رَشَّدَهُ وارْشَدَهُ،إِلَى كَذَا وَعَلَيْهِ وَلَهُ، ھدایت کرنا،اِسْتَرْشَدَ، لِاَمْرِهِ، راہ راست پر ہونا.ۂ،ھدایت طلب کرنا.

الإيمَانُ وَذِكْرُ الخُلَفَاء

وقال الإمام الشافعیؒ ، يذكر بعض اركان الإسلام، ويمتدح الخلفاء الراشدين:

١ شَهِدْتُ بِأَنَّ اللّٰهَ لا رَبَّ غَيْرُهُ — وَأَشْهَدُ أَنَّ البَعْثَ حَقٌّ وأُخْلِصُ

میں گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا رب نہیں ہے — اور میں سچے دل سے مانتا ہوں کہ بعث بعد الموت برحق ہے

٢ وَأَنَّ عُرَى الإِيمَانِ قَوْلٌ مُبَيِّنٌ — وَفِعْلٌ زَكِيٌّ قَدْ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ

اور یہ کہ ایمان کی بنیاد کلمۂ طیبہ ہے — اور بے داغ عمل ہے اور وہ گھٹتا بڑھتا رہتا ہے

٣ وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ خَلِيفَةُ رَبِّهِ — وَكَانَ أَبُو حَفْصٍ عَلَى الخَيْرِ يَحْرِصُ

اور یہ کہ ابوبکرؓ رب کے برحق خلیفہ ہیں — اور عمر فاروقؓ اعمال خیر کے بے حد حریص تھے

٤ وَأُشْهِدُ رَبِّي أَنَّ عُثْمَانَ فَاضِلٌ — وَأَنَّ عَلِيّاً فَضْلُهُ مُتَخَصِّصُ

اور میں رب کو گواہ بناتا ہوں عثمانؓ کی فضیلت پر — اور اس بات پر کہ حضرت علیؓ کا فضل مخصوص تھا

٥ أَئِمَّةُ قَوْمٍ يُهْتَدَى بِهُدَاهُمُ — لَحَى اللّٰهُ مَنْ إِيَّاهُم يَتَنَقَّصُ

یہ ہمارے ایسے امام ہیں جنکی پیروی کی جاتی ہے — انکی تنقیص کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہو

تشریح: بہت سے حاسدوں نے امام صاحبؒ پر رافضی ہونے کا الزام لگایا تھا؛ ان اشعار میں انہوں نے خلفاء اربعہؓ کے بارے میں اپنے عقیدہ کا اظہار کیا اور پانچ نمبر کے شعر میں فرمایا کہ یہ ائمہ اربعہؓ ہدایت کے مینار تھے، انکے نقش قدم پر چل کر ہی راہ راست مل سکتی ہے اور جو شخص ان کے بارے میں زبان درازی کرے اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت ہو۔

١۔ **عُرَى**: والعُرْوَةُ، دستہ، قابل اعتماد چیز، نفیس مال، گنجان درخت جسکے پتے جاڑے میں نہ گریں.

٢۔ **لَحَى**: لَحَى يَلْحَى لَحياً، الشَّجَرَة، درخت چھیلنا، فلاناً، ملامت کرنا، صفت، لاحٍ، لَحَا اللّٰهُ فُلاَناً، اللہ تعالیٰ فلاں پر لعنت کرے۔

الحَسُودُ

١ وَذِی حَسَدٍ یَغْتَابُنِي حَیْثُ لا یَرَی مَكَانِي وَیُثْنِی صَالِحاً حَیْثُ اَسْمَعُ

اور حاسد میری عدم موجودگی میں میری غیبت کرتا ہے اور میرے سامنے میری تعریف کرتا ہے

٢ تَوَرَّعْتُ أَنْ اغْتَابَهُ مِنْ وَرَائِهِ وَمَا هُوَ إِذْ یَغْتَابُنِي مُتَوَرِّعُ

میں اسکی غیر حاضری میں اسکی غیبت سے پرہیز کرتا ہوں اور وہ میری غیبت کرنے سے پرہیز نہیں کرتا

تَرْكُ الشَّرِّ

١ لَقَدْ أَسْمَعُ القَولَ الَّذِی كَادَ كُلَّمَا تُذَكِّرُنِیهِ النَّفْسُ قَلْبِي یُصَدَّعُ

کبھی کبھی میں ایسی بات سنتا ہوں کہ جب جب بھی میرا نفس وہ یاد دلاتا ہے تو دل پارہ پارہ ہو جاتا ہے

٢ فَأُبْدِي لِمَنْ أَبْدَاهُ مِنِّي بَشَاشَةً كَأَنِّی مَسْرُورٌ بِمَا مِنْهُ أَسْمَعُ

پھر بھی میں اسکے قائل کے سامنے بشاشت کا اظہار کرتا ہوں گویا کہ میں اس سے سنی ہوئی بات پر خوش ہوں

٣ وَمَا ذَاکَ مِنْ عُجْبٍ بِهِ غَیْرَ أَنَّنِي أَرٰی تَرْکَ بَعْضِ الشَّرِّ للشَّرِّ اَقْطَعُ

اور یہ عجب کی بنیاد پر نہیں کرتا ہاں مگر میں بعض شر کے ترک کو دیگر شرور کے لئے قاطع مانتا ہوں

١۔ الحَسُودُ: مذکر و مؤنث، وہ شخص جسکی طبیعت میں حسد ہو، ج، حُسُدٌ، حَسَدَ(ن،ض) حَسَداً و حَسَادَةً فُلاناً نِعَمَهُ وَ عَلَی نِعْمَتِهِ، کسی کی نعمت کے زوال اور خود اپنے لئے اسکے حصول کی تمنّا یا آرزو کرنا، صفت، حَاسِدٌ، ج، حُسّادٌ وَحَسَدَة.

١۔ یُصَدَّعُ: صَدَّعَ، الشَّیْئَ، پھاڑنا، تَصَدَّعَ، القَوْمَ، متفرق ہونا، الشَّیْئُ، پھٹنا، تصدَّعَتِ الأَرْضُ بفُلان، وہ شخص زمین میں کہیں غائب ہو گیا۔ اَنْصَدَعَ الصَّبَاحُ، صبح کا روشن ہونا۔

٢۔ بَشَاشَةً: بَشَّ (س) بَشَاشَةً، ہنس مکھ ہونا۔ خندہ پیشانی والا، بالصّدیق، دوست کو دیکھکر خوش ہونا، صفت، بَشٌّ، بَاشٌّ، بَشُوشٌ وَبَشَّاشٌ.

القَناعَةُ

۱ عَزِيزُ النَّفْسِ مَنْ لَزِمَ القَنَاعَهْ وَلَمْ يَكْشِفْ لِمَخْلُوقٍ قِنَاعَهْ

باعزت رہتاہے وہ آدمی جو قناعت کو لازم پکڑتا ہے اور جو مخلوق کے سامنے اپنی مٹھی نہیں کھولتا

۲ أَفَادَتْنِي التَّجَارُبُ كُلَّ عِزٍّ وَهَلْ عِزٌّ أَعَزُّ مِنَ القَنَاعَهْ

زندگی نے مجھے اسباب عزت بتادئے اور قناعت سے بڑھکر اور کوئی سبب عزت نہیں

۳ فَصَيِّرْهَا لِنَفْسِكَ رَأْسَ مَالٍ وَصَيِّرْ بَعْدَهَا التَّقْوٰى بِضَاعَهْ

پس تو قناعت کو اپنا رأس المال سمجھ اور تقوی کو بھی اپنی پونجی بنا

٤ وَلَا تُطِعِ الهَوٰى وَالنَّفْسَ وَاعْمَلْ مِنَ الخَيْرَاتِ قَدْرَ الإِسْتِطَاعَهْ

اور نفس اور خواہشات کی اتباع نہ کر اور حتی المقدور اعمال خیر کرتا رہ

۱۔ قَنِعَ: قَنِعَ (س) قَنْعاً وقَنَاعَةً، جو کچھ حصہ میں آئے اسپر صبر کرنا، صفت، قَانِعٌ، ج، قَانِعُونَ وقُنَّعُ.
القِنَاعُ: اوڑھنی، دوپٹہ، کھانا رکھنے کا برتن، ٹرے یا طشت، ج، اَقْنَاعٌ واَقْنِعَةٌ، كَشْفُ القِنَاعَ عَنِ الشَّيْئِ، کسی چیز کو کھول کر بیان کرنا، راز فاش کرنا۔
۲۔ التّجَارُبُ: جَرَّبَهُ، تَجْرِيباً وتَجْرِبَةً، آزمانا، تجربہ کرنا، امتحان لینا۔
۳۔ رَأسُ المال: پونجی، تجارت کا اصلی مال۔ بِضَاعَة: تجارت کا سامان، سرمایہ، پونجی، ج، بَضَائِعُ.

قَافِيَةُ الضَّادِ

حُبُّ آلِ مُحمَّدٍ

حدّث ربیع بن سلیمان قال، حججنا مع الشافعیؒ، فما ارتقی شرفا، ولاهبط وادیا،إلّا وهو یبکی ، وینشد:

١ يَارَاكِباً قِفْ بِالمُحَصَّبِ مِنْ مِنٰى وَاهْتِفْ بِقَاعِدِ خَيْفِهَا وَالنَّاهِضِ

اے سوار منیٰ کی وادئ محصب میں ذرا ٹھہر جا اور خیف بنی کنانہ میں ہر قاعد وقائم کوآواز دے

٢ سَحَراً إِذَا فَاضَ الحَجِيجُ إِلٰى مِنٰى فَيْضاً كَمُلْتَطِمِ الفُرَاتِ الفَائِضِ

سحری کے وقت جبکہ حاجی لوٹ رہے ہوں منیٰ کی طرف دریائے فرات کی ٹھاٹھیں مارتی ہوئی موجوں کی طرح

١ـ المُحَصَّبُ: موضع فیما بین مکّة ومنیٰ، وَهُوإلی منی أقرب، وهوبطحاء مکّة، وهو خیف بنی کنانة، وحدّه من الحجون ذاهباً إلی منی، سمّی بالمحصّب، من الحصب وهی الرّمی بالحجارة، چونکہ منی میں کنکریاں ماری جاتی ہیں اس مناسبت سے اسکا نام محصّب رکھا گیاہے۔

منیٰ: بلدة قریبة من مکّة وعرفات،فیها مرمی الحجار،وقربها غار حراء الذی کان رسول الله ﷺ یتحنّث فیه قبل الوحی.

٢ـ الحجیجُ: والحُجَّاجُ،ج،مقامات مقدسہ کی وقت مخصوص میں زیارت کرنے والے،مفرد،حاجٌّ۔

فَاضَ: أَفَاض الحجّاج من عرفات إلی منی، انصرفوا إلیها بعد انقضاء الموقف.

كَمُلْتَطِمِ: التطمت الأمواج، ضرب بعضها بعضا.

الفُرات: نهر نبعه فی أرمینیا، یجری فی ترکیا مخترفا جبال طوروس وسوریة والعراق، حیث تتسرب منه میاه کثیرة إلی الأراضی المنخفضة المجاورة فتظهر بحیرات، ثم یلتقی بنهر دجلة عند القرنة فیکونان شط، العرب الصّالح للملاحة (المنجد فی الاعلام)

٣ إِنْ كَـانَ رَفْـضـاً حُـبُّ آلِ مُـحَمَّدٍ فَـلْيَشْهَـدِ الثَّـقَلاَنِ أَنِّـى رَافِـضِـي

اگرآل محمدؐ سے محبت کرنا رفض ہے تو جن وانس گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں

٤ وَأَخْبِـرْهُـمْ أَنِّـى مِـنَ الـنَّـفَرِ الَّـذِى لِـوَلاَءِ أَهْـلِ البَيْـتِ لَيْـسَ بِـنَـاقِـصِ

اورانہیں بتادے کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جواھل بیت کی محبت کے عہد کوتوڑنہیں سکتا

تشـــریـــح: امام صاحبؒ کومخالفین باربار رافضی ہونیکا طعنہ دیتے تھے،آپ نے کئی باراپنے عقائد مختلف انداز میں ظاہرفرمائے پھربھی بعض حاسد شر پھیلاتے تھے،اس پر یہ اعلان فرمارہے ہیں کہ دنیا بھر کے حجاج جب مزدلفہ سے منی واپس آئیں؛ تو بلندآواز سے اعلان کردو کہ اگر رسول اللہ ﷺ کی اولاد سے محبت رکھنے کا نام رفض ہے؛تو بے شک میں رافضی ہوں،خلفاءاربعہؓ کے بارے میں آپ کے اشعارگذشتہ اوراق میں گذرچکے ہیں،سحر کے وقت اعلان اسلئے کروارہے ہیں کہ وہ سکون کا وقت ہوتا ہے۔

٣۔ **الرَّفْضُ:** والرّافضة، ج، الرَّوافض، فرقة من الشيعة تستحلّ الطّعن فى الصّحابةؓ، وسمُّوا بالرّافضة، لأنهم رفضوا إمامهم، زيد بن على،لمّا نهاهم عن سبّ أبى بكر وعمر بن الخطّاب رضى الله عنهما (معجم لغة الفقهاء)

٤۔ **النَّفَرُ:** سارےلوگ،تین سےلیکردس تک کی جماعت،ج، اَنْفَارُ،ثلثة نفر ،تین آدمی،یوم النّفرأو النَّفِير ،بارھویں ذی الحجۃ،جسمیں حاجی منی سے مکہ معظّمہ کی طرف رخ کرتا ہے۔

مِنْ عَادَةِ الأَیَّام

وقال الإمام الشافعیؒ، یحذر من تجهّم الأیّام، وإعراض الدّنیا، بعد الإقبال، داعیاإلی الجود والعطاء:

۱ إِذَا لَمْ تَجُودُوا وَالأُمُورُ بِكُمْ تَمْضِی ۔ وَقَدْ مَلَكَتْ أَیْدِیكُمُ البَسْطَ والقَبْضَا

اگرتم سخاوت نہ کرواسوقت جبکہ امورتم سے انجام پاتے ہوں ۔ اورتمہارے ہاتھ قبض وبسط کے مالک ہوں

۲ فَمَاذَا یُرَجّٰی مِنْكُمْ إِنْ عُزِلْتُمْ ۔ وَعَضَّتْكُمُ الدُّنْیَا بِأَنْیَابِهَا عَضاً

پھرتم سے معزولی کے بعدکیاامیدکی جاسکتی ہے؟ ۔ جبکہ دنیااپنے مضبوط دانتوں سے تمہیں نوچ ڈالے

۳ وَتَسْتَرْجِعُ الأَیَّامُ مَاوَهَبَتْكُمْ ۔ وَمِنَ عَادَةِ الأَیَّامِ تَسْتَرْجِعُ القَرْضاَ

جبکہ زمانہ اپنی عطاتم سے واپس طلب کریگا ۔ اورقرض کامطالبہ کرنازمانہ کی عادت ہے

تشریح: امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ عقلمند آدمی کو جب اللہ تعالیٰ خوش حالی نصیب فرمادے اوروہ اس پوزیشن میں ہوکہ کسی کوکچھ دے سکتا ہے یامنع کرسکتا ہے؛اس وقت سخاوت کرلینی چاہئے، کیونکہ اگراس حالت میں تبدیلی آگئی اورمن جانب اللہ تم اس حالت سے نیچے اتاردئے گئے اور دنیا کی مصائب نےتم کوتنگ کردیا پھرکسی خیرکی امیدنہیں رکھی جاسکتی،زمانہ تم سے دیاہواعطیہ کبھی نہ کبھی واپس لیگااور یہ زمانہ کا دستوراوراسکی عادت ہے کہ دیاہواقرض واپس لیتاہے؛اسلئے عیش کے وقت انسان کو کارخیرکرلیناچاہئے۔

۱۔ **تَجُودُوا:** جَادَ فُلان، سن وبذل وتكرّم، وجاد بماله، تكرّم. **البَسْطُ:** نقيض القبض، وبَسَطَ اللّه الرّزق، وسَّعه وكثره.
القَبْضُ: ضدّ البسط، وقبض يده عن الصّدقة أو نحوها، بخل وامتنع عن ادائها.
۲۔ **عضّتكمْ:** العَضُّ، الإمساک بالأسنان.
أَنْيَابِهَا: وَانْيُبٌ ونُيُوبٌ واَنَايِيبُ، السّن بجانب الرُّبَاعية، واحد، النَّابُ، کچلی،دانت۔
۳۔ **القِرْضُ:** ج،قُروضٌ، وہ مال جومقررہ میعادکے بعدواپسی کی شرط پردیاجائے۔

عُدتُ بَالوُدِّ

وقال الشافعیؒ، یصف رعایته الصّدیق وحرصه علی حفظ ودّه وصونه بالتّواصل وعدم الجفاء:

۱ لَسْتُ مِمَّنْ إِذَا جَفَاهُ أَخُوهُ أَظْهَرَ الذَّمَّ أَوْتَنَاوَلَ عِرضاَ

میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو بھائی کی جفا کا بدلہ برائی یا بھائی کی آبروریزی سے دے

۲ بَلْ إِذَا صَاحِبِي بَدَا لِی جَفَاهُ عُدْتُ بِالوُدِّ وَالوِصَالِ لِیَرْضَی

بلکہ میرے ساتھ دوست جب جفا کا معاملہ کرتا ہے تو میں وصل ومحبت شروع کرتا ہوں تاکہ وہ راضی ہوجائے

۳ کُنْ کَمَا شِئْتَ لِیْ فَإِنِّی حَمُولٌ وَأَوَّلُ مَنْ عَنْ مَسَاوِیکَ أَغْضٰی

تو چاہے جیسا برتاؤ کر میں تو بردبار ہوں اور تیرے عیوب سے چشم پوشی کرنے والا پہلا شخص ہوں

تشریح: امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میں ایسا شخص نہیں ہوں کہ اگر میرا دوست یا بھائی میرے ساتھ بدسلوکی کرے تو میں بھی اس کے ساتھ برائی کرنے لگوں ؛ یا اسکی مذمت شروع کردوں ؛ بلکہ میرا تو معمول ہے کہ میں اسکے ساتھ اورزیادہ محبت کا برتاؤ کرتا ہوں اور اسکی ملاقات کرتا ہوں ؛ تاکہ وہ راضی ہوجائے اور کوئی رنجش ہو تو دور ہوجائے ؛ میرا معمول تو یہ کہ......

برائی کا بدلہ برائی سے توبہ میں وہ ہوں کہ سب کا بھلا چاہتا ہوں

۱۔ **جفاہ:** قاطعه وخاصمه، جفا فلان، اغلظ طبعه، قال رسول الله ﷺ ”من سكن البادية جَفَا، ومن اتّبع الصّيد غفل“.

۲۔ **الوُدُّ:** الحبّ. **الوِصَالُ:** ضدّ الهجران.

۳۔ **مَسَاوِیکَ** : المعايب والنّقائض، ويقابلها المحاسن. **حَمُولٌ:** صابر، بردبار۔

أَغْضٰی : أعضى الرّجل على الأمر ، سكت وصبر، وتغاضى عنه، تغافل .

قَافِيَةُ العَيْنَ

دُعَاءُ المَظْلُومِ

وقال الإمام الشافعیؒ ، يحذر من عواقب الظّلم ودعاء المظلوم:

١ وَرُبَّ ظَلُومٍ قَدْ كُفِيتَ بِحَرْبِهِ فَأَوْقَعَهُ المَقْدُورُ أَیَّ وُقُوعِ

بہت سارے ظالموں کے مقابلے سے تو بچالیا گیا — تقدیر خداوندی ہی نے انہیں بری طرح پچھارا

٢ فَمَا كَانَ لِیَ الإِسْلامُ إِلَّا تَعَبُّداً وَأَدْعِيَةً لا تُتَّقٰی بِدُرُوعِ

اسلام نے مجھے نہیں تعلیم دی مگر فرماں برداری کی — اور ایسی دعاؤں کی جسمیں زرہیں بھی کام نہیں آسکتی

٣ وَحَسْبُکَ أَنْ يَنْجُو الظَّلُومُ وَخَلْفَهُ سِهَامُ دُعَاءٍ مِنْ قِسِیِّ رُكُوعِ

تو سمجھتاہیکہ ظالم چھوٹ جائیگا حالانکہ اسکے پیچھے — رکوع کرنے والے کی کمان سے نکلے دعا کے تیر ہیں

١۔ رُبّ: حرف جر ہے۔نکرہ پرداخل ہوتا ہےاورزائد کے حکم میں ہوتا ہے،تقلیل کافائدہ دیتا ہےمثلا '' ربّ منيّة فی أمنية'' اورتکثیر کابھی فائدہ دیتا ہےجیسے ''یاربّ كاسية فی الدّنيا عارية يوم القيامة''.

ظلوم: الظَلَّام والظَلِيمُ والظَلُومُ، بڑاظالم،بڑابےانصاف۔

٢ ۔ دُرُوعٌ: واحد ، دِرْعٌ ،مؤنث ہےکبھی مذکربھی استعمال ہوتا ہے،ج، دِرَاعٌ، اَدْرُعٌ، دُرُوعٌ،تصغیر، دُرَيعٌ، زرہ، دِرْعُ المرأة،عورت کاوہ کپڑا جوگھرمیں پہنتی ہے،قمیص،کرتا۔

٣ ۔ قِسِیٌّ : قُسِیٌّ وَاَقْوَاسٌ وقِيَاسٌ، کمان،مؤنث ہےکبھی مذکربھی استعمال ہوتا ہے، واحد، القَوسُ،کبھی تخصیص کے لئےقوس کی اضافت کردیتے ہیں جیسے قَوسُ نبلٍ ، تیرکی کمان، قَوسُ قُزَح، قوسُ الرَّجُل، جھکی ہوئی پیٹھ۔

٤ مُـرَيَّشَةً بِـالهُـدْبِ مِـنْ كُـلِّ سَـاهِـرٍ مُـنْـهَـلَّةً أَطْـرافُهَـا بِـدُمُـوعِ

جن پرشب بیداری کی پلکوں کے پر لگے ہیں جسکے کنارے اشکہائے مظلوم سے تر ہیں

تشریح: امام شافعیؒ ان اشعار میں ظلم کے انجام سے ڈرا رہے ہیں اور مظلوم کی دعا کی تاثیر بتلا رہے ہیں کہ مظلوم کی آنکھوں سے نکلے ہوئے آنسوں وہ تیر ہیں جس سے کوئی زرہ نہیں بچاسکتی، اس لئے ظالم اگر ظلم کرتا ہے تو دعا کا ہتھیار مؤمن کے لئے کافی ہیں۔

فارسی میں کہا گیا ہے،

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید

کسی عربی شاعر نے کہا ہے،

تَنَامُ عَيْنَاكَ وَالْمَظْلُومُ مُنْتَبِهٌ يَدْعُوا عَلَيْكَ وَعَيْنُ اللّٰهِ لَمْ تَنَمْ

٤۔ **مُرَيَّشَةً** : الـمَرِيشُ والمُرَيَّشُ من السّهام، پرلگاہوا تیر، الرِّيشُ، پرندے کے پر، واحد، رِيشَةٌ ،ج، رِياشٌ وأرْيَاشٌ. **الهُدبُ**: پلک ج، اَهُدابٌ، مريّشة بالهدب ، كناية عن لصق شعر الاهداب فيها، كـمـا يـلصق الشّعر على مأخرة السهم، لتزيد سرعته والمعنى، أنها كأنّ ريشها هدب العيون، ومـددهـا دموع عين المظلوم. **مُنهَلَّةٌ** : مرتدية ، نَهِلَتْ،س، نَهْلاً ومَنْهَلاً، الابل، پہلی بارکا پینا، المَنْهَلُ، گھاٹ، چشمہ، راستہ پر پانی پینے کی جگہ۔

إِنَّ المُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيعُ

وقال الإمام الشافعیؒ ، يندّد بالنّفاق والمنافقين، اللّذين لا يتورّعون عن التّظاهر بحبّ اللّه وهم غارقون فی العصيان والمعاصي:

١ تَعْصِی الإِلٰهَ وَأَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهُ — هَذَا مُحَالٌ فِي القِيَاسِ بَدِيعُ

تو اللہ کی نافرمانی کرتا ہے پھر بھی محبت کا دعویدار ہے — یہ محال ہے اور قانون محبت کی رو سے بھی عجیب ہے

٢ لَو كَانَ حُبُّکَ صَادِقاً لَأَطَعْتَهُ — إِنَّ المُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيعُ

اگر تیری محبت سچی ہوتی تو اسکی اطاعت کرتا — کیونکہ ہر مُحب یقیناً اپنے محبوب کا مطیع ہوتا ہے

٣ فِي كُلِّ يَومٍ يَبْتَدِيکَ بِنِعْمَةٍ — مِنْهُ وَأَنْتَ لِشُكْرِ ذَاکَ مُضِيعُ

وہ روزانہ بلا استحقاق تجھے نعمتیں دیتا ہے — تو شکر گذاری کا فریضہ بالکل انجام نہیں دیتا ہے

تشریح: امام صاحبؒ ان اشعار میں ان لوگوں کا ذکر کرتے ہیں؛ جو ظاہر میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعوٰی کرتے ہیں حالانکہ ان کے اعمال اللہ تعالیٰ کے حکموں کے خلاف ہیں، ایسے منافقین سے خطاب کر کے فرماتے ہیں کہ دعوائے محبت اور نافرمانی یہ خلاف عقل بات ہے، محبّ تو اپنے محبوب کی اطاعت میں خوشی محسوس کرتا ہے، ہر روز اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں سے ہم کو نوازتے ہیں اور ہم اسکی نافرمانی کر کے بجائے اسکی شکر گذاری کے ناشکری کے مرتکب ہوتے ہیں۔

١ـ **بَدِيعُ:** فا، بدع الشيئ بدعا، أحدثه على غير مثال سابق وهو بديعٌ.
٣ـ **يَبْتَدِيکَ بِنِعْمَةٍ:** يبدأ بنشر نعمه جلّ جلاله.

دَوَاءُ الهَوٰی

روی یاقوت الحَمَوی فقال ، بلغنی أنّ رجلا، جاء إلی الشافعیؒ برقعة فیها:

١ سَلِ المُفْتِیَ المَکِّیَّ مِنْ آلِ هَاشِمٍ — إِذَا اشْتَدَّ وَجْدٌ بِأَمْرِئٍ کَیْفَ یَصْنَعُ

آل ھاشم کے مفتیٔ مکہ سے میرا یہ سوال ہے کہ — کہ جب کسی عاشق پر فراق کی تکلیف سخت ہو تو کیا کرے؟

قال : فکتب الشافعیؒ، تحته:

٢ یُدَاوِي هَوَاهُ ثُمَّ یَکْتُمُ سِرَّهُ — وَیَصْبِرُ فِی کُلِّ الْأُمُورِ وَیَخْضَعُ

وہ اپنی محبت کا علاج کرائے اور راز کو چھپائے — اور ہر معاملہ میں صبر کے ساتھ سر جھکا تا رہے

فأخذ صاحبها بها، ثم جاء وقد کتب تحت هذا البیت الذی هو الجواب:

٣ فَکَیْفَ یُدَاوِي والهَوٰی قَاتِلُ الفَتَی — وَ فِي کُلِّ یَوْمٍ غُصَّةٌ یَتَجَرَّعُ

وہ کیسے علاج کرے جبکہ عشق اسکے لئے قاتل بن چکا ہے — اور وہ روزانہ غم کے تلخ گھونٹ پی رہا ہے

فکتب الشافعیؒ:

٤ فَإِنْ هُوَ لَمْ یَصْبِرْ عَلٰی مَا أَصَابَهُ — فَلَیْسَ لَهُ شَیئٌ سِوَی المَوتِ أَنْفَعُ

اگر وہ اپنی اس حالت کا صبر سے مقابلہ نہیں کرسکتا — تو سوائے موت کے اور کوئی چیز اسکے لئے نافع نہیں ہے

تشریح: ادب کی بعض کتابوں میں یہ اشعار الفاظ کے ذرا سے تغیر کے ساتھ اصمعی کی طرف منسوب ہیں اس میں پہلا شعر اسطرح ہے۔

اَلا اَیُّهَا العُشَّاقُ بِاللّٰهِ خَبِّرُوا — إِذَا نَزَلَ العِشْقُ بِالفَتَی فَمَاذَا یَصْنَعُ

١۔ **الوَجْدُ:** الحُبُّ الشّدِید.

٣۔ **الغصَّةُ** : ج، **غُصَصٌ**، جس کا پھندا گئے ،گلوگیر، اندوہ۔غم۔ **تجرّع** :**تَجَرَّعَ، الماء**، پانی گھونٹ گھونٹ کرکے پینا، **الغَیْظَ**، غصہ پینا۔

حُبُّ الصَّالِحِين وأَدَبُ النُّصحِ

١ أُحِبُّ الصَّالِحِينَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ — لَعَلِّي أَنْ أَنَالَ بِهِمْ شَفَاعَهْ

میں صالحین سے محبت کرتا ہوں حالانکہ میں اس زمرے کا نہیں ہوں — شاید کہ اس محبت کے بدلے ان کی شفاعت پالوں

٢ وَأَكْرَهُ مَنْ تِجَارَتُهُ الْمَعَاصِي — وَلَوْ كُنَّا سَوَاءً فِي الْبِضَاعَهْ

میں گناہوں کے تاجر کو ناپسند کرتا ہوں — اگرچہ پونجی میں ہم دونوں برابر ہیں

٣ تَعَمَّدْنِي بِنُصْحِكَ فِي انْفِرَادِي — وَجَنِّبْنِي النَّصِيحَةَ فِي الْجَمَاعَهْ

تو مجھے تنہائی میں نصیحت کیا کر — اور لوگوں کے سامنے ٹوکنے سے پرہیز کر

٤ إِنَّ النُّصْحَ بَيْنَ النَّاسِ نَوْعٌ — مِنَ التَّوْبِيخِ لَا أَرْضَى اسْتِمَاعَهْ

لوگوں کے سامنے نصیحت ایک قسم کی — ڈانٹ ہے جسکو میں نہیں سن سکتا

٥ وَإِنْ خَالَفْتَنِي وَعَصَيْتَ قَوْلِي — فَلَا تَجْزَعْ إِذَا لَمْ تُعْطَ طَاعَهْ

اگر تونے میری یہ بات نہیں مانی — تو تیری فرماں برداری نہ کئے جانے پر خفا نہ ہونا

١۔ **شَفَاعَة** : شَفَعَ (ف)شَفَاعَةً، لِفُلَانَ او فيه إلى زيد، سفارش کرنا، الشَّفِيعُ، سفارش کرنے والا، ج، شُفَعَاءُ، المُشَفَّعُ، وہ شخص جسکی سفارش مقبول ہو، المُشَفِّعُ، سفارش قبول کرنے والا۔

٢۔ **البِضَاعَة**: تجارت کا سامان، سرمایہ، پونجی، ج، بَضَائِعُ.

٣۔ **النَّصِيحَةُ**: اخلاقی خیرخواہی، ج، نَصَائِحُ.

٤۔ **التَّوبِيخُ**: التأنيب و اللؤم، جھڑکنا، عار دلانا، ملامت کرنا۔

٥۔ **تَجْزَعْ** : الجَزَعُ، فقد الصَّبر على ما أصابه، فهو جازِعٌ وجَزِعٌ وجَزُوعٌ (للمبالغة) وفى القرآن، ﴿إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا﴾.

الوَرُعُ

وقال الإمام الشافعیؒ ،لأن یلقی اللّٰہ العبد بکلّ ذنب إلّا الشّرک، خیرٌ من أن یلقاہ بشیئ من الأھواء، وقال یجدّد دور الورع، فی صرف صاحبہ، عن الاشتغال بعیوب النّاس:

۱ الـمَـرْءُ إِنْ كَـانَ عَـاقِلاً وَرِعـاً　　أَشْغَلَـهُ عَنْ عُيُوبِ غَيْـرِهِ وَرَعُـهُ

انسان اگر عاقل اور متقی ہوگا　　تو اسکا تقوی اسے دوسروں کے عیوب سے بے پروا کردیگا

۲ كَـمَـا الـعَـلِيلُ السَّقِيمُ أَشْغَلَـهُ　　عَـنْ وَجْعِ الـنَّاسِ كُـلِّهِمْ وَجْعُـهُ

جیسے کہ بیمار آدمی کو اسکا اپنا درد　　لوگوں کے درد کی طرف متوجہ ہونے نہیں دیتا

تشریح: مطلب یہ کہ جس طرح تکلیف میں مبتلا مریض اپنے ہی دکھ اور درد میں ایسا مشغول رہتا ہے کہ دوسرے مریضوں کی تکلیف کی طرف اس کی توجہ نہیں ہوتی، اس طرح صاحب تقوی اپنے گناہوں کی طرف نظر کرتا ہے اور دوسروں کے عیوب کی طرف اس کی نظر نہیں جاتی۔

۱۔ **أَشْغَلَهُ:** شَغَلَهُ (ف)شَغْلاً و شُغُلاً و اَشْغَلَهُ، بکذا، مشغول کرنا، کام میں لگانا، عنه، غافل کرنا۔

الذُّلُّ في الطَّمَعِ

وقال الإمام الشافعیؒ ،ینهٰی عن الطّمع وعواقبه:

١ حَسْبِی بِعِلْمِي أَنْ نَفَعْ — مَاالذُّلُّ إِلاَّ فِي الطَّمَعْ
میرا یہ بات جان لینا میرے لئے مفید ثابت ہوا — کہ لالچ جیسی ذلت اور کسی چیز میں نہیں ہے

٢ مَنْ رَاقَبَ اللّٰهَ رَجَعْ — عَنْ سُوءِ مَاكَانَ صَنَعْ
جسکو حق تعالیٰ کا استحضار ہوتا ہے — وہ برائیوں سے رجوع کر لیتا ہے

٣ مَاطَارَ طَيْرٌ وارْتَفَعْ — إِلاَّ كَمَاطَارَ وَقَعْ
کوئی پرندہ پرواز کر کے اوپر نہیں اٹھتا — مگر بلند ہونیکے بعد اسے نیچے آنا ہی پڑتا ہے

تشریح: امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اگر آدمی کا علم نفع بخش ہو تو اسکو جان لینا چاہیئے کہ لالچ میں انسان کی ذلت ہے، اس لئے حرص و لالچ سے دور رہنا چاہیئے اور فرماتے ہیں، جس آدمی کو اللہ تعالیٰ کا دھیان رہتا ہے کہ میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے وہ گناہوں کے راستوں سے رجوع کریگا۔

آخری شعر میں فرماتے ہیں کہ پرندہ بلند پرواز کے بعد جس طرح نیچے آتا ہے اسی طرح انسان بلند مقام سے پھر کبھی نہ کبھی نیچے آئیگا اسکا خیال رہنا چاہیئے۔ ''ہر کمال را زوالے است'' آدمی کو گھمنڈ میں نہیں رہنا چاہیئے۔

١۔ **الطَّمُعُ :** طَمَعَ (س) طَمْعاً کا مص، خواھش، حرص، لالچ، صفت، طَامِعٌ وطَمِعٌ وطُمُعٌ ،ج، طُمَعَاءُ وطَمِعُونَ واَطْمَاعٌ.

لَا تَطْمَعْ

۱ الْعَبْدُ حُرٌّ إنْ قَنِعْ وَالْحُرُّ عَبْدٌ إنْ طَمِعْ

غلام اگر قناعت پسند ہوتو وہ آزاد جیسا ہے اور آزاد اگر لالچی ہوتو مثل غلام ہے

۲ فَاقْنَعْ وَلاَ تَطْمَعْ فَلاَ شَيْئٌ يَشِينُ سِوَى الطَّمَعْ

پس تو قناعت اختیار کر اور لالچی نہ بن کیونکہ انسان کو عیب دار کرنے والی لالچ جیسی اور کوئی چیز نہیں

ربیع بن سلیمان فرماتے ہیں کہ امام شافعیؒ نے اپنے ایک دوست کو جس کے ساتھ خط وکتابت رہتی تھی؛ لکھا۔

إنّ الأفئدة مزارع الأنس، فازرع الكلمة الكريمة، فأنّها إن لم تنبت كلّها نبت بعضها، وأنّ من النّطق ماهو أشدّ من الصّخر؛ وأنفذُ من الإبر وأمرّ من الصّبر، وأدورُ من الرّحى وأَحدّ من الأسنّة، وربما اغتفرتُ حُراً على حرارته مخافة أن يكون أحرّ وأمرّ وأنكر منه.

تشریح: بعض مرتبہ آدمی ایسی باتیں دوسروں سے سنتا ہے جو دل کو رنج پہنچانے والی ہوتی ہیں مگر پھر بھی تحمل کر کے اس کو ہنس کر دل سے نکال دیتا ہے اور اسکو اہمیت نہیں دیتا اس لئے کہ بعض شر کو چھوڑنے سے بڑے شر سے آدمی محفوظ ہوتا ہے، ورنہ بعض مرتبہ ناگواری کے اظہار سے بات بڑھ جاتی ہے اور جنگ وجدال کو تک نوبت پہونچ جاتی ہے۔

قَافِيَةُ الفَاءِ

ذِئَابُ خِرَافُ

١ وَدَعِ الَّـذِيـنَ إِذَا أَتَـوكَ تَـنَسَّـكُـوا ‏ وَإِذَا خَـلَـوْا فَهُـمُ ذِئَـابُ خِـرَافِ

ان لوگوں کو چھوڑ دے جو تیرے سامنے پارسائی کا اظہار کریں ‏ اور تنہائی میں بھیڑوں میں بھیڑیے کا رول ادا کریں

تشـــریـح: مطلب یہ ہے کہ ظاہر میں دیندار متقی بن کر رہیں مگر جب موقع ملے گناہوں کا ارتکاب کرنے میں دریغ نہ کریں اور لوگوں کے اموال میں اسطرح معاملہ کریں جس طرح بھڑیا بکریوں کے ریوڑ میں تباہی مچاتا ہے۔

١۔**تَنَسَّكُو:** نَسَکَ (ن) نَسْكاً وَنُسُكاً وَمَنْسَكاً،الرَّجُلَ، زاہد بننا، تَنَسَّکَ، زہادت کا اظہار کرنا۔
خِرافُ: الخَرُوف، بکری کا بچہ، ج، خِرَافٌ، خِرْفَانٌ، اَخْرِفَةٌ.

كَيفَ الوُصُولُ

قال الإمام الشافعیؒ ،يصف هول الطّريق قبل الوصول إلى سعاد، ويغلب على شعره هنا الإيماء والرّمز:

۱ كَيفَ الوُصُولُ إلٰى سُعَادَ وَدُونَهَا قُلَلُ الجِبَالِ وَدُونَهُنَّ حُتُوفُ

محبوب حقیقی تک رسائی کیسے ہو جبکہ بیچ میں پہاڑوں کی چوٹیاں اور سامان موت حائل ہے

۲ وَالرِّجْلُ حَافِيَةٌ وَلَا لِيَ مَرْكَبٌ والكَفُّ صِفْرٌ والطَّرِيقُ مَخُوفُ

اور پیر ننگے ہیں، سواری بھی نہیں ہے ہاتھ خالی ہے اور راستہ بھیانک ہے

العُقَابُ والذُّبَابُ

۱ اَكَلَ العُقَابُ بِقُوَّةٍ جِيفَ الفَلاَ وَجَنَى الذُّبَابُ الشَّهْدَ وَهُوَ ضَعِيفُ

عقاب باوجود قدرت کے مردار کھاتا ہے اور مکھی باوجود کمزوری کے شہد حاصل کرتی ہے

تشریح: مطلب یہ ہے کہ بعض مرتبہ طاقتور انسان بھی معمولی چیزوں پر گذارہ کرتا ہے اور کمزور کو اللہ تعالیٰ بے حساب رزق عطا فرماتا ہے، یہ مقدر کی بات ہے۔

۱۔ **سُعَاد:** كنى الإمام الشافعیؒ بسعاد،عن محبوبه الأكبر وهو اللّٰه جلّ جلاله .

قُلَلٌ: سب سے اوپر کا حصہ ،قُلَّةُ السَّيفِ تلوار کے قبضہ پر چاندی یا لوھے کی زینت کی چیز۔ قُلَّةُ وقِلابَةُ الجَبَلِ، پہاڑ کی چوٹی، ج، قُلَلٌ، قِلاَلٌ.

حُتُوفٌ: الحَتفُ، موت، کہا جاتا ہے،مَاتَ حَتفَ اَنْفِهِ،طبعی موت مرا، ج،حُتُوفٌ.

۲۔ **المَخُوفُ:** خوفناک، طريقٌ مَخُوفٌ، خوفناک راستہ۔

۱۔ **العُقَابُ** : ایک شکاری پرندہ، ج، عِقْبَانٌ واَعْقُبٌ،جج،عَقَابِينُ.

الشَّهْدُ: والشُهْدُ، وہ شہد جو موم سے صاف نہ کیا گیا ہو، ج، شُهَادٌ.

سَلَامٌ عَلٰی الدُّنْیَا

قال الإمام الشافعیؒ،یصف جوهر الصّداقة ویکشف أهداء اللّذین یتصنّعون الإخاء أو یتظاهرون بالمودّة، وقال، لیس إلی السّلامة من النّاس سبیل، فانظر الذی فیه صلاحک فالزمه:

١ إِذَا الْمَرْءُ لَا یَرْعَاکَ إِلَّا تَکَلُّفاً ۔ فَدَعْهُ وَلَا تُکْثِرْ عَلَیْهِ التَّأَسُّفَا

جب کوئی تیرے ساتھ بناوٹی دوستی کرے ۔ تو ایسے دوست کو بلا افسوس چھوڑ دے

٢ فَفِی النَّاسِ أَبْدَالٌ وَفِي التَّرْکِ رَاحَةٌ ۔ وَفِی الْقَلْبِ صَبْرٌ لِلْحَبِیبِ وَلَوْ جَفَا

دوست اور بھی مل جائینگے انکو چھوڑ کر راحت حاصل کر ۔ ہاں مخلص دوست جفا کرے تو بھی صبر سے کام لے

٣ فَمَا کُلُّ مَنْ تَهْوَاهُ یَهْوَاکَ قَلْبُهُ ۔ وَکُلُّ مَنْ صَافَیْتَهُ لَکَ قَدْ صَفَا

ضروری نہیں کہ ہر وہ جسے تو چاہے وہ بھی تجھے چاہے ۔ اور ہر وہ جس سے تو پرخلوص تعلق رکھے تیرے ساتھ مخلص ہو

٤ إِذَا لَمْ یَکُنْ صَفْوُ الْوِدَادِ طَبِیْعَةً ۔ فَلَا خَیْرَ فِي وُدٍّ یَجِیْئُ تَکَلُّفَا

جب محبت فطری اور خالص نہ ہو ۔ تو بناوٹی محبت میں کوئی خیر نہیں ہوتی

٥ وَلَا خَیْرَ فِي خِلٍّ یَخُونُ خَلِیلَهُ ۔ وَیَلْقَاهُ مِنْ بَعْدِ الْمَوَدَّةِ بِالْجَفَا

اور بد عہد دوست کی دوستی میں کوئی خیر نہیں ۔ جو اظہار محبت کے بعد جفا سے کام لیتا ہو

٦ وَیُنْکِرُ عَیْشاً قَدْ تَقَادَمَ عَهْدُهُ ۔ وَیُظْهِرُ سِراً کَانَ بِالْأَمْسِ قَدْ خَفَا

اور گذرے ہوئے دنوں کے اچھے تعلقات کو بھلا دے ۔ اور ایام ماضیہ کے پوشیدہ رازوں کا افشا کردے

٧ سَلَامٌ عَلَی الدُّنْیَا إِذَا لَمْ یَکُنْ بِهَا ۔ صَدِیقٌ صَدُوقٌ صَادِقُ الْوَعْدِ مُنْصِفَا

دنیا کو ”سلامٌ علیکم“ کہہ دے جبکہ نہ ہو اسمیں ۔ کوئی انصاف پسند، مخلص اور وفادار دوست

٢۔ **اَبْدَالٌ:** البدْلُ و البَدَلُ و البَدِیلُ، بدل،عوض،جانشیں،ج،اَبْدَالٌ و بُدَلآءُ، الأَبْدَالُ، وہ مقدس لوگ جن سے دنیا کبھی خالی نہیں رہتی، جب کوئی ان میں سے اٹھتا ہے تو دوسرا اسکے قائم مقام ہوجاتا ہے۔اسی لئے انکو ابدال کہا جاتا ہے۔

٤۔ **الطَّبِیعَةُ:** فطرت،مزاج،فطری عادت،ج،طَبَائِعُ.

إِمَامُ المُسْلِمِيْنَ أَبُوحَنِيفَةَؒ

قال الإمام الشافعیؒ،يذكر مناقب الإمام أبی حنيفةؒ مترحّماً عليه:

١ لَقَدْ زَانَ البِلادَ وَمَنْ عَلَيْهَا — إِمَامُ المُسْلِمِينَ أَبُوحَنِيفَهْ

دنیااور دنیاوالوں کوزینت بخشی — مسلمانوں کے امام ابوحنیفہؒ نے

٢ بِأَحْكَامٍ وَآثَارٍ وفِقْهٍ — كَآيَاتِ الزَّبُورِ عَلَى الصَّحِيفَهْ

شرعی احکام، احادیث نبویہ اور فقہ حنفی سے — جس طرح تقدیس کی آیات نے صحیفۂ داؤد کو زینت بخشی

٣ فَمَا بِالمَشْرِقَيْنِ لَهُ نَظِيرُ — وَلا بِالمَغْرِبَيْنِ وَلا بِكُوفَهْ

نہ مشرقین میں آپکی کوئی نظیر ہے — نہ مغربین میں اور نہ ہی کوفہ میں

٤ فَرَحْمَةُ رَبِّنَا أَبَداً عَلَيْهِ — مَدَى الأَيَّامِ مَاقُرِءَ تْ صَحِيفَهْ

پس ہمارے پروردگار کی دائمی رحمت ہو آپ پر — اس وقت تک جب تک کہ کتاب پڑھی جاتی رہے

١۔ زَانَ: زَانَهُ، يَزِيْنُهُ،زَيْناً، زینت دینا، الشَّيْئُ، خوبصورت بنانا، آراستہ کرنا.

أَبُوحَنِيفَةؒ: نعمان بن ثابت التّيمی الكوفیؒ، ائمۂ اربعہ میں کے ایک امام ہیں، انکا فقہ اکثر بلاد میں رائج ہوا، انکے فقہ کو فقہ حنفی اور متبعین کو احناف کہا جاتا ہے۔کوفہ میں ۸۰ھ میں ولادت ہوئی اور ۱۵۰ھ میں وفات پائی۔امام شافعیؒ انکے بارے میں فرماتے ہیں ”اَلنّاسُ عَيَالٌ فِی الفِقْهِ عَلَى أَبِی حَنِيْفَةَؒ“.

٢۔ الزَّبُورُ: فرشتہ، گروہ، کتاب، ج، زُبُرٌ، حضرت داؤدعلیہ السلام پر نازل شدہ کتاب۔

٤۔ مَدَى: المَدَىٰ والمِيْدَاء والمُدْيَةُ، غایت، حد، فاصلہ۔

الضِّدَّانِ المُفْتَرِقَانِ

۱ فَإِذَا سَمِعْتَ بِأَنَّ مَجْدُوداً حَوٰی — عُوداً فَأَثْمَرَ فِي يَدَيْهِ فَصَدِّقِ

جب تو سنے کہ کسی خوش نصیب نے ایک ٹہنی پکڑی — اور وہ اسکے ہاتھ میں پھلدار ہوگئی تو مان لینا

۲ وَإِذَا سَمِعْتَ بِأَنَّ مَحْرُوماً أَتَی — مَاءً لِيَشْرَبَهُ فَغَاضَ فَحَقِّقِ

اور جب سنے کہ کوئی نصیب کا مارا پانی کے گھاٹ پر — پہونچا مگر پانی تہ میں چلا گیا تو یقین کر لینا

۳ لَوْ كَانَ بِالْحِيَلِ الغِنٰی لَوَجَدْتَنِی — بِنُجُومِ أَقْطَارِ السَّمَاءِ تَعَلُّقِي

اگر مالداری تدبیر سے حاصل ہوتی تو اے مخاطب — تو مجھے آسمان کے ستاروں سے متعلق پاتا

٤ لٰكِنْ مَنْ رُزِقَ الحِجٰی حُرِمَ الغِنٰی — ضِدَّانِ مُفْتَرِقَانِ اَیَّ تَفَرُّقِ

لیکن عقل والے کوغنٰی سے محروم کر دیا جاتا ہے — یہ دونوں ضدیں ہیں جنمیں بیّن فاصلہ ہے

۵ وَأَحَقُّ خَلْقِ اللّٰهِ بِالْهَمِّ أَمْرُأً — ذُو هِمَّةٍ يُبْلٰی بِرِزْقٍ ضَيِّقِ

خلق خدامیں غم خواری کا زیادہ مستحق وہ آدمی ہے — جو بلند ہمت ہے مگر ضیق عیش میں مبتلا ہے

٦ وَمِنْ الدَّلِيْلِ عَلٰی القَضَاءِ وَحُكْمِهِ — بُؤْسُ اللَّبِيبِ وَطِيبُ عَيْشِ الأَحْمَقِ

اور قضائے الٰہی اور تقدیر کی واضح دلیل — عقلمند کی غربت اور احمق کی خوش عیشی ہے

۷ إِنَّ الَّذِی رُزِقَ اليَسَارَ فَلَمْ يَنَلْ أَجْراً — وَلاَ حَمْداً لَغَيْرُ مُوَفَّقِ

وہ آدمی جسکو مالداری دی گئی پھر بھی — اسنے قابل اجر وحمد کام نہ کئے تو وہ بے توفیق ہے

۸ وَالجَدُّ يُدْنِي كُلَّ أَمْرٍ شَاسِعٍ — وَالجَدُّ يَفْتَحُ كُلَّ بَابٍ مُغْلَقِ

نصیب ہر دور کی چیز کو قریب کر دیتا ہے — اور اچھی تقدیر ہر بند دروازے کو کھول دیتی ہے

۱۔ **مَجْدُوداً:** جَدَّ (س) جَداً وَجُدًّ، صاحب نصیب ہونا، صفت، مَجْدُوداً، کہتے ہیں، جُدِدْتَ یافُلاَن، تم خوش قسمت ہو۔

حَوٰی: حَوَی (ض) حَوَايَةً وَحياً، الشَّيُئُ، جمع کرنا، حَوَّاهُ، تَحْوِيَةً، قبضہ کرنا۔

٤۔**الحِجٰی:** عقل، سمجھ، ج، اَحْجَاء۔

حَلاوَةُ العِلْمِ

قال الإمام الشافعیؒ،یصف استمتاعه ولذّته فی مذاکرة العلم، وتنقیح العلوم :

١ سَهَـرِي لِتَنْقِيحِ العُلُومِ أَلَذُّ لِي — مِـنْ وَصْـلِ غَـانِيَةٍ وَطِيبِ عِنَاقِ

تنقیح علوم کے لئے شب بیداری مجھے زیادہ لذیذ ہے — فطری حسینہ کی ملاقات اور معانقہ کی لذت سے

٢ وَصَرِيرُ أَقْلَامِي عَلٰى صَفَحَاتِهَا — أَحْلٰـى مِـنَ الدَّوْكَـاءِ والعُشَّـاقِ

اور کاغذ پر چلنے والے قلم کی آواز مجھے زیادہ پیاری ہے — عاشقوں کے خوشبو پسینے کے پتھر کی آواز سے

٣ وَأَلَـذُّ مِنْ نَقْرِ الفَتَاةِ لِدُفِّهَا — نَقْرِي لِأُلْقِي الرَّمْلَ عَنْ أَوْرَاقِي

اور کسی دوشیزہ کی دف پر چلنے والی انگلیوں سے زیادہ — میری کاغذ سے ریت صاف کرنے والی انگلیاں مجھے پسند ہیں

٤ وَتَمَايُلِي طَرَباً لِحَلِّ عَوِيصَةٍ — فِي الدَّرْسِ أَشْهٰى مِنْ مُدَامَةِ سَاقِ

اور میرا درس میں کسی مسئلہ کو حل کرتے ہوئے خوشی سے — جھومنا مجھے ساقی کی شراب سے زیادہ پسند ہے

٥ وَأَبِيتُ سَهْرَانَ الدُّجٰى وَتَبِيتُهُ — نَوْماً وَتَبْغِي بَعْدَ ذَاكَ لِحَاقِي

میں شب بیداری کرتا ہوں اور تو آرام سے سوتا ہے — اور پھر بھی درجہ میں مجھے پانے کی خواہش کرتا ہے

١ـ **التَّنْقِيحُ:** معنیٰ کی وضاحت کے ساتھ الفاظ کا اختصار۔نَقَّحَ و اَنْقَحَ الکلام، کلام کی اصلاح ودرستگی۔ تَنْقِيحُ العُلُوم، علوم کی تحقیق وترتیب۔

الـغـانِيَةُ: طبعی حسن وجمال کی وجہ سے زینت وآرائش سے بے نیاز عورت،شادی شدہ عورت،ج، غَـانِيَـاتٌ وغَوَان. **عِنَاقِ**:عَانَقَهُ،مُعَانَقَةً وَعِنَاقاً، بغل گیر ہونا، گلے سے لگانا،معانقہ کرنا۔

٢ـ**الدَّوْكَاءُ:** حجرٌ أو أداةٌ لسحق الطِّيب.

نَقْرٌ: نَقَرَ (ن)نَقْراً، مارنا،العُود او الدُّفّ، باسندی یاڈھول بجانا، فی النَّاقُورِ، بگل بجانا، فُلانٌ، چٹکی بجانا، زبان کو تالو سے لگا کر آواز نکالنا۔

٤ـ**العَوِيصَةُ:** العَوِيصُ کا مؤنث،دشوار، من الکلام، جسکا سمجھنا دشوار ہو۔

المُدامَةُ : والمُدامُ،شراب، مسلسل بارش۔

التَّغَرُّبُ

یدعو الإمام الشافعیؒ فی هذه الأبیات إلی الارتحال عن موطن الضّیم والذّل، مبیّنا کیف أن الجوهر رخیص فی أرضه لکنّه یغلو إذا تغرّب:

١ إِرْحَلْ بِنَفْسِکَ مِنْ أَرْضٍ تُضَامُ بِهَا — وَلاَ تَکُنْ مِنْ فِرَاقِ الْأَهْلِ فِي حُرَقِ

ذلت ورسوائی کی جگہ سے کوچ کرجا — اور گھر والوں کے فراق پر افسوس نہ کر

٢ فَالْعَنْبَرُ الْخَامُ رَوْثٌ فِي مَوَاطِنِهِ — وَفِي التَّغَرُّبِ مَحْمُولٌ عَلَى الْعُنُقِ

عنبر مچھلی کا غیر مدبوغ چمڑا گندا اور بدبودار ہوتا ہے — مگر اس سے بنی دھال گردن پر اٹھائی جاتی ہے

٣ والْکُحْلُ نَوعٌ مِنَ الْأَحْجَارِ تَنْظُرُهُ — فِي أَرْضِهِ وَهُوَ مَرْمِیٌّ عَلٰی الطُّرُقِ

جیسے سرمہ اصلا ایک پتھر ہوتا ہے — جو اسکے پیدا ہونیکی جگہ میں راستے پر پھینک دیا جاتا ہے

١ـ **تُضَامُ:** ضَام یَضِیْمُ ضَیْماً، ظلم کرنا، دباؤ ڈالنا، ضَامَهُ واِسْتَضَامَهُ، حَقَّهُ، کسی کا حق کم کرلینا، الضَّیمُ، ج، ضُیُومٌ، ظلم۔ ضِیْمُ الجَبَل، پہاڑ کا کنارہ.

حُرَقِ: الحَرَقُ و الحَرْقُ، مصدر، جلنا، والحُرْقَة، والحَرُقَةُ، حرارت، جلن، حَرَقَهُ (ن) حَرْقاً، بِالنّار، آگ سے جلانا، بالمبرد، ریتی سے رگڑنا، الشیئ، بعض کو بعض سے رگڑنا۔

٢ـ **العَنْبَرُ:** من الطّبوب، وفی کتاب الحیوان للجاحظ، أنّ العنبر روث سمک، وهو ما أشار إلیه الشافعیؒ، ومن قائل بأن العنبر مادّة دهینة، تقذفها عیون قائمة فی قاع البحر، وإذا طافت جمدت، وألقتها الأمواج علی الشاطئ.

الخَامُ : الجلد لم یدبغ ،والثوب لم یقصر، الخام، سوتی کپڑا، ج، أَخْوامٌ.

رَوثٌ: الرَّوثُ، لید، ج، أَرْوَاثٌ، راث (ن) رَوْثاً، الفَرَسُ، گھوڑے کا لید کرنا۔

٣ـ **الکُحْلُ:** سنگ سُرمہ، ہر وہ چیز جو آنکھوں میں شفا یا زینت کے لئے ڈالی جائے، مال کثیر، أَکْحَلُ، پیدائشی آنکھوں کا سُرمگیں ہونا، الکِحَالُ، سنگ سُرمہ۔

٤ لَمَّا تَغَرَّبَ حَازَ الفَضْلَ أَجْمَعَهُ ــ فَصَارَ يُحْمَلُ بَيْنَ الجَفْنِ والحَدَقِ

جب وہ وطن سے جدا ہوا تو باعزت ہو گیا ــ اب اسے پلکوں اور آنکھوں پر بٹھایا جاتا ہے

٥ مَنْ ذَلّ بَيْنَ أَهَالِيهِ بِبَلْدَتِهِ ــ فَالإِغتِرَابُ لَهُ مِنْ أَحْسَنِ الخُلُقِ

جسکو اپنے وطن میں رُسوائی سے سابقہ ہو ــ اسکے لئے ترک وطن حصول عزت کا بہترین طریق ہے

٤۔ **حَازَ:** حَازَ (ن) حَوْزاً وَحِيَازَةً،اِحْتَازَ، اِحْتَيَازاً،الشیئ ، اکٹھا کرنا،جمع کرنا،اپنے لئے مخصوص کرنا۔
الجَفْنُ: مصدر،آنکھ کا اوپر نیچے کا پپوٹا،ج، اَجْفَانٌ وَجُفُونٌ واَجْفُنٌ.
الحَدَقُ: الحَدَقَةُ، آنکھ کی سیاہی،ج،حَدَقٌ وحَدَقَاتٌ واَحْدَاقٌ وحِدَاقٌ،کہا جاتا ہے هُم رُمَاةُ الحَدَقِ،وہ ماہر تیرانداز ہیں، تكلمت على حدق القوم، میرے خطاب میں لوگوں کی نظریں مجھ پر جمی ہوئیں تھیں۔

تَوَكَّلْتُ عَلٰى اللّٰهِ

قال الإمام الشافعیؒ، یصف توکّله علی اللّٰه فی الرّزق، غیر شاکّ بفضل الله مقسّم الأرزاق للعباد، ویقول، ما فزعت من الفقر قطّ:

۱ تَوَكَّلْتُ فِي رِزْقِي عَلٰى اللّٰهِ خَالِقِي وَأَيْقَنْتُ أَنَّ اللّٰهَ لاَ شَكَّ رَازِقِي

میرا روزی کے معاملے میں اپنے خالق پر بھروسہ ہے اور اسمیں کوئی شک نہیں کہ اللہ یقیناً میرا رازق ہے

۲ وَمَا يَكُ مِنْ رِزْقِي فَلَيْسَ يَفُوتُنِي وَلَو كَانَ فِى قَعْرِ البِحَارِ العَوَامِقِ

اور میرے مقدر کی روزی مجھ سے فوت نہیں ہوسکتی چاہے وہ گہرے سمندر کی تہہ میں ہو

۳ سَيَأْتِي بِهِ اللّٰهُ العَظِيمُ بِفَضْلِهِ وَلَولَمْ يَكُنْ مِنِّي اللِّسَانُ بِنَاطِقِ

مقدر کی روزی اللہ اپنے فضل سے پہونچائیگا اگر چہ میری زبان سے اسکا مطالبہ نہ ہو

٤ فَفِي أَيِّ شَيءٍ تَذْهَبُ النَّفْسُ حَسْرَةً وَقَدْ قَسَمَ الرَّحْمٰنُ رِزْقَ الخَلاَئِقِ

پھر کس وجہ سے نفس حسرت کرتا ہے جبکہ قسّام ازل نے روزی خود ہی تقسیم فرمادی ہے

۲۔ **القَعْرُ:** القَعْرُ من کل شیئ، ہر چیز کی گہرائی، پست زمین، قعر الفم، منھ کا اندرونی حصہ۔
العَوَامِقُ: عَمُقَ (ک)عُمُقاً وعُمْقاً، البئرُ ونحوھا، گہرا ہونا،صفت، عَمِیقَةٌ،ج، عَمَائِقُ.
٤ ۔ **الحَسْرَةُ:** شدّة التلهّف و الحزنِ وأشدّ النّدم،ج،حَسَرَاتٌ، ومنه وَاحسرتا ویَا حسرتا ،وفی القرآن ''یَا حَسْرَتَا علٰی مَافَرَّطْتُ فِی جَنْبِ اللّٰه'' (الزّمر: ۵۲)

تَبْقَى بِلاَ صَدِيقٍ

يدعو الإمام الشافعیؒ،فی هذه الأبيات إلى تقبّل عثرات النّاس، حتى لايبقى أحدنا بلا صديق :

۱ وَلاَ تَأْخُذْ بِعَثْرَةِ كُلِّ قَومٍ — وَلٰكِنْ قُلْ هَلُمَّ إِلَى الطَّرِيقِ

لوگوں کی لغزشوں پر انکی گرفت نہ کر — بلکہ انکو سیدھی راہ چلنے کی دعوت دے

۲ فَإِنْ تَأْخُذْ بِعَثْرَتِهِمْ يَقِلُّوا — وَتَبْقَى فِي الزَّمَانِ بِلاَ صَدِيقِ

اگر تو گرفت کریگا تو دوست گھٹتے جائینگے — اور ایک دن تو لوگوں میں بے یار ہو جائیگا

تشریح: یعنی نکتہ چینی کرنے سے پرہیز کرو ورنہ دوست احباب تنگ ہو کر چھٹ جائیں گے اور تم تنہا رہ جاؤ گے بقول شاعر۔

ہم چلے تھے ساتھ ملکر جانب منزل مگر — لوگ سب چھٹتے گئے اور میں اکیلا رہ گیا۔

۱۔ **هَلُمَّ:** چلے آؤ، لازم ہوتا ہے کبھی متعدی بھی آتا ہے، جیسے هَلُمَّ شُهَدَائُكُمْ، اپنے گواہوں کو حاضر کرو۔ مؤنث، هَلُمِّی، تثنیہ، هَلُمَّا، ج، هَلُمُّوا وهَلُمْمُنَ، هَلُمَّ إلى الطّريق، دعوةٌ إلى طريق العمل.

۲۔ **العَثْرَةُ :** لغزش، جہاد، لڑائی، گرنا، ج، عَثَراتٌ، عَثَرَ (ن،ض) عَثِرَ، (س) عَثُرَ (ک) عَثْراً وعَثِيراً وعِثَاراً، گرنا، الفرس، گھوڑا پھسلا، عَثَرَبِهِمُ الزَّمَانُ، زمانے نے ان پر تباہی ڈالی۔

عِلْمِی مَعِی

یقول الإمام الشافعیؒ،أن العلم هو الذی تعیه الصّدور، لاالدّفاتر أو الكتب في الخزائن والصّناديق ، وأنّ العلم النّافع يصحب صاحبه أينما حلّ:

١ عِلْمِی مَعِي حَيْثُمَا يَمَّمْتُ يَنْفَعُنِي — قَلْبِي وِعَاءٌ لَهُ لاَ بَطْنُ صُنْدُوقِ

میں جہاں بھی جاؤں میرا علم ساتھ رہکر مجھے فائدہ دیتا ہے — وہ میرے دل میں محفوظ ہے اسے صندوق کی حاجت نہیں

٢ إِنْ كُنْتُ فِی الْبَيْتِ كَانَ الْعِلْمُ فِيهِ مَعِي — أَوْ كُنْتُ فِي السُّوقِ كَانَ الْعِلْمُ فِی السُّوقِ

میں گھر میں رہوں تو علم گھر میں میرے ساتھ ہوتا ہے — اور بازار جاؤں تو وہاں بھی وہ میرے ساتھ ہوتا ہے

الرِّزْقُ مَقْسُومٌ

١ لَو كُنْتَ بِالعَقْلِ تُعْطٰی مَاتُرِيدُ، إِذَنْ — لَمَاظَفِرْتَ مِنَ الدُّنْيَا بِمَرْزُوقِ

اگر انسان کی خواہش عقل کی بنیاد پر پوری کی جاتی — تو دنیا میں رزق والا تو کوئی نہ پاتا

٢ رُزِقْتَ مَالاً عَلٰی جَهْلٍ فَعِشْتَ بِهِ — فَلَسْتَ أَوَّلَ مَجْنُونٍ وَمَرْزُوقِ

تجھے جہالت کے باوجود خوش عیشی نصیب ہے — اور بدون عقل روزی پانے والا تو پہلا شخص نہیں ہے

تشریح: یعنی رزق کا تعلق صرف عقل سے نہیں بہت سے جاہل لوگوں کو اور بے عقلوں کو بھی قضاوقدر کے فیصلے کے مطابق رزق ملتا رہتا ہے۔

١۔ **يَمَّمْتُ** : قصدت وذهبت وتوجّهتُ أی أن الإمام الشافعیؒ يحفظ العلم فی ذهنه وقلبه، ولايحتاج إلى استخدام الكتب. **الوِعَاءُ** : والوُعَاءُ ، برتن،ج،اَوْعِيَةٌ ،جج، اَواعٍ. وَعَى، يَعِی، وَعْياً، جمع کرنا، الحديث، قبول کرنا،غور کرنا، یاد کرنا، الأذن،سننا۔

١۔ **العَقْلُ** : روحانی نور جس سے غیر محسوسات کا ادراک ہوتا ہے، دل، دیت، ج،عُقُولٌ.

٢۔ **الجَهْلُ** : جَهِلَ(س)جَهْلاً وجَهَالَةً، نہ جاننا،ان پڑھ ہونا،صفت، جَاهِلٌ، ج،جُهَّلٌ وجُهَّالٌ وجُهَلاءُ وجَهَلَةٌ. الجَهُولُ، ناتجربہ کار،ج،جُهَلاءُ.

الغَرِيبُ

يصف الإمام الشافعيؒ، مشاعر الغريب وحنينه للأهْلِ والوطن:

١ إِنَّ الغَرِيبَ لَهُ مَخَافَةُ سَارِقٍ ⁂ وَخُضُوعُ مَدْيُونٍ وَذِلَّةُ مُوثَقِ

بیشک پردیسی سارق جیسا سہمارہتا ہے ⁂ اورمدیون جیسا شرمندہ اور غلام جیسا تابع فرمان ہوتا ہے

٢ فَإِذَا تَذَكَّرَ أَهْلَهُ وَبِلادَهُ ⁂ فَفُؤَادُهُ كَجَنَاحِ طَيْرٍ خَافِقِ

جب اسکو اھل وعیال اور وطن کی یاد ستاتی ہے ⁂ تو اسکا دل پھڑ پھڑانے والے پرندے کی طرح ڈھڑکتا ہے

تشریح: مطلب یہ ہے کہ اجنبی اور پردیسی آدمی پرائے ملک میں اس شعور کے ساتھ رہتا ہے کہ جیسے اسے کسی کا قرض ادا کرنا ہے یا وہ کسی کا تابعدار ہے اور غلامی کی ذلت اٹھا رہا ہے۔

١ـــ **الغَرِيبُ** : وطن سے دور، ج، غُرَبَاءُ، عجیب، غیر مانوس، من الکلام، دور از فہم کلام، مؤنث، غَرِيبَةٌ، ج، غَرَائِبُ.

المَوْثَقُ : اَوثَقَهُ اِيثَاقاً، رسّی سے مضبوط باندھنا، المُوثَقُ، المُقَيَّدُ.

٢ـ **خَافِقٍ** : خَفَقَهُ (ن،ض) خَفْقاً، بالسّيف، تلوار سے آہستہ ضرب لگانا۔

الفُؤَادُ : دل کا دھڑکنا، الرَّايَةَ، جھنڈے کا ہلنا، البَرْقَ، بجلی کا کوندنا، النَّجْمَ، ستارے کا غروب ہونا، الطَّائِرَ، پرندے کا اڑنا، اللّيلَ، رات کا اکثر حصہ گذرنا۔

الأَحُمَقُ مِنَ النَّاسِ

قال الإمام الشافعیؒ،محذّرا من عواقب إفشاء السرّ:

۱ إذَا الـمَـرُءُ أَفُشٰی سِرَّهُ بِلِسَانِـهِ — وَلامَ عَـلَيـهِ غَيُـرَهُ فَهُوَ أَحُـمَـقُ

جب انسان بذات خود اپنا راز فاش کردے — پھر دوسروں کو ملامت کرے تو وہ احمق آدمی ہے

۲ إِذَا ضَاقَ صَدُرُ المَرُءِ عَنُ سِرِّ نَفُسِهِ — فَـصَـدُرُ الَّـذِی يَسُتَـوُدِعُ السِّـرَّ أَضيقُ

جب انسان کا اپنا سینہ راز چھپانے میں تنگ ثابت ہوا — تو جسکو راز حوالے کر رہا ہے اسکا تو اور بھی تنگ ثابت ہوگا

تشـریح: یعنی جب انسان خود اپنا راز چھپانے پر قادر نہ ہو اور اس کو ظاہر کردے تو پھر دوسرا شخص ظاہر کردے تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔

المَكُرُ والمَلَقُ

قال الإمام الشافعیؒ،مندّدا بطبائع المكر والملق فی النّاس:

۱ لَـمُ يَبُـقَ فِی النَّاسِ إِلاَّ المَكُرُوَالمَلَقُ — شَـوُكٌ إِذَا لَـمَسُـوا، زَهُرٌ إِذَا رَمَقُوا

لوگوں میں مکر وتملق کے علاوہ کچھ نہیں رہا — قریب جاؤ تو کانٹے ہوتے ہیں حالانکہ دور سے پھول نظر آتے ہیں

۲ فَـإِنُ دَعَتُکَ ضَـرُوراتٌ لِعِشُرَتِهِمُ — فَـكُـنُ جَـحِيُـماً لَعَلَّ الشَّوکَ يَحُتَرِقُ

اگر چارونا چار ایسے لوگوں سے معاملہ کرنا ہی پڑے — تو آگ کی طرح گرمی سے کام لے ممکن ہے کانٹا جل جائے

۱۔ **الـمَـرُءُ :** انسان،آدمی،ج،رِجـالٌ مـن غيـر لـفظـه، مرؤُون بھی سنا گیا ہے،نسبت کے لئے مَـرْئِیٌّ، مؤنث،امُرَأَةٌ،ج، نِسَاءٌ، وَنِسُوةٌ من غيـر لفظها. **الأَحُمَقُ :** حَـمِـقَ(س) حَـمُقَ (ک) حُمُقاً وحَمَاقَةً، بے وقوف ہونا،صفت،الأَحُمَقُ،مؤنث، حُمَقَاءُ، ج،حُمُقٌ وحُمُقٰی وحَمَاقَی وحُمَاقٰی.

۱۔ **المَكُرُ:** الإحتيال والخداع وأن تصرف غيرک عن مقصده، بحيلة.

المَلَقُ : التّودّد والتلطّف وأن تعطی باللّسان ماليس فی قلبک،خوشامد، چاپلوسی.

الشَّـوُکُ : مصدر،کانٹا،ج،اَشُـوَاکٌ،واحد، شَـوكَةٌ، ایک کانٹا۔بچھو کا ڈنک۔سُرخ پھنسی،طاقت وجنگ،ہتھیار اور اسکی تیزی۔ **رَمَقُوا :** رَمَقَ(ن) رَمُقاً،نظر ڈالنا،دیر تک دیکھنا۔

۲۔ **الجَحِيمُ :** دوزخ،گھڑے میں سخت دہکتی ہوئی آگ،سخت گرم جگہ۔ **جُحُمَةُ النّار**،آگ کی بھڑک۔

مِنْ غَيْرِ قَصْدٍ

قال الإمام الشافعیؒ،إیَّاکَ وَمخالطة السُّفهاء، و من لا ینصفک:

١ رَامَ نَـفْـعاً فَضَـرَّ مِنْ غَيْـرِ قَـصْـدٍ ۔۔۔ وَمِـنَ الْبِـرِّ مَـايَـكُـونُ عُـقُـوقـاً

اس نے فائدہ سوچا مگر بے ارادہ نقصان پہونچا دیا ۔۔۔ اسی طرح کچھ نیکیوں کا شمار نافرمانی میں ہوگا

تشریح: یعنی بعض دوست نفع پہنچانا چاہتے ہیں مگر نادانی سے بجائے نفع کے نقصان پہنچا دیتے ہیں جیسے کہ بعض آدمی احسان اور بھلائی کرتے ہیں مگر عدم طاعت اور نافرمانی کے ساتھ۔

أَدَبُ الأَسْفَارِ

١ إِذَا رَافَـقْـتَ فِي الأَسْـفَـارِ قَـومـاً ۔۔۔ فَـكُـنْ لَهُـمْ كَـذِي الـرَّحِـمِ الشَّفِيقِ

جب سفر چند احباب کے ساتھ ہو رہا ہو ۔۔۔ تو دوران سفر انکے ساتھ شفیق ذی رحم جیسا برتاؤ کر

٢ بِـعَيْـبِ الـنَّـفْـسِ ذَا بَـصَـرٍ وَعِـلْـمٍ ۔۔۔ وَأَعْـمَـى الـعَيْـنِ عَنْ عَيْـبِ الـرَّفِيقِ

اپنے عیوب کی تو خوب نگرانی کر ۔۔۔ اور رفیق کے عیب سے چشم پوشی کر

١ـ رَامَ : رَامَ (ن)رَوْمـاً ومَـرَامـاً، الشيئَ، ارادہ کرنا،صفت،رَائِمٌ،ج، رُوَّمٌ ورُوَّامٌ، الـمرَامُ ،مقصد، مطلب،ج،مَرَامَاتٌ.

عُقُوقًا : عَـقَّ الـوَلَـدَ أَبَاه، عَقًّاوَعُقُوقًا، عَصَاهُ، وشَقَّ عَصَا طَاعَتِهِ، وقَطَعَهُ وترک الإحسان إليه، فهـو عـاقّ وهـي عـاقَّةٌ، قـال رسـول الـله ﷺ''لا يدخل الجنة عاقٌّ، ولامُدْمِنُ خَمَرٍ'' (اخرجه أحمدفی مسنده)

١ـ كَذِیْ الرَّحِمَ : الـرَّحِمُ والرِحْمُ ،مؤنّث ،بچّہ دانی،رشتہ داری، ذو الرَّحِم، قرابت والا،رشتہ دار،ج، اَرْحَامٌ، رَحِمَهُ، رَحْمَةً وَ مَرْحَمَةً،ترس کھانا،رحم دل ہونا،مہربانی اور شفقت کرنا،معاف کرنا،مغفرت کرنا۔

٢ـ العَيْبُ: مصدر، برائی،ج، عُيُوبٌ، صفت،فاعلی عَائِبٌ،صفت مفعولی مَعِيْبٌ، مَعْيُوبٌ.

كِتَابَةُ العِلْمِ

۱ العِلْمُ صَيْدٌ وَالكِتَابَةُ قَيْدُهُ — قَيِّدْ صُيُودَكَ بِالحِبَالِ الوَاثِقَهْ

علم شکار ہے اور کتابت اس شکار کو باندھنے کا آلہ ہے — تو بھی اپنے اس شکار کو مضبوط رسّیوں سے باندھے رکھ

۲ فَمِنَ الحَمَاقَةِ أَنْ تَصِيدَ غَزَالَةً — وَتَتْرُكَهَا بَيْنَ الخَلَائِقِ طَالِقَهْ

یہ حماقت ہے کہ تو ہرنی کا شکار کرے — اور پھر لوگوں کے بیچ اسے آزاد چھوڑ دے

تشریح: یعنی آدمی کو صرف اپنے حفظ پر اعتماد نہ کرنا چاہئے؛ علمی مسائل کو لکھ کر محفوظ کرنا چاہئے؛ ورنہ مرورِ زمانہ سے وہ ذہن سے نکل جائیں گے۔ اس لئے جس طرح شکاری اپنے شکار کو مضبوط رسی سے باندھ رکھتا ہے تم بھی علم کو محفوظ کرو۔

۱۔ **العِلْمُ** : مصدر، حقیقت شيئ کا ادراک، یقین، معرفت، ج، عُلُومٌ.

قَيِّدْ : القَيْدُ، وہ رسّی یا زنجیر جو جانور کے پیر میں باندھی جاتی ہے تاکہ بھاگ نہ جائے، ج، قُيُودٌ وَ اَقْيَادٌ، قَيْدُ الأَسْنَان، مسوڑھے۔

۲۔ **الغَزَالَةُ** : ہرنی، الغَزَالُ، ہرن کا بچہ، ہرن، ج، غِزْلَةٌ وغِزْلَانٌ.

طَالِقَهْ : طَلَقَتْ (ن) طَلَاقًا، المرأة من زوجها، عورت کا شوہر سے جدا ہونا، صفت، طَالِقٌ، ج، طُلَّقٌ وطَالِقَةٌ، النّاقة، اونٹنی کا پائے بند سے کھولنا۔

قَافِيَةُ الكَافِ

فَسَادٌ كبِيُرٌ

قال الإمام الشافعیؒ، فی تهتّک العالِمِ وفساده :

١ فَسَــادٌ كَبِيُــرٌ عَــالِــمٌ مُتهَتِّکٌ ۔۔۔ وَأَكْبَـرُ مِـنْـهُ جَـاهِـلٌ مُتَنَسِّکُ

بدچلن عالم بڑا فساد ہے ۔۔۔ اور جاہل صوفی کا فساد اس سے بھی بڑھا ہوا ہے

٢ هُـمَـا فِتُـنَةٌ فِـی الـعَـالَمِيُنَ عَظِيُمَةٌ ۔۔۔ لِـمَـنُ بِهِـمَـا فِی دِيـنِـهِ يَتَـمَسَّکُ

یہ دونوں ہی عالمین میں بڑے فتنے ہیں ۔۔۔ اس آدمی کے لئے جو دین میں انکی اتباع کرتا ہے

١ــ **المُتَهَتِّکُ** : تَهَتَّکَ وانُهَتَکَ، السّتر ونحوه، پردہ پھٹنا، تَهَتَّکَ فُلاَنٌ، ذلیل ورسوا ہونا، فی البطالة، وہ بےکار رہا۔ المُتَهَتِّکُ الذی لا يبالی أن يفضح ستره.

المُتنَسِّکُ : المُتَزَهّد والعابد، نَسَکَ (ن) نَسُکاً ومَنُسَکاً، الرَّجل ،زاہد بنا، درویش بنا، للّٰهِ، خدا کے لئے قربان کرنا۔

٢ـ **يَتَمَسَّکُ** : المُتمسِّکُ، متعلقٌ بشدة، تَمَسَّکَ به، إِعتصم.

القَناعَةُ رَأسُ الغِنٰی

قال الإمام الشافعیؒ، أصل العلم التثبّت، وثمرته السّلامة ، وأصل الصّبر الحزم،وثمرته الظّفر، وأصل الورع القناعة، وثمرته الرّاحة، وأصل العمل التّوفيق، وثمرته النّجاح، وغاية كلّ أمْر الصّدق:

١ رَأَيْتُ القَناعَةَ رَأسَ الغِنٰی	فَصِرْتُ بِأَذْيَالِهَا مُمْتَسِکُ
میں نے مالداری کا سرا قناعت کو پایا	پس میں نے اسکا دامن تھام لیا
٢ فَلاَ ذَا يَرَانِي عَلٰی بَابِهِ	وَلاَ ذَا يَرَانِي بِهِ مُنْهَمِکُ
اب نہ کوئی مجھے اپنے دروازے پر کھڑا پاتا ہے	اور نہ ہی کوئی مجھے اسکی ذات میں مشغول پاتا ہے
٣ فَصِرْتُ غَنِياًّ بِلاَ دِرْهَمٍ	أَمُرُّ عَلٰی النَّاسِ شِبْهَ المَلِکُ
میں اب بغیر دراہم کے بھی ایک مالدار آدمی ہوں	اور میں لوگوں کے بیچ شاہوں کی طرح رہتا ہوں

نوٹ: زعفرانی فرماتے ہیں کہ میں نے امام شافعیؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری والدہ محترمہ مجھے تیل کا سالن کھلایا کرتی تھیں، حالانکہ میں بچہ تھا، میں نے عرض کیا امی جان! اس تیل نے تو میرے جگر کو خاک کر دیا تو کہنے لگی بیٹا کھاتے رہو یہ مبارک چیز ہے اس پر یہ شعر کہا گیا۔

١۔ **اَلْقَنَاعَةُ** :رضا الإنسان بما قسّم له، قال رسول الله ﷺ " القناعة مال لا ينفد" (الدّر المنثور).
أَذْيَالِهَا : الذَيْلُ ، چیز کا آخر، ذَيل الثّوب، کپڑے کا دامن، ذيلُ الفرس، گھوڑے کی دم، ج، اَذْيَالٌ وذُيُولٌ واَذْيُلٌ، اَذْيَالُ النّاس، ادنی درجہ کے لوگ۔
٢۔ **مُنْهَمِکُ** : اسم فاعل من انهمک فی العمل، أی جدّ فيه، و دأب عليه، وانشغل.

قَافِيَةُ اللَّامِ

طَالِبُ الحِكْمَةِ

قال الإمام الشافعیؒ فی موضوع الحکمة و کیفیة إدراکها:

۱ لاَ يُدْرِكُ الحِكْمَةَ مَنْ عُمْرُهُ — يَكْدَحُ فِي مَصْلَحَةِ الأَهْلِ
وہ آدمی دانائی وحکمت نہیں پا سکتا — جسے اہل وعیال کے خاطر محنت شاقہ کرنی پڑے

۲ وَلاَ يَنَالُ العِلْمَ إِلاَّ فَتىً — خَالٍ مِنَ الأَفْكَارِ وَالشُّغْلِ
اور علم حاصل نہیں کرسکتا مگر وہ آدمی — جو افکار ومشاغل سے فارغ ہو

۳ لَوْ أَنَّ لُقْمَانَ الحَكِيمَ الَّذِي — سَارَتْ بِهِ الرُّكْبَانُ بِالفَضْلِ
اگر وہ لقمان حکیم جسکے — فضل کی شہرت ہر چہار سمت ہوئی

٤ بُلِيَ بِفَقْرٍ وَعِيَالٍ لَمَا — فَرَّقَ بَيْنَ التِّبْنِ والبَقْلِ
محتاجی اور بال بچوں کی فکر میں مبتلا کیا جاتا — تو بھی وہ بھوسہ اور سبزی میں فرق نہ کرسکتا

۱۔ **يَكْدَحُ** : كَدَحَ (ف) كَدْحاً، فی العمل ،کام میں بہت محنت کرنا، كَدَحَ و اِكْتَدَحَ لعیاله ،اہل وعیال کے لئے کمانے میں مشقت کرنا۔

۳۔ **لُقْمَانُ** : حکیم عربيّ ،تنسب إلیه طائفة من الامثال والأخبار والأقاصیص، ورد ذکره فی القرآن، وبأسمه سورة تحمل اسمه رقمها فی ترتیب المصحف (۳۱) قال تعالی فی سورة لقمانُ ﴿وَإِذْقَالَ لُقْمَانُ لِإبْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لاَ تُشْرِكْ بِاللّٰه﴾

سَارَتْ بِهِ الرُّكْبَانُ : عرفه النّاس اللذین یرکبون الدوابّ، أو وصلت شهرته إلی البلاد، بواسطة الرّکبان والقوافل.

مَنْ طَلَبَ العُلٰی

قال الإمام الشافعیؒ، على طالب المجد أن يكدح ويجدّ ويؤدّب، وإلاّ ما تحقّق له مطمح، ولاحاز من المجد شيئاً، وهو يقول:

١ بِقَدْرِ الكَدِّ تُكْتَسَبُ المَعَالِي ... وَمَنْ طَلَبَ العُلاَ سَهِرَ اللَّيَالِي

محنت کی بقدر ہی درجات میں ترقی ہوتی ہے ... سربلندی کے طالب پر شب بیداری لازم ہے

٢ وَمَنْ رَامَ العُلاَ مِنْ غَيْرِ كَدٍّ ... أَضَاعَ العُمْرَ فِي طَلَبِ المُحَالِ

اور جسنے بلا محنت بلند مقام حاصل کرنا چاہا ... اسنے امر محال کے حصول میں عمر ضائع کردی

٣ تَرُومُ العِزَّ ثُمَّ تَنَامُ لَيْلاً ... يَغُوصُ البَحْرَ مَنْ طَلَبَ اللَّآلِي

تو رات بھر سو کر عزت حاصل کرنا چاہتا ہے؟ ... حالانکہ موتی کا طالب تو سمندر میں غوطہ زن رہتا ہے

١ـ الكَدُّ : مصدر، کوشش، محنت، وہ چیز جسمیں کوئی چیز کوٹی جائے جیسے ہاون، كَدَّ (ن) كَدًّا، سخت کام، روزی تلاش کرنا، مانگنے میں اصرار کرنا۔

٢ـ المُحَال : مالا يمكن وجوده.

٣ـ يَغُوصُ : غَاصَ، يَغُوصُ غَوصاً وغِيَاصاً ، فی الماء، پانی میں غوطہ لگانا، صفت، غائصٌ، ج، غُوَّاصٌ وغَاصَةٌ. الغَوَّاصُ. بہت غوطہ لگانے والا، موتی نکالنے کے لئے غوطہ لگانے والا۔

اللَّآلِي : اللُؤلُؤ کی جمع، موتی۔

حَتّٰی أُوَسِّدَ

قال الإمام الشافعیؒ، لا تخوضنّ فی أصحاب رسول الله ﷺ فإنّ خصمک النبیُّ ﷺ غدا، ولمّا صرَّح الشّافعیؒ بمحبّته لأهل البیت وأنَّه من شیعتهم، قیل فیه ماقیل، فقال مجیبا عن ذٰلک:

١ إِذَا نَحْنُ فَضَّلْنَا عَلِیاً فَإِنَّنَا ... رَوَافِضُ بِالتَّفْضِیلِ عِنْدَ ذَوِي الجَهْلِ

جب ہم حضرت علیؓ کے مناقب بیان کرتے ہیں ... تو جاہلوں کے نزدیک ہمارا شمار روافض میں ہوتا ہے

٢ وَفَضْلُ أَبِي بَکْرٍ إِذَا مَاذَکَرْتُهُ ... رُمِیتُ بِنَصْبٍ عِنْدَ ذِکْرِي لِلْفَضْلِ

اور جب میں ابوبکرؓ کے مناقب بیان کرتا ہوں ... تو مجھے ناصبی ہونے کا طعنہ دیا جاتا ہے

٣ فَلاَ زِلْتُ ذَا رَفْضٍ وَنَصْبٍ کِلاهُمَا ... بِحُبَّیْهِمَا حَتّٰی أُوَسَّدَ فِي الرَّمْلِ

پس میں رافضی اور ناصبی دونوں رہونگا ... ان سے محبت کی وجہ سے یہاں تک کہ قبر میں دفن کیا جاؤں

١ـ **الرَّوَافِضُ**: أصلا هم اللذین نادو بآراء، اِعتبرها الإمام علیؓ بدعة وعاقب أصحابها، والفِرق الرّافضة هی فِرق الغلاة فی الإسلام، هم یستحلّون الطّعن فی الصّحابةؓ، وسُمُّوا بالرّافضة، لأنّهم رفضوا إمامهم زیدبن علی لمّا نهاهم عن سبّ أبی بکرؓ وعمرؓ.

٢ـ **رُمِیتُ بنَصْبٍ** : إشارة إلی جماعة النّاصبة اللذین کانوا ینصبون للإمام علیؓ.

٣ـ **أُوَسَّدَ فی الرَّمْلِ** : أی حتی أموت، وتوسّد فی الرّمل أی ثوی فی اللحد بعد الموت.

مَالَمْ يَعْمَلُ..

١ الـمَـرْءُ يَـحْـظٰـى ثُـمَّ يَعلُو ذِكْـرُهُ حَتّٰـى يُـزَيَّـنَ بِـالَّـذِى لَـمْ يَـفْـعَـلِ

انسان بلندمقام پر پہونچتا ہے تو اسکا نام روشن ہوجاتا ہے یہاں تک کہ نا کردہ افعال سے بھی وہ مزیّن کردیا جاتا ہے

٢ وَتَـرٰى الـغَـنِـيَّ إِذَا تَـكَـامَلَ مَـالُـهُ يُـخْشٰـى وَيُـنْـحَـلُ كُـلَّ مَـالَـمْ يَعْمَلِ

اورتو دیکھتاہیکہ کوئی غنی جب کثیر المال ہوجاتا ہے تو لوگ اس سے ڈرتے ہیں اورنا کردہ اعمال اس کی طرف منسوب کرتے ہیں

تشریح: یعنی بعض انسان بلند مرتبہ پرپہنچ جاتے ہیں تو پھرلوگ بہت سے ایسے کاموں کی بھی انہیں کی طرف نسبت کردیتے ہیں جوانہوں نے کئے نہیں ہوتے، اسی طرح جب کوئی شخص غنی ہو جاتا ہے تو لوگ اس سے خوفزدہ رہتے ہیں، اور خوشامداً ان کی طرف نا کردہ افعال کی بھی نسبت کردیتے ہیں۔

١۔ **يَحْظٰی** : حَـظِـىَ (س) حِظْوَةً وحِظَةً، بالرّزق ،رزق حاصل کرنا، احتظی، صاحب مرتبہ ہونا، نصیب والا ہونا۔

يُزَيِّنُ : يُجَمِّلُ ويحسّن بحظه من المال والعرض والغر والشرف.

٢۔ **يُنْحَلُ**: نَحَلَ (ف) نَحْلاً، القول،غلط بات منسوب کرنا، الرّجل،کسی کوکوئی چیز دینا، المرأة،عورت کومہر دینا۔

أَدَّبَنِي الدَّهْرُ

قال الإمام الشافعیؒ، مبیّنا أثر الدّهر فی تأدیب الإنسان، وزیادة رصیده من العلم :

۱ کُلَّمَا أَدَّبَنِي الدَّهْرُ أَرَانِي نَقْصَ عَقْلِي

جب کبھی زمانے نے مجھے کوئی ادب سکھلایا — تو مجھے میری عقل کی کمی کا احساس ہوا

۲ وَإِذَا مَا ازْدَدْتُ عِلْماً زَادَنِي عِلْماً بِجَهْلِي

اور جب جب بھی میرے علم میں اضافہ ہوا — تو میرے سامنے میری جہالت منکشف ہوئی

تشریح: یعنی جب بھی مجھے کوئی ٹھوکر لگی تو معلوم ہوا کہ میرا علم ناقص تھا اور جتنا علم بڑھتا گیا؛ مجھ پر اپنا جہل کھلتا گیا۔

الفَقِيهُ والرَّئِيسُ والغَنِیُّ

۱ إِنَّ الفَقِيهَ هُوَ الفَقِيهُ بِفِعْلِهِ لَيْسَ الفَقِيهُ بِنُطْقِهِ وَمَقَالِهِ

اصلی عالم وہ عالم ہے جو باعمل ہو — وہ نہیں جسکا علم اسکی زبان تک محدود ہو

۲ وَكَذَا الرَّئِيسُ هُوَالرَّئِيسُ بِخُلْقِهِ لَيْسَ الرَّئِيسُ بِقَومِهِ وَرِجَالِهِ

ایسے ہی حقیقی سردار وہ ہے جو بلند کردار کا مالک ہو — وہ نہیں جسکی قوم اور جتھا زیادہ ہو

۳ وَكَذَا الغَنِیُّ هُوَ الغَنِیُّ بِحَالِهِ لَيْسَ الغَنِیُّ بِمُلْكِهِ وَبِمَالِهِ

حقیقی غنی وہ ہے جسکا نفس غنی ہو — وہ نہیں جسے ملک و مال حاصل ہو

۱۔ **الدَّهْرُ** : لمبا زمانہ، درازمدت، **دهر الإنسان**، وہ زمانہ جسمیں انسان زندہ ہے۔ یہ **عَصْرٌ** کے ہم معنی ہے، مصیبت، عادت، کہتے ہیں، **ماذَاکَ بِدَهْرِی**، یہ میری عادت نہیں، **ما دَهْرِی بِکَذَا**، یہ میری غایت نہیں، **لاَ اٰتِيهِ دَهْرَ الدَّاهِرِين**، میں اسکے پاس کہیں نہیں آؤنگا۔

۱۔ **الفَقِيهُ** : العالم بالأحكام الشرعية، من الحِلّ والحرمة والصحّة والفساد، ج، فُقَهَاء.

۲۔ **الخُلْقُ** : والخُلُقُ، طبعی خصلت، طبیعت، مروت، عادت، ج، اَخْلَاقٌ، **علمُ الأخلاق**، حکمت عملیہ کی ایک قسم کا نام ہے اسکو حکمۃ خلقیۃ بھی کہتے ہیں۔

صِفَةُ الإِخُوانِ

قال الإمام الشافعیؒ، يدعو إلی صون النّفس واكتساب ثقة النّاس بالعمل الصّالح والتمسّک بالفضائل:

١ صُنِ النَّفُسَ وَاحُمِلُهَا عَلٰی مَايَزِيُنُهَا تَعِشُ سَالِماً والقَولُ فِيُکَ جَمِيُلُ
نفس کی حفاظت کر اور عزت افزا کاموں کا خوگر بنا — اچھی زندگی گذاریگا اور تیرا ذکر جمیل ہوگا

٢ وَلاَ تُولِيَنَّ النَّاسَ إِلاَّ تَجَمُّلاً نَبَابِکَ دَهُرٌأَوُ جَفَاکَ خَلِيلُ
اور لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرتا رہ — چاہے زمانہ جفا کرے یا دوست بے وفائی کرے

٣ وَإِنُ ضَاقَ رِزُقُ اليَومِ فَاصُبِرُ إِلٰی غَدٍ عَسٰی نَكَبَاتُ الدَّهُرِ عَنکَ تَزُولُ
اگر آج رزق کی تنگی ہے تو کل تک صبر کر — ممکن ہے آنے والی کل، مصائب زمانہ ٹل جائے

٤ وَلاَ خَيُرَ فِي وُدِّ امُرِئٍ مُتَلَوِّنٍ إِذاَ الرِّيُحُ مَالَتُ مَالَ حَيُثُ تَمِيلُ
متلوّن مزاج آدمی کی دوستی اچھی نہیں — وہ جو ہوا کے رخ پر چلنے کا عادی ہو

٥ وَمَاأَكُثَرَ الإِخُوَانَ حِينَ تَعُدُّهُم وَلٰكِنَّهُمُ فِي النَّائِبَاتِ قَلِيلُ
اگر تو گنتی کریگا تو دوست بے شمار نکلینگے — مگر مصیبت میں کام آنے والے بہت کم ہونگے

٢ـ **تَجَمُّلاً** : تَجَمَّلَ، آراستہ ہونا، خوبصورت ہونا، مصائب زمانہ پر صبر کرنا اور ذلت ظاہر نہ ہونے دینا، حیا کو نہ چھوڑنا، جزع فزع سے دامن بچائے رکھنا۔

نَبَابِکَ : نَبَا، يَنُبُو، بَنُوَةً ونُبُوًّا ونُبِيًّا، بصره، نظر کا دھندلی ہونا، صفت، نابَ، الشیئ، دور ہونا، پیچھے ہونا، اپنی جگہ قرار نہ پکڑنا، جنبه عن الفراش، بستر پر بے چین و بے آرام ہونا، السّهم عن الهدف، تیر کا نشانہ چوک جانا، الطّبع عن الشيئ، نفرت کرنا، نَبَتُ بِی تلک الأرض، مجھے وہ زمین موافق نہ آئی۔

٣ـ **نَكَبَاتُ الدَّهُر** : مصائبه، النَّكُبَةُ، مصیبت، ج، نَكَبَاتٌ.

٤ـ **المُتَلَوِّنُ** : المتغيّر وكثير التقلّب، الذی لايقيم علی حال أو قول أوفعل.

٥ـ **النَّائِبَاتُ** : واحد، نَائِبَةٌ، حوادثات زمانہ، مصیبت، تکلیف۔

بَلاءُ المُلُوكِ

۱ إِنَّ الـمُـلُـوکَ بَلاءٌ حَيْثُـمَـا حَـلُّوا — فَلا يَـكُـنْ لَکَ فِـي أَبْـوَابِـهِـمْ ظِـلُّ

بادشاہ جہاں کہیں بھی ہو آزمائش ہوتے ہیں — پس انکے دروازہ پر تیرا سایہ نہ ہونا چاہئے

۲ مَـاذَا تُـؤَمِّـلُ مِـنْ قَـومٍ إِذَا غَـضِـبُـوا — جَـارُوا عَـلَيْـکَ وَإِنْ أَرْضَيْتَهُـمْ مَـلُّوا

اس قوم سے کیا امید جو غصے ہوں تو — زیادتی کریں اور تو انہیں خوش کرنے لگے تو اکتا جائے

۳ فَـاسْتَـعِـنْ بِـالـلّٰـهِ عَـنْ أَبْوَابِـهِـمْ كَـرَماً — إِنَّ الـوُقُـوفَ عَـلٰـى أَبْـوَابِـهِـمْ ذُلُّ

انکا در چھوڑ کر اللہ سے کرم کا مطالبہ کر — کیونکہ انکے دروازے پر ٹھہرنا رسوائی کا سبب ہے

۱۔ بَلاءٌ : غم، آزمائش خیر سے ہو یا شر سے، البَلْوٰی والبِلْوَةُ والبِلْيَةُ والبَلِيَّةُ، مصیبت، آزمائش، ج، بَلايَا.

۲۔ جَارُوا عَلَيْکَ : جَارَ(ن) جَوْراً، عن الشيئ، کسی چیز سے ہٹ جانا، جار عن الطريق، وہ راستہ سے ہٹ گیا، عليه، کسی پر ظلم کرنا، صفت، جَائِرٌ، ج، جَوَرَةٌ، وجَارَةٌ.

مَلُّوا : مَلَّ(س) مَلَلاً ومَلالَةً، الشيئ، اکتانا، زچ ہونا، المَلُولُ، اکتایا ہوا، بے قرار۔

أَلحَثُّ عَلٰی التَعَلُّمِ

قال الإمام الشافعیؒ، یدعوا إلی طلب العلم مبیّنا فرق ما بین العالِم والجاهل،وکان یقول، من تعلّم القرآن عظمت قیمته، ومن تکلّم فی الفقه نَمَا قدره، ومن کتب الحدیث قویت حجّته، ومن نظر فی اللّغة رقَّ:

۱ تَعَلَّمْ فَلَیْسَ المَرْءُ یُولَدُعَالِماً وَلَیْسَ أخُوعِلْمٍ کَمَنْ هُوَ جَاهِلُ

علم سیکھ،کوئی ماں کے پیٹ سے عالم پیدانہیں ہوتا اور عالم اور جاہل مرتبہ میں برابر نہیں ہوتا

۲ وَإِنَّ کَبِیْرَ القَومِ لاَ عِلْمَ عِنْدَهُ صَغِیرٌ إِذَا التَفَّتْ عَلَیْهِ الجَحَافِلُ

اورقوم کا وہ سردار جسکے پاس علم نہیں ہوتا دشمن کی لشکر کشی کے وقت صغیر ثابت ہوتا ہے

۳ وَإِنَّ صَغِیْرَ القَومِ إِنْ کَانَ عَالِماً کَبِیرٌ إِذَا رُدَّتْ إِلَیْهِ المَحَافِلُ

اور بیشک قوم کا صغیر جب عالم ہوتا ہے تو مجالس علم میں صدر مقام پاتا ہے

تشریح: محفلیں لوٹائی جائیں گی کا مطلب یہ ہے کہ اس کو صدارت سپرد کی جائے گی اور وہ اپنے علم کی وجہ سے عمر میں کم ہونے کے باوجود بڑا مقام پائیگا۔

۲۔ **الجَحَافِلُ** : الجَحْفَلُ لشکر جرّار، ج، جَحَافِلُ، رَجُلٌ جَحْفَلٌ، بڑے مرتبہ ودرجہ کا آدمی۔

۳۔ **المَحَافِلُ** : المَحْفِلُ مجلس، ج، مَحَافِلُ،المُحْتَفَلُ ،جمع ہونے کی جگہ، الحَفْلُ، مصدر، جماعت،گروہ، عنده حفل من الناس، وہ بڑی جماعت والا ہے۔

مُشَاكَلَةُ النَّاسِ

قال الإمام یوسف بن عبدالله النمری القرطبی، فی بهجة المجالس، خرج الشّافعیؒ الفقیه فی بعض أسفاره، فضمّه اللّیل إلى مسجد، فبات فیه، وإذا فی المسجد قوام عوام یتحدّثون بضروب من الخنا، وهجر المنطق فقال:

۱ وَأَنْزَلَنِی طُولُ النَّوٰی دَارَ غُرْبَةٍ ... إِذَا شِئْتُ لاَقَیْتُ امْرَءًا لاَ أُشَاكِلُهُ

مجھے اہل علم سے دوری ایک ایسی جگہ لے آئی ... جہاں مجھے اپنے جیسا کوئی بھی انسان نہیں مل سکتا

۲ أُحَامِقُهُ حَتّٰی یُقَالَ سَجِیَّةٌ ... وَلَوْ كَانَ ذَا عَقْلٍ لَكُنْتُ أُعَاقِلُهُ

اگر میں حماقت میں انکی موافقت کروں تو احمق مانا جاتا ہوں ... مگر کیا کروں کوئی عاقل ہوتا تو میں عاقلانہ گفتگو کرتا

أَحدَثُوا بِدَعاً

۱ لَمْ یَفْتَإِ النَّاسُ حَتّٰی أَحْدَثُوا بِدَعاً ... فِی الدِّیْنِ بِالرَّأْیِ لَمْ یُبْعَثْ بِهَاالرُّسُلُ

لوگ دین سے دور ہوتے گئے یہاں تک کہ دین میں ... وہ چیزیں داخل کردیں جو پیغمبر نہیں لائے تھے

۲ حَتّٰی اسْتَخَفَّ بِحَقِّ اللّٰهِ أَكْثَرُهُمْ ... وَفِی الَّذِی حَمَلُوا مِنْ حَقِّهِ شُغُلُ

یہاں تک کہ اکثر نے اللہ کے حق کا استخفاف کیا ... اور حق ادا کرنے والے بھی ادائیگی حق میں کوتاہ ثابت ہوئے

۱۔النَّوَی : مصدر، دوری، وہ جگہ جہاں کا مسافر ارادہ کرے قریب ہو یا دور، نوی فلان من مکان إلى آخر، فلاں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوا۔

أُشَاكِلُهُ : شَاكَلَهُ، مُشَاكَلَةً، مشابہ ہونا، تَشَاكَلاَ، ہم رنگ ہونا، ایک دوسرے کے مشابہ ہونا۔

۲۔سَجِیَّةُ : طبیعت، خصلت، خلق، ج،سَجِیَّاتٌ، وسَجَایَا.

۱۔ البِدَعُ : البِدْعَةُ، وہ چیز جو بغیر کسی سابق مثال کے بنائی جائے، مذہب میں غیر ثابت نئی رسم، ج، بِدَعٌ. المُبْتَدِعُون، بدعتی لوگ۔

۲۔اِسْتَخَفَّ : اِسْتَخَفَّهُ، ہلکا جاننا، جاہل سمجھنا، استخفّ به، حقیر جاننا۔

مُدَارَاةُ الحَسُودِ

قال الإمام الشافعیؒ، يندّد بالحاسد ويصف شدّة حقده:

۱ وَدَارَيْتُ كُلَّ النَّاسِ لٰكِنَّ حَاسِدِي مُدَارَاتُهُ عَزَّتْ وَعَزَّ مَنَالُهَا

میں نے ہر ایک کے ساتھ نرمی کی مگر حاسد کے ساتھ نرمی نہ کر سکا اور اسکا حصول بھی مشکل ہے

۲ وَكَيْفَ يُدَارِي الْمَرْءُ حَاسِدَ نِعْمَةٍ إِذَا كَانَ لاَ يُرْضِيهِ إِلَّا زَوَالُهَا

انسان نعمت پر جلنے والے سے نرمی کر بھی کیسے سکتا ہے؟ جبکہ وہ زوال نعمت سے کم پر راضی ہی نہیں ہوتا

أَرَاهُ طَعَاماً وَبِيلاً

روى أنّ الخليفة الرّشيد أمر ببدرة فيها عشرة آلاف درهم للشّافعیؒ ،فأخذها الإمام ثم أعطاها للحاجب، و كتب على بدرة المال قوله :

۱ ذُلُّ الحَيَاةِ وَهَوْلُ المَمَاتِ كُلًّا أَرَاهُ طَعَاماً وَبِيلاً

زندگی میں ذلت اور موت کے وقت کی گھبراہٹ دونوں کی وجہ سے اس کے کھانے کو میں مہلک گردانتا ہوں

۲ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ غَيْرُ إِحْدَاهُمَا فَسَيْرٌ إِلَى المَوْتِ سَيْراً جَمِيلاً

اس لئے کہ جب ان دونوں میں سے ایک بھی نہیں ہوتا تو موت کا سفر آسان ہو جاتا ہے

۱۔دَارَيْتُ : دَارَى، مُدَارَاةً، ہُ، باہم نرمی کرنا، دھوکا دینا۔ عَزَّ مَنَالُهَا: اشتَدَّ وَصعب نيلها.

۱۔ طَعَاماً وَبِيلاً : الوَبِيْلُ سخت، مَرْعٰی وبیل، مضر صحت چراگاہ، طَعَامٌ وَبِيلٌ، وہ کھانا جسکے ضرر کا اندیشہ ہو۔

لَعَلَّهُ

قيل: استعار الإمام الشّافعیؒ، من محمد بن الحسن الكوفی الفقيہؒ، تلميذ أبی حنيفةؒ شيئا من كتبه، فلم يسعفه به فكتب إليه الشّافعیؒ :

١ قُلْ لِلَّذِي لَمْ تَرَ عَيْناً ... مَنْ رَآهُ مِثْلَهُ

میری بات اس شخص کو پہونچا دو کہ ... دیکھنے والی آنکھ نے اس جیسا باکمال نہیں دیکھا

٢ وَمَنْ كَأَنَّهُ مَنْ رَآهُ ... قَدْ رَأىٰ مَنْ قَبْلَهُ

اور جسکو بھی اسے دیکھنے کا شرف ملا ... اسنے گویا متقدمین کو دیکھ لیا

٣ لِأَنَّ مَا يَجُنُّهُ ... فَاقَ الْكَمَالَ كُلَّهُ

اس لئے کہ جو کمال انکی ذات میں مخفی ہے ... وہ جملہ کمالات سے بڑھکر ہے

٤ الْعِلْمُ يَنْهىٰ أَهْلَهُ ... أَنْ يَمْنَعُوهُ أَهْلَهُ

علم صاحب علم کو نہی کرتا ہے ... علم کو مستحق علم سے روکنے کی

٥ لَعَلَّهُ يَبْذُلُهُ ... لِأَهْلِهِ لَعَلَّهُ

ممکن ہے آپ سے علم حاصل کرنے والا ... آگے اسکے مستحق تک پہونچادے

٣ـ **يَجُنُّهُ** : جَنَّ (ن) جَناً وجُنُوناً، اللَّيلُ ،الشَّيُ وعليه، ڈھانپنا، چھپانا، اللَّيلُ، رات کا تاریک ہونا، الجَنِين فی الرّحم، بچہ کا رحم میں چھپ جانا۔

٥ـ **لَعَلَّهُ** : لَعَلَّ، حرف مشبّه بالفعل للترجّی، وهو طلب الأمر المحبوب، لعلَّ الحبيب قادم، وللإشفاق وهو الحذر من وقوع المكروه، لعلَّ الشّدّة نازلة، ويجوز حذف حرفها الأول، فيقال علَّ، وإذا اتَّصلت بها ياء المتكلم كثر تجريدها من نون الوقاية فيقال، لعلّی.

حُبُّکُم فَرُضٌ

قال الإمام الشّافعیؒ ، یعبّر عن حبّ آل رسول الله ﷺ:

۱ یَـا آلَ بَیْـتِ رَسُـولِ الـلّٰـهِ حُبُّـکُـمُ فَـرُضٌ مِـنَ الـلّٰـهِ فِـی القُرآنِ أَنُزَلَـهُ

اے آل رسول ﷺ آپ سے محبت رکھنا بحکم قرآن امت پر فرض ہے

۲ یَـکُـفِیُـکُـمُ مِـنُ عَـظِیـمِ الفَخُرِ أَنَّکُمُ مَـنُ لَـمُ یُـصَـلِّ عَـلَـیُـکُـمُ لاَ صَـلَوةَ لَـهُ

تمہارا عظیم المرتبت ہونا اسی سے سمجھ میں آجاتا ہے کہ جو تم پر صلوۃ نہ بھیجے اسکی نماز تام نہیں ہوتی

۱۔ **حُبُّکُم فَرُضٌ:** من فرضیة الحبّ إشارة إلی الآیة الکریمة ﴿إنّما یُرِیدُ اللّٰهُ لِیُذُهِبَ عَنُکُمُ الرِّجُسَ أَهُلَ البَیُتِ ویُطَهِّرَکُم تَطُهِیُرًا﴾ (الاحزاب : ۳۳)

۲۔ **لاصلوة لَهُ** : اشارة إلی الآیة الکریمة ﴿إنَّ اللّٰه وَمَلائِکَتَهُ یُصَلُّونَ عَلَی النَّبِیِّ، یَاأَیُّهَا اللَّذِینَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَیُهِ وَسَلِّمُوا تَسُلِیُمَا﴾

قَافِیَةُ المیم

مُهلِكَةُ الأَنَامِ

١ ثَلاثٌ هُنَّ مُهْلِكَةُ الأَنَامِ وَدَاعِیَةُ الصَّحِیحِ إِلٰی السَّقَامِ

تین چیزیں لوگوں کے لئے باعث ہلاکت ہیں اور تندرست کو بیماری کی طرف لے جانے والی ہیں

٢ دَوَامُ مُدَامَةٍ وَدَوَامُ وَطْءٍ وَإِدْخَالُ الطَّعَامِ عَلٰی الطَّعَامِ

شراب نوشی کا دوام، کثرت جماع اور ایک کھانا ہضم ہونے سے پہلے دوسری بار کھانا

تشریح: یعنی جو شخص شراب کا عادی، کثرتِ جماع کا خوگر ہو اور بغیر بھوک کے کھانے پر کھانا کھاتا رہتا ہو، تو وہ ہلاک ہو کر رہیگا۔

١۔ **الأَنَامُ** : الخَلْقُ، لوگ، ابن آدم۔

السَّقَامُ :سَقِمَ (س) وسَقُمَ (ک) سَقْماً وسُقْماً وسَقَاماً وسَقَامَةً، بیمار ہونا، بیماری کا دراز ہونا، صفت، سَقِیمٌ، ج، سِقَامٌ وسُقَمَاءُ، کَلامٌ سَقِیمٌ، نادرست کلام، مَکَانٌ سَقِیمٌ، خوفناک جگہ، هو سقیم الصّدر علی أخیه، وہ اپنے بھائی سے کینہ رکھتا ہے، المِسْقَامُ، بہت بیمار رہنے والا۔

٢۔ **مُدَامَة** :الخمرُ، شراب۔

العِفَّةُ

١ عِفُّوا تَعِفُّ نِسَائُكُمْ فِي الْمَحْرَمِ — وَتَجَنَّبُوا مَالاَ يَلِيقُ بِمُسْلِمِ

تم پاکدامنی اختیار کرو تمہاری عورتیں پاکدامن رہیگی — اوران امور سے بچو جو مسلمان کی شان کو زیبا نہیں

٢ إِنَّ الزِّنَا دَيْنٌ فَإِنْ أَقْرَضْتَهُ — كَانَ الزِّنَا مِنْ أَهْلِ بَيْتِكَ فَاعْلَمِ

زنا قرض کی طرح ہے اگر تو اسکا مرتکب ہوا — تو بدلے میں وہ لوٹ کر تیرے گھر بھی آئیگا یہ جان لے

٣ يَا هَاتِكاً حُرَمَ الرِّجَالِ وَقَاطِعاً — سُبُلَ الْمَوَدَّةِ عِشْتَ غَيْرَ مُكَرَّمِ

اے لوگوں کی آبرو پر ہاتھ ڈالنے والے اور محبت کی — راہوں کو قطع کرنے والے تو زمانے میں رسوا ہوگا

٤ لَوْ كُنْتَ حُرّاً مِنْ سُلاَلَةِ مَاجِدٍ — مَا كُنْتَ هَتَّاكاً لِحُرْمَةِ مُسْلِمِ

اگر تو شریف اور باعزت خاندان کا فرد ہوتا — تو کسی مسلمان کی آبروریزی نہ کرتا

٥ مَنْ يَزْنِ يُزْنَ بِهِ وَلَوْ بِجِدَارِهِ — إِنْ كُنْتَ يَاهَذاَ لَبِيباً فَافْهَمِ

جو زنا کریگا اسکے یہاں ہوگا چاہے دیوار کی اوٹ میں ہو — اے آدمی اگر تو عقلمند ہے تو اسے اچھی طرح سمجھ لے

١۔ **عِفُّوا** : عَفَّ (ض) عَفًّا وعِفَّةً وعَفَافاً وتعَفَّفَ، حرام یا غیر مستحسن کام سے رکنا، پاک دامن ہونا، صفت مذکر، عَفِيفٌ وعِفٌّ، ج، اَعِفَّةٌ وَاَعِفَّاءُ، مؤنث، عَفِيفَةٌ وعِفَّةٌ، ج، عَفِيفَاتٌ وعِفَّاتٌ، عَفَّ عن كذا، باز رهنا، **العِفَّةُ**، مصدر، پارسائی، پاکدامنی۔

٢۔ **الزِّنَا** : يمدّ ويقصر، وطئ المرأة فى قبلها وطياً خالياً من الملك والشبهة (لغة الفقهاء) زَنَى (ض) زِنيً وزِنَاءً، زنا کرنا، صفت، زَان، ج، زُنَاةٌ، مؤنث، زَانِيةٌ، ج، زَوَان.

٣۔ **هَاتِكاً** : هَتَكَ (ض) هَتْكاً، السّتر ونحوه، پردہ پھاڑنا، بےعزتی کرنا، هتك الله ستر الفاجر. اللہ بدکار کو ذلیل ورسوا کرے، هُتِكَ عرشه، اسکی عزت جاتی رہی۔

حُرَم : الحُرْمَةُ والحُرُمَةُ، ذمّہ، ہیبت، ہر وہ حق اللہ جسکی رعایت لازم ہو، حصہ، باحرمت شیئ، حرمة الرجل، بیوی، ج، حُرَمٌ وحُرَمَاتٌ وحُرُمَاتٌ.

٤۔ **سُلاَلَةٌ** : النَّسل والولد، يقال هومن سلالة طيّبة أى من نسل طيّب.

٥۔ **الجدارُ** : دیوار، ج، جُدُرٌ، جج، جُدْرَانٌ. **اللَّبِيبُ** : عقلمند، ج، اَلِبَّاءُ، مؤنث، لَبِيلَةٌ، ج، لَبِيبَاتٌ ولَبَائِبُ.

مَجْدُ العِلْمِ

وقال الشافعیؒ ، يصف فضل العلم، ويبيّن أهمية العلم فى رفع مكانة الإنسان :

١ رَأَيْتُ العِلْمَ صَاحِبُهُ كَرِيمٌ — وَلَوْ وَلَدَتْهُ آبَاءٌ لِئَامُ

میں نے دیکھا کہ حامل علم باعزت ہوتا ہے — اگر چہ اسے کمینے ماں باپ نے جنا ہو

٢ وَلَيْسَ يَزَالُ يَرْفَعُهُ إلى أَنْ — يُعَظِّمَ أَمْرَهُ القَومُ الكِرَامُ

اور ہمیشہ اسے بلندیوں پر پہونچا تا رہتا ہے — یہاں تک کہ شرفاء اسکا حکم تعظیما بجالاتے ہیں

٣ ويَتَّبِعُونَهُ فِی كُلِّ حَالٍ — كَرَاعِي الضَّأْنِ تَتْبَعُهُ السَّوَامُ

اور ہر حال میں اسکی اسطرح اتباع کرتے ہیں — جیسے مویشی چرواہے کی اتباع کرتے ہیں

٤ فَلَوْلا العِلْمُ مَاسَعِدَتْ رِجَالٌ — وَلا عُرِفَ الحَلاَلُ وَلاَ الحَرَامُ

اگر علم نہ ہوتا تو لوگ سعادت کا حصول نہ کر پاتے — اور حلال وحرام میں تمیز بھی نہ رہتی

١ـ **لِئَامُ** :اللَّئِيمُ، کمینہ،بخیل، دَنِیُّ الأصل، بہت زیادہ حریص، ذلیل، ج،لِئَامٌ ولُؤَمَاءُ ،لَأماً ولَآّمَ تَلْئِيماً، الرّجل، کمینگی کی طرف نسبت کرنا،

٣ـ **السَّوَامُ** :السَّائِمَةُ والسَّوَامُ، چرنے والا اونٹ، جانور، ج، سَوَائِمُ.

٤ـ **سَعِدَتْ** : سَعِدَ (س) و سُعِدَ سَعَادَةً ،نیک بخت ہونا،صفت،سَعِيدٌ، ج، سُعَدَاءُ ومَسْعُودٌ،ج، مَسَاعِيدُ.

إِخْتِيَارُ الأَصدِقَاءِ

١ صَدِيُقُکَ مَنْ يُعَادِي مَنْ تُعَادِي — بِطُولِ الدَّهْرِ مَا سَجَعَ الحَمَامُ

تیرا دوست وہ ہے جو تیرے دشمن کو دشمن جانے — اس وقت تک جب تک کہ کبوتریاں گاتی رهیں

٢ وَيُوفِي الدَّينَ عَنکَ بِغَيْرِ مَطْلٍ — وَلاَ يَمُنُنْ بِهِ أَبَداً دَوَامُ

اور جو بلا پس وپیش تیرا قرض ادا کردے — اور اسپر کبھی بھی احسان نہ جتائے

٣ فَإِنْ صَافَی صَدِيُقُکَ مَنْ تُعَادِي — وَيَفْرَحُ حِينَ تَرْشُقُکَ السِّهَامُ

اگر تیرا دوست تیرے دشمن سے محبت رکھتا ہو — اور تجھ پر دشمن کے تیر چلنے پر خوش ہوتا ہو

٤ فَذَاکَ هُوَ العَدُوُّ بِغَيْرِ شَکٍّ — تَجَنَّبُهُ فَصُحْبَتُهُ حَرَامُ

ایسا آدمی یقیناً تیرا دشمن ہے — تو اس سے پرہیز کر اور اسکی صحبت کو حرام سمجھ

٥ فَإِنَّا قَدْ سَمِعْنَا بَيْتَ شِعْرٍ — شَبِيُهَ الدُّرِّ زَيَّنَهُ النِّظَامُ

اس لئے کہ ہم نے ایک بہترین شعر سنا ہے — جو قافیہ بندی میں موتیوں کے ہار سے مشابہ ہے

٦ إِذَا وَافٰی صَدِيُقُکَ مَنْ تُعَادِي — فَقَدْ عَادَاکَ وَانْفَصَلَ الكَلاَمُ

جب تیرا دوست تیرے دشمن سے وفاداری کرے — تو بات ختم ہوگئی وہ تیرا دوست نہیں دشمن ہے

١ـ **سَجَعَ**: (ف) سَجعاً، الخطيبُ، مقفّٰی کلام بولنا،صفت، ساجِعٌ، سَجَّاعٌ، وسَجَّاعَةٌ، الحمامة، کبوتر کا کوکو کرنا،صفت، سَاجِعَةٌ وسَجُوعٌ، ج،سُجَّعٌ وَسَوَاجِع، النَاقَة،اونٹنی کا لمبی آواز نکالنا۔

٣ـ **صَافٰی** : صَافٰی،مُصَافَاةً، فلانا ،خالص محبت کرنا، تَصَافَی ، القوم، بعض کا بعض سے خالص محبت کرنا، الصَفْوُ ، مصدر،خالص محبت، الصَّفوةُ والصُّفوةُ، من کل شيئ، خالص اورعمدہ.

تَرْشُقُکَ : رَشَقَهُ(ن) رَشْقاً، بالسّهم، تیر مارنا، ببصره، گھور کے دیکھنا، بلسانه،طعن وتشنیع کرنا، کہا جاتا ہے'' إيَّاکَ ورشَقات اللّسان'' زبان کی طعن وتشنیع سے اپنے آپکو بچاؤ۔

٥ـ **النِّظَامُ** : نَظَمَ (ض) نَظماً ونِظَاماً، اللُّؤلُؤ ونحوه، موتی پرونا۔آراستہ کرنا،مزیّن کرنا. الشيئ إلی الشيئ، ترتیب دینا،کسی چیز کو کسی چیز سے جوڑنا۔

بِهِمُ غَفُلَةٌ

حدّث أبو الحسن الصابونجی المصری قال ، رأیت قبرأبی عبدالله الشافعیؒ بمصر ،عند رأسه لوح مکتوب علیه:

۱ قَضَيْتُ نَحْبِي فَسُرَّ قَومٌ حَمْقیٰ بِهِمْ غَفْلَةٌ وَنَومُ

میری وفات پر کچھ ایسے لوگ خوش ہو گئے جو بے وقوف ہیں اور غفلت اور نیند میں پڑے ہوئے ہیں

۲ كَأَنَّ يَومِي عَلَيَّ حَتْمٌ وَلَيْسَ لِلشَّامِتِيْنَ يَومُ

گویا میری موت کا دن تو یقینی ہے اور خوش ہونے والوں کی موت کا دن ہی متعین نہیں

كَفَاكَ تَعْلِيمِی

۱ وَلَقَدْ بَلَوْتُکَ وَابْتَلَيْتَ خَلِيقَتِي وَلَقَدْ كَفَاکَ مُعَلِّمِي تَعْلِيمِی

میں آپکو آزما چکا ہوں اور آپ میری طبیعت سے واقف ہیں اور میرے استاذ کی تعلیم مجھے دوسروں سے مستغنی کر چکی ہے

۱۔ نَحْبِی: النَّحْبُ، مصدر، سخت گریہ، کھانسی، سختی، موت، مدت، وقت، بڑا خطرہ، ہمت، نفس، نیند، موٹاپا، حاجت، دلیل، تیز چال یا آہستہ چال۔ نذر، کہا جاتا ہے۔ "قَضٰی فُلاَنٌ نَحبَه، فلاں نے اپنی نذر پوری کی۔ قرآن میں ہے " فَمِنهُمْ مَنْ قَضٰی نَحْبَه"

۲۔ للشَّامِتِينَ: شَمِتَ (س) شَمَاتاً وَشَمَاتَةً، بفلان، کسی کی مصبت پر خوش ہونا، صفت فاعلی، شَامِتٌ، ج، شُمَّاتٌ اور صفت مفعولی، مَشْمُوتٌ به.

۱۔ بَلَوْتُکَ: بَلاَ (ن) بَلْواً وَبَلاءً، الرجل وابْتَلاَهُ، کسی کو آزمانا، تجربہ کرنا، امتحان لینا۔
خَلِيقَتِي : الخَلِيقَةُ، طبیعت، مخلوق، فطرت، ج، خلائقُ، الخَلِيقُ، لائق، مناسب، کہتے ہیں، هو خليق به، وہ اسکے لائق ہے، کامل اخلاق والا، ج، خُلُقٌ.

بَیْنِی وَبَیْنَ اللّٰہ

۱ أَجُودُ بِمَوْجُودٍ وَلَوْ بِتُّ طَاوِیاً — عَلَی الجُوعِ کَشْحاً وَالحَشَا یَتَأَلَّمُ

میں ما حضر کی سخاوت کرتا ہوں اگر چہ میں رات — بھوک کی حالت میں گذاروں اور میرا اندرون دردمند ہو

۲ وَأُظْهِرُ أَسْبَابَ الغِنٰی بَیْنَ رِفْقَتِي — لِیَخْفَاهُمْ حَالِي وَإِنِّی لَمُعْدِمُ

اور میں دوستوں کے درمیان اسبابِ غنی کا اظہار کرتا ہوں — تا کہ میری تنگدستی ان سے مخفی رہے

۳ بَیْنِی وَبَیْنَ اللّٰہِ أَشْکُو فَاقَتِي — حَقِیقاً فَإِنَّ اللّٰہَ بِالحَالِ أَعْلَمُ

اور میں حقیقت حال کا اظہار اللہ تعالی کے سامنے کرتا ہوں — کیونکہ وہ تو میرے حال سے بخوبی واقف ہے

۱ـ **طَاوِیاً**: طَوِیَ (س)طَوًی وَاطْوٰی، بھوکا ہونا،صفت، طیّان وطَوٍ وطَاوٍ، مؤنث،طَوِیاً وَطَوِیَّۃً، طَاوِیَۃً.

کَشْحاً: کَشِحَ(س) کَشْحاً، درد پہلووالا ہونا، الکَشْحُ، پہلوکی بیماری، پہلو، ج، کُشُوح.

الحَشَا : پسلیوں کےاندرکی چیزیں، پیٹ کے اندرکی چیزیں، ج، اَحْسَاء.

۲ـ **لَمُعْدِمُ**: اَعْدَمَ ،اِعْدَاماً، الرَّجل، محتاج ہونا،صفت، مُعْدِمٌ وعَدِیمٌ ،ہ،الشیئ، محروم کردینا۔

الأَسمَاءُ الحُسنٰی

١ بِمَوْقِفِ ذُلّي دُونَ عِزَّتِکَ العُظمٰی — بِمَخْفِيِّ سِرٍّ لاَ أُحِیطُ بِهِ عِلْمَا

تیری عظیم ذات کے سامنے عجز وانکساری کے اظہار کے ذریعہ — ان مخفی رازوں کے صدقے جہاں تک میرے علم کی رسائی نہیں

٢ بِإِطْرَاقِ رَأْسِي ،بِاعْتِرَافِي بِذِلَّتِي — بِمَدِّیَدِي، أَسْتَمْطِرُ الجُودَ والرُّحْمٰی

سر جھکاتے ہوئے، اپنی ذلت کا اظہار کرتے ہوئے — دست سوال پھیلا کر رحم وکرم کی التجا کرتا ہوں

٣ بِأَسْمَائِکَ الحُسنٰی الَّتِی بَعضُ وَصْفِهَا — لِعِزَّتِهَا یَسْتَغْرِقُ النَّثْرَ والنَّظْمَا

آپکے ان اسماء حسنٰی کے وسیلے سے جسکی عظمت کے — تھوڑے سے ذکر میں سارے نظم ونثر ختم ہو جائے

٤ بِعَهْدٍقَدِیمٍ مِنْ أَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ — بِمَنْ کَانَ مَکْنُوناً فَعُرِّفَ بِالأَسْمَا

عہد الست کے اس عہد قدیم کے واسطے سے — اس عظیم ذات سے جو مخفی تھی اور اسماء حسنی سے جانی گئی

٥ أذِقْنَا شَرَابَ الأُنسِ یَامَنْ إِذَا سَقٰی — مُحِبًّا شَرَاباً لاَ یُضَامُ وَلاَ یَظْمَا

ہمیں بھی شراب محبت پلائے وہ عظیم ذات — کہ جسکا پلایا ہوا نہ کبھی رسوا ہوتا ہے نہ پیاسا

١ـ **بِمَوْقَفِ ذُلّي**: التَّذلّل لله عزّ وجلّ.

٢ـ **إِطْرَاقِ رَّاسِی** :کنایة عن الخشوع والخضوع. **أَسْتَمْطِرُ** : اِسْتَمْطَرَ اللّٰه، اللہ تعالی سے بارش مانگنا. **الجُود**: طلب العطاء والکرم. **الرُّحْمٰی** : رقة القلب والانعطاف، الذی یقتضی المغفرة والإحسان، الرَّحْمَة والرُّحْمُ والرُّحْمٰی، نرم دلی.

٣ـ **الأَسْمَاءُ الحُسْنٰی** : هی أسماء اللّٰه المأثورة وعددها تسعة وتسعون إسما منها ماهو اسم ذات، ومنها ما هو اسم صفة، قرآن میں ہے ﴿وللّٰهِ الأسْمَاءُ الحُسْنٰی﴾حدیث میں آتا ہے " إنّ لِلّٰهِ تسعة وتسعین إسماً،من أحصاها دخل الجنّة ". **النَّثْرُ** :الکلام الجیّد المرسل، بلاوزن ولاقافیة وهو غیر النظم. **النَّظْمُ** : الکلام الموزون وهوخلاف النثر.

٤ـ **أَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ** : إشارة إلی الآیة الکریمة،" أَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ ،قَالُوا بَلٰی" (سورة الاعراف: ١٧٣)

٥ـ **الأُنسِ** : والأُنْسةُ ، انسیت،مودت،محبت، أَنِسَ (س)وأَنُسَ (ک)وأَنَسَ(ض) أَنْساً وأَنَسَةً وأَنْساً ، مانوس ہونا، به وإلیه، کسی سے محبت کرنا،کسی سے دل لگنا. **یُضَامُ** : ضَامَهُ، ضَیْماً، ظلم کرنا، دباؤڈالنا، حقه،کسی کا حق کم کرلینا، الضَّیْمُ، ظلم،ج،ضُیُومُ. **یَظْماَ** : مخفف یَظْمَأُ ای یعطش.

كَانَ عَفْوُكَ أَعْظَمَا

حدّث المزنیؒ، وهو إبراهيم بن إسماعيل بن يحيى قال، دخلت على الشافعیؒ، فی مرضه الذی مات فيه، فقلت كيف أصبحت؟ قال أصبحت فی الدّنيا راحلا، وللإخوان مفارقا، ولكأس المنيّة شارباً، وعلى اللّه جلّ ذكره واردا، ولاوالله ماأدری روحی تصير إلى الجنّة أم إلى النّار؟ ثم بكى وأنشأ بقول:

١ إِلَيْکَ إِلٰـهَ الْخَلْقِ أَرْفَعُ رَغْبَتِي | وَإِنْ كُنْتُ يَا ذَا الْمَنِّ وَالْجُودِ مُجْرِماَ
بارالٰہا، آپ ہی کے حضور میں اپنی مرادیں پیش کرتا ہوں | اے احسان واکرام والے اگرچہ میں خطا کار ہوں

٢ وَلَمَّا قَسَا قَلْبِي وَضَاقَتْ مَذَاهِبِي | جَعَلْتُ الرَّجَامِنِّي لِعَفْوِکَ سُلَّمَا
اور جبکہ دل سخت اور راہیں تنگ ہوگئیں | تو میں نے آپکے عفو کی امید کو نجات کی سیڑھی بنایا

٣ تَعَاظَمَنِي ذَنْبِي فَلَمَّا قَرَنْتُهُ | بِعَفْوِکَ رَبِّي كَانَ عَفْوُکَ أَعْظَمَا
مجھے میرے گناہ بھاری معلوم ہوئے مگر جب اسکا موازنہ | آپکے عفو سے کیا تو آپکا عفو بے حد بھاری ثابت ہوا

٤ خِفِ اللّٰـهَ وَارْجُـهُ لِكُلِّ عَظِيمَةٍ | وَلاَ تُطِعِ النَّفْسَ اللَّجُوجَ فَتَنْدَمَا
اللہ سے ڈر اور مصائب میں اسی سے امیدوار رہ | اور گناہ میں ڈوبے نفس کی پیروی نہ کر کہ تجھے پچھتانا پڑے

٥ وَكُنْ بَيْنَ هَاتَيْنِ مِنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَا | وَأَبْشِرْ بِعَفْوِاللّٰهِ إِنْ كُنْتَ مُسْلِماَ
اور خوف ورجا کے درمیان قلب کی کیفیت رکھ | اور اللہ کی معافی کا امیدوار رہ اگر تو مسلمان ہے

٦ فَمَازِلْتَ ذَا عَفْوٍ عَنِ الذَّنْبِ لَمْ تَزَلْ | تَجُودُ وَتَعْفُو مِنَّةً وَتَكَرُّمَا
آپ پہلے بھی ہمیشہ گناہوں کو معاف فرماتے رہے | اور آئندہ بھی از راہ کرم وعفو بخشش فرماتے رہینگے

١۔ **رَغْبَتِي**: رَغِبَ(س) رَغَباً ورُغباً ورَغْبَةً ورُغْبَاناً، إليه، عاجزی وخواری سے مانگنا، التجا کرنا۔

٢۔ **سُلَّمَا**: السُلَّمُ، سیڑھی، مذکر، مؤنث، ج، سَلاَلِمُ، سَلاَلِيمُ، کسی چیز کی طرف وسیلہ اور سبب۔

٣۔ **تَعَاظَمَنِی** : تَعَاظَمَ، تکبر کرنا، تعاظمه الأمر ، بڑا ہونا، کہا جاتا ہے، هو أمر لا يتعاظمه الأمر، یہ معاملہ سب سے بڑا ہے۔

٤۔ **اللَّجُوج**: اللاَجُّ واللَّجُوجُ واللَّجُوجَةُ والمِلْجَاجُ، بڑا جھگڑالو، لَجَّ (ض س) لَجَجًا و لَجَاجًا وَلَجَاجَةً، ضد سے جھگڑنا، دشمنی میں مداومت کرنا، فی الأمر، لازم ہونا، به الهمّ، غم لگنا، على فلان المسئلة، اصرار کرنا اور فیصلہ میں تیزی کا مطالبہ کرنا۔

۷ فَلَوْلاکَ لَمْ یَصْمُدْ لِإِبْلِیسَ عَابِدٌ فَکَیْفَ وَقَدْ أَغْوَى صَفِیَّکَ آدَمَا

اگر آپکی رحمت نہ ہوتی تو کوئی ابلیس کے مقابل ثابت قدم نہ رہتا اور کیسے رہ پاتا؟ جبکہ اسنے توصفی اللہ آدم کوبھی بہکایا تھا

۸ فَیَا لَیْتَ شِعْرِي هَلْ أَصِیرُ لِجَنَّةٍ أَهْنَا وَإِمَّا لِلسَّعِیرِ فَأَنْدَمَا

کاش میں جانتا کہ مجھے جنت کی طرف جانا ہےتو خوش ہوتا یا جہنم کی طرف کہ ندامت کرتا

۹ فَلِلّٰهِ دَرُّ العَارِفِ النَّدْبِ إِنَّهُ تَفِیضُ لِفَرْطِ الوَجْدِ أَجْفَانُهُ دَمَا

اللہ اس نیک صفت عارف کا بھلا کرے جسکی پلکیں فرط وجد سے خون کے آنسو بہاتی ہیں

۱۰ یُقِیمُ إِذَا مَاالَّیْلُ مَدَّ ظَلامَهُ عَلٰى نَفْسِهِ مِنْ شِدَّةِ الخَوْفِ مَأْتَمَا

جب رات تاریکی بڑھاتی ہےتو وہ عارف کھڑا ہوکر شدت خوف سے اپنے آپ پر ماتم کرتا ہے

۱۱ فَصِیحاً إِذَا مَاکَانَ فِي ذِکْرِ رَبِّهِ وَفِي مَاسِوَاهُ فِي الوَرَى کَانَ أَعْجَمَا

اپنے رب کے ذکر میں تو وہ فصیح اللسان ہوتا ہے اور ماسوائے رب کی تعریف میں گونگا بن جاتا ہے

۱۲ وَیَذْکُرُ أَیَّاماً مَضَتْ مِنْ شَبَابِهِ وَمَاکَانَ فِیهَا بِالجَهَالَةِ أَجْرَمَا

وہ اپنی جوانی کے بیتے دن یاد کرتا ہے اورنادانی کے سبب کئے جرموں کوبھی یاد کرتا ہے

۷۔ **لَمْ یَصْمُد**: لَمْ یَثْبُت، ورد هذا البیت فی اسعاف الراغبین بهذا النص، ''فلولاک لم یسلم من إبلیس عابدٌ.

صَفِیُّکَ : الصَفِیُّ، مخلص دوست، ج، أصفِیاءُ، مؤنث، صَفِیَّة، الصفِیُّ من الغَنِیمَة، مال غنیمت کاوہ حصہ جورئیس اپنے لئے مخصوص کرلے۔

۹ــــ **النَّدْبُ** : مصدر، فضیلتوں کی طرف پیش قدمی کرنے والا، شریف، چست، ذھین، دانا، حاکم، ج، نُدُوبٌ ونُدَباءُ، فَرَسٌ نَدْبٌ، تیز گھوڑا۔

۱۰۔ **المَأْتَمُ**: لوگوں کے جمع ہونے کی جگہ اوراسکا اطلاق بیشتر ایسے مجمع پر ہوتا ہے جواظہار غم کے لئے جمع ہو، ج، مآتِمُ.

١٣ فَصَارَ قَرِيْنَ الهَمِّ طُولَ نَهَارِهِ أَخَا السُّهْدِ والنَّجْوٰى إِذَا اللَّيْلُ أَظْلَمَا

ان گناہوں کے بسبب دن بھر غمگین رہتا ہے اور پوری رات رب کے سامنے بیداری اور سرگوشی میں گذارتا ہے

١٤ يَقُولُ حَبِيبِي أَنْتَ سُؤْلِي وَبُغْيَتِي كَفٰى بِکَ لِلرَّاجِينَ سُؤْلاً وَمَغْنَمَا

کہتا ہے اے حبیب آپ ہی میری منزل ومراد ہیں امیدواروں کے لئے آپکی ذات کافی کارساز ومددگار ہے

١٥ أَلَسْتَ الَّذِي غَذَّيْتَنِي وَهَدَيْتَنِي وَلاَ زِلْتَ مَنَّاناً عَلَيَّ وَمُنْعِمَا

کیا آپ ہی نے مجھے روزی اور ہدایت اسلام نہیں دی؟ اور آپکے احسان وانعام مجھ پر لازوال نہیں ہیں؟

١٦ عَسَى مَنْ لَهُ الإِحْسَانُ يَغْفِرُ زَلَّتِي وَيَسْتُرُ أَوْزَارِي وَمَاقَدْ تَقَدَّمَا

امید ہے کہ اسکے احسانات میری لغزشیں معاف فرمادے اور میرے اگلے پچھلے گناہوں کو اسکی رحمت ڈھانپ لے

١٧ تَعَاظَمَنِي ذَنْبِي فَأَقْبَلْتُ خَاشِعاً وَلَولاَ الرِّضَا مَاكُنْتَ يَارَبِّ مُنْعِماَ

بھاری گناہوں کے احساس کے ساتھ روتے ہوئے حاضر ہوا ہوں اے رب رضا کار پروانہ نہ ملاتو آپکی ذات منعم نہیں

١٨ فَإِنْ تَعْفُ عَنِّي تَعْفُ عَنْ مُتَمَرِّدٍ ظَلُومٍ غَشُومٍ لا يَزَايِلُ مَأْثَمَا

اگر آپ معافی دینگے تو ایک ایسے سرکش وظالم کو معافی دینگے جو زندگی بھر گناہوں میں پڑا رہا

٧ـ **السُّهُدُ** : والسُّهَادُ، بےخوابی، السُّهُدُ، جاگنے والا، کم نیندوالا، سَهِدَ (س) سَهْداً وسَهَّدَ، جاگتے رہنا، کم نیندوالا ہونا۔

١٦ـ **أَوْزَارِی**: الوِزْرُ کی جمع، گناہ، بوجھ، أوزار الحرب، جنگی سامان، وضعت الحرب أوزارها، لڑائی ختم ہوگئی.

١٨ـ **غَشُوم**: الغَاشِمُ والغُشُوم والغَشَّامُ، غاصب، ظالم، غَشَمَه، (ن،ض) غشْمًا وتَغَشَّمَه، ظلم کرنا۔

۱۹ وَإِنْ تَنْتَقِمْ مِنِّي فَلَسْتُ بِآيِسٍ وَلَو أَدْخَلُوا نَفْسِي بِجُرْمٍ جَهَنَّمَا

اگرانتقام لیں تو بھی میں آپکی رحمت سے مایوس نہیں اگرچہ فرشتے جرم کے سبب مجھے جھنّم میں ڈال دیں

۲۰ فَجُرْمِي عَظِيمٌ مِنْ قَدِيمٍ وَحَادِثٍ وَعَفْوُكَ يَأْتِي العَبْدَ أَعْلٰى وَأَجْسَمَا

میرے نئے پرانے گناہ بہت زیادہ ہیں اور آپکی معافی بندے کے پاس اس سے بھی وسیع و عریض بنکر پہونچتی ہے

۲۱ حَوَالَيَّ فَضْلُ اللّٰهِ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ وَنُورٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ يَفْتَرِشُ السَّمَا

مجھے ہر چہار جانب سے فضل خداوندی نے گھیر لیا ہے اور رحمٰن کا نور یہاں سے آسمان تک پھیلا ہوا ہے

۲۲ وَفِي القَلْبِ إِشْرَاقُ المُحِبِّ بِوَصْلِهِ إِذَا قَارَبَ البُشْرٰى وَجَازَ إِلٰى الحِمٰى

اور دل میں محبوب کے لقاء کی روشنی طلوع ہو رہی ہے بشارت کو پانے اور سرحد کو پار کرنے کا وقت قریب ہے

۲۳ حَوَالَيَّ إِينَاسٌ مِنَ اللّٰهِ وَحْدَهُ يُطَالِعُنِي فِي ظُلْمَةِ القَبْرِ أَنْجُمَا

میرے اردگرد اللہ وحدہ لاشریک لہ، کی اُنسیت ہے جو ظلمت قبر میں ستاروں کی طرح نظر آتی ہے

۲٤ أَصُونُ وِدَادِي أَنْ يُدَنِّسَهُ الهَوٰى وَ أَحْفَظُ عَهْدَ الحُبِّ أَنْ يَتَثَلَّمَا

میں محبت الٰہی کو خواہشات کے میل سے بچاتا ہوں اور عہد محبت کو ٹوٹنے سے محفوظ رکھتا ہوں

۲۵ فَفِي يَقْظَتِي شَوْقٌ وَفِي غَفْوَتِي مُنىً تَلاَحَقَ خَطْوٰى نَشْوَةً وَتَرَنُّمَا

بیداری میں میرا اشتیاق اور غفلت میں تمنا میرے ساتھ مست و مترنّم چلتے رہتے ہیں

۲٦ وَمَنْ يَعْتَصِمْ بِاللّٰهِ يَسْلَمْ مِنَ الوَرٰى وَمَنْ يَرْجُهُ هَيْهَاتَ أَنْ يَتَنَدَّمَا

جو اللہ کی رسّی تھام لے مخلوق سے محفوظ رہتا ہے جو اس سے امید لگا تا ہے پچھتاوا اس سے بہت دور رہتا ہے

۲۰ـ **أَجْسَمَا:** جَسُمَ (ک) جَسَامَةً، تناور ہونا، موٹا ہونا، مضبوط ہونا، الأَجْسَمُ، تناور اور بڑا۔ صفت، جُسَام، جَسِيم، ج، جَسَامٌ. مؤنث، جُسَامَه، جَسِيمة.

۲٤ـ **يَتَثَلَّمَا:** ثَلَمَ (ض) ثَلْماً وَثَلِمَ (س) ثَلَماً وَتَثَلَّمَ، رخنہ ڈالنا، الثَّلْمَ، ج، اَثلامٌ وثُلْمَةٌ فی الحائط و نحوہ، شگاف، رخنہ، خلل، ٹوٹی ہوئی جگہ۔

۲۵ـ **غَفْوَتِي:** الغَفْوَةُ، اونگھ، نیند کی جھپکی، غَفَا يَغْفُوا غَفْواً وغُفُوًّا، اونگھنا، ہلکی نیند لینا۔

فَضلُ العِلمِ

١ العِلمُ مِنْ فَضلِهِ لِمَنْ خَدَمَهُ — أَنْ يَجعَلَ النَّاسَ كُلُّهُم خَدَمَهُ

علم کا کمال یہ ہیکہ جو بھی اسکا حق ادا کرتا ہے — تمام لوگوں کو اس آدمی کا خادم بنا دیتا ہے

٢ فَوَاجِبٌ صَونُهُ عَلَيهِ كَمَا — يَصُونُ فِي النَّاسِ عِرضَهُ وَدَمَهُ

صاحب علم پر علم کی حفاظت ایسی ہی ضروری ہے — جیسے آدمی لوگوں سے اپنی جان اور عزت کی حفاظت کرتا ہے

٣ فَمَنْ حَوىٰ العِلمَ ثُمَّ أَودَعَهُ — بِجَهلِهِ غَيرَ أَهلِهِ ظَلَمَهُ

جس شخص نے علم حاصل کر کے اسے حوالے کر دیا اپنی — نادانی کے سبب نا اہل کو اسنے علم پر زیادتی کی

٤ وَكَانَ كَالمُبتَنِي البِنَاءَ إِذَا — تَمَّ لَهُ مَا أَرَادَهُ هَدَمَهُ

اور وہ اس عمارت بنانے والے کی طرح ہے جو — پلان کے مطابق عمارت بنانے کے بعد گرا دے

٧۔ حَوَی: حَوَی (ض) حَوَايَةً وَحَياً الشيئ، جمع کرنا، حَوَّاهُ، حَوِيَّةً، قبضہ کرنا۔

العِلْمُ فِی غَيْرِ أَهْلِهِ

إنّ الإمام الشافعیؒ لمّا دخل مصر، أتاه أصحاب الإمام مالکؒ ،وأقبلوا عليه ، فلماّ أن رأوه يخالف مالكاً وينقض،جفوه وتنكّرو له ، فأنشأ بقول:

١ أأَنْثُرُ دُرًّا بَيْنَ سَارِحَةِ البَهَمْ ۔ وَأَنْظِمُ مَنْثُوراً لِرَاعِيَةِ الغَنَمْ

کیا میں چرواہوں کے سامنے موتی بکھیروں ۔ اور کیا میں بکریاں چرانے والوں کے لئے موتی پرؤوں؟

٢ لَعَمْرِی لَئِنْ ضُيِّعْتُ فِي شَرِّ بَلْدَةٍ ۔ فَلَسْتُ مُضِيعاً فِيهِمْ غُرَرَ الكَلِمْ

بخدا اگر میں بری جگہ میں پورا ضائع کر دیا جاؤوں ۔ تو بھی میں ان پر اپنا بہترین کلام ضائع نہیں کر سکتا

٣ لَئِنْ سَهَّلَ اللّٰهُ العَزِيزُ بِلُطْفِهِ ۔ وَصَادَفْتُ أَهْلاً لِلْعُلُومِ وِلِلْحِكَمْ

اگر حق تعالیٰ اپنے لطف سے آسانی پیدا فرما دیں ۔ اور مجھے علم وحکمت کے اہل لوگ مل جائیں

٤ بَثَثْتُ مُفِيداً وَاسْتَفَدْتُ وِدَادَهُمْ ۔ وَإِلاَّ فَمَكْنُونٌ لَدَیَّ وَمُكْتَتَمْ

تو میں علم نافع کی اشاعت کر کے انکی محبت حاصل کرونگا ۔ ورنہ وہ علم میرے سینے میں محفوظ و پوشیدہ رہیگا

٥ وَمَنْ مَنَحَ الجُهَّالَ عِلْماً أَضَاعَهُ ۔ وَمَنْ مَنَعَ المُسْتَوْجِبِينَ فقَدْ ظَلَمْ

جسنے جاہلوں کو علم دیا گویا علم کو ضائع کر دیا ۔ اور جسنے مستحقین سے علم روکا، یقیناً زیادتی کی

١۔ أَأَنْثُرُ : نَثَرَ (ن.ض) نَثْراً وِنِثَارًا، الشيئ، بکھیرنا،نثر میں کلام کرنا، نثرت المرأة بطنها، عورت کے بہت بچے ہوئے۔

سَارِحَة: السَّارِحُ، اونٹوں کو چرانے والا، چرواہا، سَرَحَتْ (ف) سَرْحاً وَسُرُوحاً، المَوَاشِی، مویشی کا چرنے کے لئے جانا۔

البَهُمُ: والبَهَمُ والبِهَامُ، گائے،بھیڑ،بکری کے بچے،واحد، البَهْمَةُ والبَهَمَةُ.

٣۔صَادَفْتُ: صَادَفَهُ، ارادہ سے یا اتفاقیہ ملاقات کرنا، تَصَادَفَا، باہم ملاقات کرنا۔

٥۔ المُسْتَوْجِبِيْن : الجديدين اللذين، يستحقون التعلم.

الجَهْلُ یَزْرِي بِأَهْلِهِ

۱ مَعَ العِلْمِ فَاسْلُکْ حَیْثُمَا سَلَکَ العِلْمُ وَعَنْهُ فَسَائِلْ کُلَّ مَنْ عِنْدَهُ فَهْمُ

علم میں تو بھی آگے بڑھ جیسے جیسے علم آگے بڑھے اور علمی سوال کرتا رہ ہر اس آدمی سے جسکے پاس سمجھ ہو

۲ فَفِیهِ جَلَاءٌ لِلْقُلُوبِ مِنَ العَمٰی وَعَونٌ عَلَی الدِّینِ الَّذِی أَمْرُهُ حَتْمُ

اس سے دلوں سے جہالت کا میل دور ہوتا ہے اور دین کے حتمی امور سمجھنے میں مدد ملتی ہے

۳ فَإِنِّي رَأَیْتُ الجَهْلَ یَزْرِی بِأَهْلِهِ وَذُو العِلْمِ فِي الأَقْوَامِ یَرْفَعُهُ العِلْمُ

میں دیکھتا ہوں کہ جہالت جاہل کو رسوا کر دیتی ہے اور علم صاحب علم کو لوگوں میں سر بلند کرتا ہے

٤ فَأَیُّ رَجَاءٍ فِي امْرِئٍ شَابَ رَأْسُهُ وَأَفْنٰی شَبَاباً وَهُوَ مُسْتَعْجِمٌ فَدْمُ

پس کیا امید اس آدمی سے جسکا سر سفید ہو گیا اور جوانی ختم ہوگئی مگر پھر بھی بے زبان اور احمق ہو

۵ وَهَلْ أَبْصَرَتْ عَیْنَاکَ أَقْبَحَ مَنْظَرًا مِنَ الشَّیْبِ لَاعِلْمَ لَدَیْهِ وَلَا حِلْمُ

تیری آنکھوں نے اس سے زیادہ قبیح منظر دیکھا ہوگا کہ ایک آدمی بوڑھا ہو جائے مگر اسکے پاس علم وحلم نہ ہو

٦ وَخَالِطْ رُوَاةَ العِلْمِ واصْحَبْ خِیَارَهُمْ فَصُحْبَتُهُمْ نَفْعٌ وَخُلْطَتُهُمْ غُنْمُ

رواۃ علم سے تعلق رکھ اور اھل علم کے ساتھ رہ انکی صحبت نافع اور انکا اختلاط مفید ہے

۷ وَلَاتَعْدُو عَیْنَاکَ عَنْهُمْ فَإِنَّهُمْ نُجُومُ هُدٰی مَامِثْلُهُمْ فِي الوَرٰی نَجْمُ

ان سے بے تعلقی نہ برت اس لئے کہ وہ ہدایت کے لاثانی و بے مثال ستارے ہیں

۸ فَوَاللّٰهِ لَوْلَا العِلْمُ مَافَصَحَ الهُدٰی وَلَا لَاحَ مِنْ غَیْبِ السَّمَاءِ لَنَا رَسْمُ

بخدا اگر علم نہ ہوتا تو ہدایت واضح نہ ہوتی اور ہم پر رازہائے خداوندی کا ایک حرف بھی نہ کھلتا

۱۔ فَاسْلُکْ: سَلَکَ (ن) سَلْکاً وسُلُوکاً، المکان، داخل ہونا، الطریق، راستے کو پکڑے ہوئے چلتے چلے جانا، المَسْلَکُ، راستہ، ج، مَسَالِکُ، المِسْلَکُ، لڑی۔

٤۔ فَدْمُ: الفَدْمُ، کلام میں عاجز بے وقوف، کم عقل، گاڑے خون والا، ج، فِدَامٌ، مؤنث، فَدْمَةَ

قَافِيَةُ النّون

اِكْرَامُ النَّفْسِ

قال الإمام الشافعیؒ، یصف قناعته وصون نفسه عن الهوان:

١ قَنِعْتُ بِالقُوتِ مِنْ زَمَانِي ۔۔۔ وَصُنْتُ نَفْسِي عَنِ الهَوَانِ

میں نے زندگی میں بقدر کفاف روزی پر قناعت اختیار کی ۔۔۔ اور اپنے نفس کو مال کے خاطر ذلیل ہونے سے بچایا

٢ خَوفاً مِنَ النَّاسِ أَنْ يَقُولُوا ۔۔۔ فَضْلُ فُلاَنٍ عَلَى فُلاَنِ

اس ڈر سے کہ لوگ ایسی باتیں کرنے لگیں ۔۔۔ کہ فلاں شخص کا فلاں پر بڑا احسان ہے

٣ مَنْ كُنْتُ عَنْ مَالِهِ غَنِيًّا ۔۔۔ فَلاَ أُبَالِي إِذَا جَفَانِي

میں جسکے مال سے بے پروا رہا ۔۔۔ اگر وہ مجھ پر جفا کرے تو مجھے کوئی پروانہیں

٤ وَمَنْ رَآنِي بِعَيْنِ نَقْصٍ ۔۔۔ رَأَيْتُهُ بِالَّتِي رَآنِي

جو شخص مجھے حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے ۔۔۔ میں بھی اسکو اسی نظر سے دیکھتا ہوں

٥ وَمَنْ رَآنِي بِعَيْنِ تَمٍّ ۔۔۔ رَأَيْتُهُ كَامِلَ المَعَانِي

اور جو شخص مجھے کمال کی نظر سے دیکھتا ہے ۔۔۔ میں بھی اسے صاحب کمال خیال کرتا ہوں

١۔ **القُوتُ**: مایقات به المرأ من طعام أو غذاء لیقیم أوده، ج،اَقْوَات، القُوتُ والقَائتُ گذارے کے لائق خوراک، کہا جاتا ہے " هوفی قائتٍ من العیش".

الهَوَانُ : الذُلُّ، هَانَ يَهُونُ هَونًا وهُونًا وهَوَانًا، الرجل،ذلّ وحقر، وفی المثل " إذا عزّ أخوک فهُنْ" ای اذا تعززوتعظّم فتذلل وتواضع، واذا عاسرک فیاسِره.

٣۔ **جَفَانِي**: جفا، نباعنه ولم يطمئن إليه وتجافی، تباعد.

طَلاقُ الوَالِي

قال الإمام الشافعیؒ ، في صديق له تولّى إمرة بعض البلاد ، فتغيّرت عاداته عمّا كانت عليه، فكتب إليه الشافعیؒ يقول :

١ إِذْهَبْ فَوُدُّکَ مِنْ فُؤَادِي طَالِقٌ — أَبَداً وَلَيْسَ طَلاقَ ذَاتِ البَيْنِ

جامیں نے تری محبت کوطلاق دیکردل سے نکال دیا ہے — اگرچہ یہ طلاق،طلاق بائنہ نہیں ہے

٢ فَإِنِ ارْعَوَيْتَ فَإِنَّهَا تَطْلِيقَةٌ — وَيَدُومُ وُدُّکَ لِی عَلَی ثِنْتَيْنِ

اگرتوراہ راست پرآجائے تو یہ ایک ہی طلاق رہیگی — اور تیری محبت مابقیہ دو پر باقی رہیگی

٣ وَإِنْ امْتَنَعْتَ شَفَعْتُهَا بِمِثْلِهَا — فَتَكُونُ تَطْلِيقَيْنِ فِي حَيْضَيْنِ

اگر بازنہیں آیاتوایک کے ساتھ دوسری بھی ملادونگا — تو یہ دوطلاقیں دوحیض میں ہوجائیگی

٤ وَ إِذَا الثَّلاثُ أَتَتْکَ مِنِّي بَتَّةً — لَمْ تُغْنِ عَنْکَ وِلَايَةُ السَّبِيْنِ

اور جب تین طلاقیں پوری ہوجائیگی — توتجھےسبین کی امارت بھی کام نہ آئیگی

١ـ طَلاقُ ذَاتِ البَيْنِ : الطلاق الذى لارجعة فيه.

٢ـ اِرْعَوَيْتَ: ارعوى عن الأذى و القبيح والجهل، كفّ عنه ورجع.

٣ـ شَفَعْتُهَا: شفع الشيئ،ضمّ مثله إليه. حيضين: الحيض حاضت المرأة حيضا ومحيضا، سال منهادم الحيض، فهى حائض، وحائضة، ج،حوائض وحُيِّض.

٤ـ السَّبِين: السَّيبُ، حيل من وراء وادى القرٰى يقال له سيبان، والسَّيبُ ايضا كورة من سواد الكوفة وفى تاريخ بغداد، نهر باالبصرة فيه قرية كبيرة، والسيب ايضا بخوازم فى ناحيتها السفلٰى، موضع أو جزيرة.

العَزَاءُ

قال الإمام الشافعیؒ ، معزّیاً عبد الرحمن بن مهدی بموت ولده :

١ إِنِّي أُعَزِّيکَ لاَ أَنِّی عَلَی طَمَعٍ مِنَ الخُلُودِ وَلٰکِنْ سُنَّةُ الدِّيْنِ

میں تعزیت پیش کرتا ہوں مگر خلود کی لالچ میں نہیں بلکہ اس لئے کہ یہ دین اسلام کا طریقہ ہے

٢ فَمَا المُعَزِّی بِبَاقٍ بَعْدَ صَاحِبِهِ وَلاَ المُعَزَّی وَإِنْ عَاشَا إِلی حِيْنِ

نہ تعزیت کنندہ باقی رہنے والا ہے اسکے دوست کے بعد نہ تعزیت کیا جانے والا اگرچہ دونوں اجل مسمّی تک زندہ رہیں

هَذَا بِذَاکَ

١ تَحَكَّمُوا فَاسْتَطَالُوا فِي تَحَكُّمِهِمْ وَعَمَّا قَلِيلٍ كَأَنَّ الأَمْرَ لَمْ يَكُنِ

لوگ متصرف الامور بنیں مگر زیادتیاں کیں تو چند ہی دنوں میں انکا تسلط ختم ہو گیا

٢ لَوْ أَنْصَفُوا، أُنْصِفُوا لكِنْ بَغَوْا فَبَغٰی عَلَيْهِمُ الدَّهْرُ بِالأَحْزَانِ والمِحَنِ

اگر انصاف کرتے تو انصاف پاتے مگر سرکشی کی تو زمانہ نے بھی ان پر آلام ومصائب سے سرکشی کی

٣ فَأَصْبَحُوا وَلِسَانُ الحَالِ يُنْشِدُهُمْ هَذَا بِذَاکَ وَلاَ عَتْبٌ عَلَی الزَّمَنِ

انکا انجام لسان حال یوں بیان کر رہی تھی یہ ظلم کا انجام ہے، زمانہ قابل ملامت نہیں

١ـ **مُعزّیک** : عَزِی عَزَاءً، صبراً حسناً علی ما أصابه، یقال أحسن الله عزائک، ای رزقک الصّبر الحسن، وعزاه صبّرهٗ وسلّاهٗ وأمرهٗ بالصبر، تعزی القوم ،تصبّروا وقالوا " إنّا لِلّٰهِ وإنّاإلَيهِ رَاجِعُون، صفت مذکر، عَزٍ، صفت مؤنث، عَزِيَّة.

١ـ **المِحُنُ** : المِحْنَةُ، آزمائش، ج، مِحَنٌ، مَحَن(ف)مَحْناً، فلانا، آزمانا، امتحن، الشيئ، آزمائش کرنا،القول، سوچنا،غورکرنا۔

٣ـ **عَتَبَ**: العَتَبُ والعَتَبَةُ، مکروہ امر،شدت،سخت زمین، عَتَبَ (ن ض) عَتْباً عُتْبَاناً مَعْتباً مَعْتَبَةً، علیه، کسی فعل پر سرزنش کرنا،خفگی ظاہر کرنا

كَيْفَ تَنَالُ العِلْم

١ أَخِي لَنْ تَنَالَ العِلْمَ إِلَّا بِسِتَّةٍ ... سَأُنَبِّيْكَ عَنْ تَفْصِيْلِهَا بِبَيَانِ

اے بھائی تو علم حاصل نہیں کرسکتا مگر چھ چیزوں کے ذریعہ ... میں تجھے وہ تفصیلا بتانا چاہتا ہوں

٢ ذَكَاءٌ وَحِرْصٌ وَاجْتِهَادٌ وَبُلْغَةٌ ... وَصُحْبَةُ أُسْتَادٍ وَطُولُ زَمَانِ

ذکاوت، علم کی حرص، محنت اور گذارے کا سامان ... استاذ کی صحبت اور زمانۂ دراز تک حصول علم

تشریح: مطلب یہ کہ علم کے لئے ذکاوت کا ہونا ضروری ہے، غبی آدمی علم حاصل نہیں کرسکتا، اسی طرح علم کی طلب اور حرص بھی ہو اور پھر سخت محنت کرے، زندگی کی ضروریات میں سے بہ قدر ضرورت مال بھی میسّر ہو، استاذ کی صحبت میں رہ کر علم حاصل کرتا ہو اور علم کے لئے لمبی مدت صرف کرے؛ تو علم میں پختگی آئے گی۔

١۔ **ذَكَاءُ:** ذَكَى يَذْكَى وذَكِيَ يَذْكَى وذَكُوَ يَذْكُو ذَكَاءً، تیز خاطر ہونا، صفت، ذكيٌّ، مؤنث، ذَكِيَّةٌ، ج، اذْكِيَاءُ.

٢۔ **بُلْغَةٌ:** الكفاية وماتصل به إلى المراد من غيرزيادة، البُلْغَة، والبَلاَغُ والتَبَلُّغَ، گذارہ کی مقدار۔

وَسُوَاسُ الشَّيَاطِينِ

قال الإمام الشافعیؒ، إذا رأیت رجلا من أصحاب الحدیث، فکانّمأ رأیت رجلا من أصحاب رسول الله ﷺ، جزاهم الله خیرا، حفظوا لنا الأصل، فلهم علینا الفضل:

١ کُلُّ العُلُومِ سِوَى القُرآنِ مَشْغَلَةٌ ‌ ‌ إِلَّا الحَدِيثُ وَعِلْمُ الفِقْهِ فِي الدِّينِ

سوائے قرآن کے جملہ علوم دنیویہ مشغلہ ہیں ‌ ‌ ہاں مگر علم حدیث اور علم فقہ

٢ العِلْمُ مَاكَانَ فِيهِ قَالَ حَدَّثَنَا ‌ ‌ وَمَا سِوىٰ ذَاكَ وَسُوَاسُ الشَّيَاطِينِ

علم تو وہ ہے جسمیں 'و به قال حدّثنا' کا ذکر ہو ‌ ‌ اسکے علاوہ شیاطین کے وساوس ہیں

تشریح: امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جب تم حدیث شریف سے مشغلہ رکھنے والے کسی عالم کو دیکھو تو سمجھو کہ گویا تم رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ میں سے کسی کو دیکھ رہے ہو، اللہ تعالیٰ ان حضرات کو بہترین بدلہ عطا فرمائے کہ انہوں نے ہمارے دین کی اصل کو باقی رکھا ہے، اوران حضرات کا ہم پر اور دین پر بڑا احسان وفضل ہے۔

١۔ **مَشْغَلَةٌ** : کل ما یشغل المرأ عمّا هوأوجب فیضیع فرصة الانتفاع به.

٢۔ **الوَسْوَاسُ**: وَسْوَسَ کا اسم، شیطان، ایک مرض جو غلبۂ سوداء کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے، دل من جو برائی یا بے نفع بات گذرے اسپر بھی اطلاق ہوتا ہے، ج، وَسَاوِسُ.

جُنُونُ الجُنُونِ

قال الرّبیع بن سلیمانؒ ، کنت عند الشافعیؒ ،فجاء رجل، فکلّمه بکلام، فأنشأ الشّافعیؒ یقول:

۱ جُنُونُکَ مَجْنُونٌ وَلَسْتَ بِوَاجِدٍ طَبِیباً یُدَاوِي مِنْ جُنُونِ الجُنُونِ

تیرا جنون پوشیدہ ہے اور تو نہیں پا سکتا کوئی بھی ایسا طبیب جو مخفی جنون کا علاج کر سکے

سَأَصْبِرُ

۱ سَأَصْبِرُ لِلْحِمَامِ وَقَدْ أَتَانِي وَإِلَّا فَهُوَ آتٍ بَعْدَ حِینِ

میں موت پر صبر کرونگا جو مجھ سے بہت قریب آ چکی ہے اگر آج نہیں تو تھوڑے عرصہ کے بعد تو آنی ہی ہے

۲ وَإِنْ أَسْلَمْ یَمُتْ قَبْلِي حَبِیبٌ وَمَوتُ أَحِبَّتِي قَبْلِي یَسُونِي

اگر میں بچ گیا تو میرا حبیب پہلے وفات پائیگا اور دوستوں کا پہلے فوت ہونا بھی تو تکلیف دہ ہوتا ہے

۱۔ **جُنُونُکَ** : جَنَّ (ن) جَنًّا وجُنُوناً، اللّیل، الشیئ وعلیه ،ڈھانپنا، چھپانا، الجنین فی الرّحم، بچہ کا رحم میں چھپ جانا، جُنَّ (ن) جَنًّا وجُنُوناً، پاگل ودیوانہ ہونا،صفت،مَجنُونٌ، ج،مَجَانِینُ.

۱۔ **الحِمَامُ** : موت. **یَسُونِی** : مخفّف یَسُوءُنِی أی یُؤذینی ویُؤلمني.

الصَّمتُ أَجمَلُ

١ لاَ خَيُـــرَ فِـــي حَشْـــوِالـــكَلاَمِ إِذَا اهْتَـــدَيْـــتَ إِلٰـــى عُيُـــونِـــهُ

فضول گفتگو اچھی چیز نہیں ہے اگر چہ تو قادر الکلام ہو

٢ والـــصَّـــمُـــتُ أَجُـــمَـــلُ بِـــالـــفَتٰـــى مِـــنُ مَـــنُـــطِـــقٍ فِـــي غَيُـــرِ حِيُـــنِـــهُ

شریف آدمی کے لئے خاموشی اچھی ہے بے موقع گفتگو کرنے سے

٣ وَعَـــلَـــى الـــفَتَـــى لِـــطِـــبَـــاعِـــهِ سِـــمَةٌ تَـــلُـــوحُ عَـــلَـــى جَبِيـــنِـــهُ

اور شریف آدمی کی شرافت کی علامت اسکی پیشانی سے ظاہر ہو جاتی ہے

١۔ عُيُونِه : عيون الكلام، أفضله وأشرفه.

٣۔ سِمَةٌ : العلامة.

تَلُوحُ: لاَحَ يَلُوحُ لَوحًا، الشيئ ،واَلاَحَ اِلاَحَةً، الشيئ، ظاھر ہونا،البرق، چمکنا، النّجم،ستارے کا نکلنا روشن ہونا۔

جَبِيُنِهُ: الجَبِينُ، پیشانی، پیشانی کی طرف،ج، اَجْبُنُ وجُبُن واَجْبِنَةٌ.

لُقمَةٌ تَكفِينِي

١ رَأَيتُكَ تَكوِينِي بِمَيسَمِ مِنَّةٍ كَأَنَّكَ كُنتَ الأَصلَ فِي يَومِ تَكوِينِي

تو مجھے احسان کے آلے سے اسطرح داغ رہا ہے گویا میری پیدائش کا اصل سبب تو ہی تھا

٢ فَدَعنِي مِنَ المَنِّ الوَخِيمِ فَلُقمَةٌ مِنَ العَيشِ تَكفِينِي إِلٰى يَومِ تَكفِينِي

پس تو مجھ پر بدانجام احسان جتانا چھوڑ دے اس لئے ایک لقمہ روزی کا مجھے کفنانے کے دن تک کافی ہوسکتا ہے

شَوقٌ إِلَى غَزَّةَ

قال ياقوت الحموى، بغزة وُلِدَ الإمام أبو عبدالله محمد بن ادريس الشافعیؒ ، وانتقل طفلا إلى الحجاز ،وتعلم هناك ويروى له يذكرها:

١ وَ إِنِّي لَمُشتَاقٌ إِلَى أَرضِ غَزَّةَ وَإِن خَانَنِي بَعدَ التَّفَرُّقِ كِتمَانِي

میں ارض غزۃ کا مشتاق ہوں اگرچہ جدائی کے بعد میرے کتمان نے اس اشتیاق سے خیانت کی ہے

٢ سَقَى اللّٰهُ أَرضاً لَو ظَفَرتُ بِتُربِهَا كَحَلتُ بِهِ مِن شِدَّةِ الشَّوقِ أَجفَانِي

اللہ اسے تروتازہ رکھے، اگر اسکی مٹی مجھے مل جائے تو شدت شوق سے اپنی پلکوں کا سرمہ بنالوں

١ـ تکوینی : کَوَی، یَکوِی، کیاًّ،فلانا، لوہے وغیرہ سے داغ دینا ،کوت العقرب،فلاناً، بچھو کا ڈسنا، کوانی بعینه، مجھے تیز نظر سے دیکھا۔ المَیسَمُ : داغنے کا آلہ،داغ کا نشان،ج، المَیَاسِمُ.
تَکوِینی : کوَّنَ، تکویناً، الشیئ، کسی چیز کو پیدا کرنا،ایجاد کرنا،ناپیدا کو عدم سے وجود میں لانا۔
٢ـ الوخِیمُ : الردئ، الثقیل، غیر الموافق. تَکفِینی : کفی،یکفِی،کفایةً، الشیئ، کافی ہونا، صفت،کافٍ، کفی الشیئ فلانا، کسی چیز پر قناعت کرنا،دوسری چیز سے بے نیاز ہونا۔ تَکفِینی : کفَّنَ المیّت، مردہ کو کفن دینا المعنی یوم وضعی فی الکفن، یہاں تکوینی اور تکفینی دو دو جگہ الگ الگ معنی میں استعمال ہوا ہے۔لغات میں اس فرق کو واضح کردیا ہے۔

١ـ غزة : مدينة جنوبى فلسطين ، قاعدة قطاع، على ساحل البحر المتوسط، فيها مات هاشم بن عبد مناف جد رسول الله ﷺ وبها قبره، ولذلک تعرف بغزة هاشم (معجم البلدان).
٢ـ أجفانى : الجفن، غطاء العين من أعلاها وأسفلها، ج،أَجفَانٌ وأَجفُنٌ وجُفُونٌ.

النَّصائِحُ الغَالِیَة

١ إِذَا رُمْتَ أَنْ تَحْيَا سَلِيْماً مِنَ الرَّدَى وَدِيْنُکَ مَوْفُورٌ وَعِرْضُکَ صَيِّنُ

اگر تو چاہتا ہیکہ سلامت زندگی گذارے تیرا دین کامل رہے اور عزت محفوظ رہے

٢ فَلاَ يَنْطِقَنْ مِنْکَ اللِّسَانُ بِسَوْأَةٍ فَکُلُّکَ سَوءَاتٌ وَلِلنَّاسِ أَلْسُنُ

تو تیری زبان کوئی برا کلمہ ہرگز نہ بولے اسلئے کہ تجھ میں بھی عیوب ہیں اور لوگوں کے پاس بھی زبانیں ہیں

٣ وَعَيْنَاکَ إِنْ أَبْدَتْ إِلَيْکَ مَعَائِباً فَدَعْهَا وقُلْ يَاعَيْنُ لِلنَّاسِ أَعْيُنُ

تیری آنکھیں اگر دوسرے کے عیوب تجھے دکھائے تو صرف نظر کر اور کہہ کہ اے آنکھ لوگوں کی بھی آنکھیں ہیں

٤ وَعَاشِرْ بِمَعْرُوفٍ وَسَامِحْ مَنِ اعْتَدَى وَدَافِعْ وَلٰکِنْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ

حسن سلوک کر اور معتدی سے درگذر کر اور مدافعت کرے تو بہتر طریقہ سے کر

١۔ رُمْتَ : رام الشيئُ روما ومراماً، أراد وطلب، فهو رامٍ، مَرُومٌ ای مَطلوبٌ.
الرَّدى : الهلاک والموت. المَوْفُور : مکمل چیز۔ صَيِّنٌ : صان يصُونُ صَوْناً وصِيَاناً وصِيانةً، حفاظت کرنا،صفت مفع ، مَصُونٌ، مَصوُونٌ وصَيِّنٌ، محفوظ۔
٢۔ السَّوْأةُ : العورة والفاحشة والعمل الشائن،ج، سَوْئَاتٌ، يقال، سوء ة لک، أى قبحا لک.
٣۔ مُعائباً : المعابُ والمعابة، عیب،برائی ،ج، معائبُ، عاب، يَعِيبُ عيباً، الشيئ، عیب دار بنانا،صفت فا، عائبٌ، صفت مفع، مَعِيبٌ، مَعْيُوبٌ.

تَرْكُ الهُمُومِ

۱ سَهِرَتْ أَعْيُنٌ وَنَامَتْ عُيُونُ فِي أُمُورٍ تَكُونُ أَوْلَا تَكُونُ

کچھ آنکھیں بیدار رہیں اور کچھ سوگئیں ایسے امور میں جو ہو بھی سکتے ہیں اور نہیں بھی ہوسکتے

۲ فَادْرَأِ الهَمَّ مَااسْتَطَعْتَ عَنِ النَّفْسِ فَحُمْلَانُكَ الهُمُومَ جُنُونُ

جتنا ممکن ہو سکے غموں کو دل سے دور رکھ اسلئے کہ غموں کا بوجھ اٹھائے پھرنا پاگل پنا ہے

۳ إِنَّ رَبًّا كَفَاكَ بِالأَمْسِ مَا كَا نَ سَيَكْفِيكَ فِي غَدٍ مَايَكُونُ

جو رب گذشتہ دنوں میں تجھے کافی ہوگیا تھا وہ ہی رب مستقبل میں بھی کافی ہوجائیگا

تشریح: مطلب یہ کہ بہت سے لوگ بلا وجہ کی فکروں میں پریشان رہتے ہیں، ان سے خطاب ہے کہ امور تکوینیہ سب اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں تو بلا وجہ غمگین کیوں رہتا ہے؟ کل جس خدانے تیرے کام بنائے وہ خدا آئندہ بھی تیری مدد کریگا۔

۲۔ **فَأْدرَأْ** : دَرَاَهُ (ف) دَرْأً وَدُرءةً، زور سے دھکیلنا، ہٹانا۔

حُملانُک : حَمَلَ (ض) حَمْلاً، حُمْلاناً، الشیئ علی ظهره، کسی شئی کو اپنی پیٹھ پر اٹھانا، صفت فا، الحَاملُ، ج، حَمَلَة، حَمَلَة القرآن، قرآن کو حفظ کرنے والے، مؤنث، حامِلَةٌ، ج، حَوَاملُ.

هَوَانُ الطَّمَعُ

١ أَمَتُّ مَطَامِعِي فَأَرَحْتُ نَفْسِي — فَإِنَّ النَّفْسَ مَاطَمِعَتْ تَهُونُ

میں نے لالچ کو مار کر اپنے نفس کو راحت پہونچائی — اسلئے کہ نفس جتنی لالچ کرتا ہے اتنا ہی ذلیل ہوتا ہے

٢ وَأَحْيَيْتُ الْقُنُوعَ وَكَانَ مَيْتاً — فَفِي إِحْيَائِهِ عِرْضٌ مَصُونُ

اور میں نے قناعت کو زندہ کیا مردہ ہونے کے بعد — اسلئے کہ اسکے احیاء ہی میں آبرو کی حفاظت ہے

٣ إِذَا طَمَعٌ يَحُلُّ بِقَلْبِ عَبْدٍ — عَلَتْهُ مَهَانَةٌ وَعَلاَهُ هُونُ

جب لالچ کسی بندے کے دل میں گھر بنالیتی ہے — تو اسپر حقارت غالب آجاتی ہے اور ذلت چھاجاتی ہے

تشریح: فرماتے ہیں کہ میں نے حرص ولالچ سے میرے من کو پاک کردیا تو مجھے راحت ہوگئی، اس لئے کہ نفس جب تک لالچ کرتا رہتا ہے؛ ذلیل ہوتا رہتا ہے، میں نے طبیعت میں قناعت پیدا کی تو میری عزت بچ گئی، اسلئے کہ جب کسی بندہ کے دل میں طمع آجاتی ہے تو وہ ایسے کام کرتا ہے، جس سے اسکی ذلت ہوتی ہے۔

١۔ **مَطَامِعُ** : المَطْمَعُ، جسکی خواہش کی جائے، ج، مَطَامِعُ، طَمِعَ (س) طَمَعاً وطَمَاعاً وطَمَاعِيَةً فی الشیئ وبه، حرص کرنا، لالچ، صفت، طَامِعٌ وطَمِعٌ وطُمُعٌ، ج، طَمِعُون وطُمَعَاءُ واَطْمَاعُ.

٢۔ **القُنُوع** : قَنَعَ (ف) قُنُوعاً، عاجزی دکھانا، القَنُوعُ، ج، قُنُعٌ والقَنِيعُ، ج، قُنَعَاءُ، قانع آدمی۔ القَانِعُ، فا، جو کچھ حصہ میں آئے اسپر راضی رہنے والا آدمی، تقدیر پر یا کم چیز پر راضی رہنے والا۔

العِرْضُ : موضع المدح والذم عند الإنسان، وما يفتخر به الإنسان من حسب أوشرف، ج، أَعْرَاضُ، يقال هو نقى العِرْض، اى برئ من أن يُشتم أو يُعاب.

٣۔ **يَحُلُّ** : حَلّ (ن،ض) حَلاًّ وحللاً وحُلُولاً، المكان، کسی جگہ اترنا، به فی المكان، کسی کو کسی جگہ اتارنا، حلَّ (ض) حِلاًّ. الشیئ، کسی چیز کا حلال ہونا، اليمين، قسم پوری کرنا، الرَّجل، احرام سے حلال ہونا۔

إِحفَظْ لِسَانَكَ

وقال الإمام الشافعیؒ، فی صون اللّسان وکیف یکون إذا لم یحفظ، خطرا علی الإنسان:

۱ إِحفَظْ لِسَانَکَ أَیُّهَا الإِنسَانُ — لاَ یَلْدَغَنَّکَ إِنَّهُ ثُعبَانُ

اے انسان زبان کی حفاظت کر — وہ کہیں تجھے ڈس نہ لے کیونکہ یہ اژدھے کی طرح ہے

۲ کَمْ فِي المَقَابِرِ مِنْ قَتِیلِ لِسَانِهِ — کَانَتْ تَهَابُ لِقَاءَهُ الأَقْرَانُ

بےشمار ایسے لوگوں کو زبان نے مروا کر قبر میں پہونچا دیا — جن سے ملنے سے ہیبت کے مارے ہم زمانہ گھبرایا کرتے تھے

تشریح: مطلب یہ کہ زبان اژدہا کی طرح ہے، جو انسان کو سخت نقصان پہونچا سکتی ہے؛ اسکی حفاظت کرنی چاہیئے، بہت سے لوگ دنیا میں بارعب تھے؛ لوگ ان سے ڈرتے تھے؛ مگر وہ اپنی زبان کی بے احتیاطیوں کی سزا قبر میں پا رہے ہیں۔

۱۔ **اللِّسَانُ** : جسم لحمی مستطیل متحرک مثبت فی أقصی تجویف الفم، فیه حاسّة الذّوق ویساعد علی البلع والکلام، ج، أَلْسِنُ وأَلْسِنَةٌ ولُسُن ولِسَانَاتُ،لسانُ القوم، قوم کا نمائندہ، لِسانُ الصّدق، اچھی شہرت۔

یَلْدَغَنَّک : لَدَغ (ف)لَدْغاً وتَلْداَغاً، ڈسنا۔ **ثُعْبَانُ** : اژدھا، مذکر ومؤنث، ج،ثَعَابِینُ.

۲۔ **أَقْرَانُ** : القِرْنُ، ہمسر، مقابل، شجاعت یا علم میں نظیر، ج، قُرُونٌ، اَقرانٌ.

إِهَانَةُ النَّفْسِ

قال الربیع بن سلیمان، کان الشافعیؒ یملی علینا فی صحن المسجد، فلحقته الشمس، فمرّ به بعض إخوانه فقال ،یا ابا عبدالله أفي الشمس؟ فأنشأ الشافعیؒ یقول، وروی أن ابا یعقوب البویطی قال ، لم أزل أسمع الشافعیؒ یردّد هذا البیت کثیراً:

١ أُهِینُ لَهُمْ نَفْسي لِأُکْرِمُهَا بِهِمْ وَلاَ تُکْرَمُ النَّفْسُ الّتِی لاَ تُهِینُهَا

میں نفس کو متواضع بناتا ہوں تاکہ وہ لوگوں میں مکرم ہوسکے اور وہ نفس ہرگز مکرم نہیں ہوتا جسے تو متواضع نہ بنائے

یہ شعر ’’ آداب الشافعی و مناقبه ‘‘ میں اسطرح بھی ذکر ہوا ہے۔

١ أُهِینُ لَهُمْ نَفْسي لِکَی یُکْرِمها وَلَنْ تَکْرم النفس التی لا تهینها

تشریح: مطلب یہ کہ آدمی جب تواضع کر کے دوسرے کا اکرام کرتا ہے تو پھر اسکا بھی اکرام کیا جاتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکو بلند فرماتے ہیں۔

العَيْبُ فِينَا

١ نُعِيبُ زَمَانَنَا والعَيْبُ فِينَا ... وَمَا لِزَمَانِنَا عَيْبٌ سِوَانَا

ہم زمانہ کو بدنام کرتے ہیں حالانکہ عیب خود ہم میں ہیں ... درحقیقت ہمارے سوا زمانہ میں کوئی عیب نہیں ہے

٢ وَنَهْجُو ذَا الزَّمَانَ بِغَيْرِ ذَنْبٍ ... وَلَوْ نَطَقَ الزَّمَانُ لَنَا هَجَانَا

ہم زمانہ کی ناحق ہجو کرتے ہیں ... اگر اسے گویائی دی جائے تو وہ بھی ہماری ہجو کرنے لگے

٣ وَلَيْسَ الذِّئْبُ يَأْكُلُ لَحْمَ ذِئْبٍ ... وَيَأْكُلُ بَعْضُنَا بَعْضاً عَيَاناً

بھیڑیا بھیڑیے کا گوشت نہیں کھاتا ... جبکہ ہم علی الاعلان ایک دوسرے کا گوشت کھاتے ہے

٤ دِيَانَتُنَا التَّصَنُّعُ والتَّرَائِي ... وَنَحْنُ بِهِ نُخَادِعُ مَنْ يَرَانَا

ہماری دینداری بناوٹ اور ریاکاری ہے ... اسی کے ذریعہ ہم متعلقین کو دھوکہ دیتے ہیں

٥ لَبِسْنَا لِلْخِدَاعِ مُسُوحَ ضَأْنٍ ... فَوَيْلٌ لِلْمُغِيرِ إِذَا أَتَانَا

ہم نے دھوکہ دہی کے لئے اُون کے جبّے پہن رکھے ہیں ... ایسا غارت گر ہمارے پاس آنے سے پہلے ہلاک ہو

تشریح: مطلب یہ کہ لوگ خوامخواہ زمانے کی طرح برائی منسوب کرتے ہیں کہ بھائی زمانہ بہت برا ہے حالانکہ ساری برائیاں ہمارے اپنے دلوں میں ہیں۔ انسان کی حالت تو اس جانور سے بھی بدتر ہے جو بھیڑیا کہلاتا ہے کہ باوجود جنگلی جانور ہونے کے وہ ایک دوسرے کا گوشت نہیں کھاتے مگر انسان بھائی بھائی کا گلا کاٹتا ہے۔

١ـ **الذِّئْبُ** : من الحيوانات الضارية المفترسة المعروفة، كثير الخبث ذو غارات، حاد السّمع والبصر، سريع العدو، كثير الحذر، يعيش على الجيف وعلى لحوم الحيوانات التى يفترسها، يألف الجبال و الهول والصحارى (الموسوعة فى علم الطبيعة).

٤ـ **التصنع والترائى** : الغش والخداع.

٥ـ **مُسُوحُ** : المِسْحُ، ٹاٹ، بالوں کا کمبل، بالوں کی پوشش، ج، اَمْسَاحُ و مُسُوح.

عِبَادُ الرَّحْمٰنِ

١ إِنَّ لِلّٰهِ عِبَاداً فُطَنَا — تَرَكُوا الدُّنْيَا وَخَافُوا الفِتَنَا

اللہ کے کچھ عقلمند بندے ایسے ہیں — جنہوں نے فتنوں کا اندیشہ کیا اور دنیا کو چھوڑ دیا

٢ نَظَرُوا فِيهَا فَلَمَّا عَلِمُوا — أَنَّهَا لَيْسَتْ لِحَيٍّ وَطَنَا

انہوں نے دنیا میں غور کیا اور جب جان لیا — کہ دنیا کسی جاندار کا دائمی وطن نہیں ہے

٣ جَعَلُوهَا لُجَّةً وَاتَّخَذُوا — صَالِحَ الأَعْمَالِ فِيهَا سُفُنَا

توانہوں نے دنیا کو گہرا سمندر سمجھکر — نیک اعمال کو اسمیں سفر کرنے کا سفینہ بنا کیا

تشریح: دنیا میں صوفیاء نے یہ بات اچھی طرح سمجھ لی ہے کہ دنیا کسی انسان کا دائمی وطن نہیں ہے، ہر ایک کو مرنا ہے، اور آخرت ہی ہمیشہ کی زندگی ہے، لہذا انہوں نے نیک اعمال کو نجات کا ذریعہ بنایا اور دنیا کے بکھیڑوں سے صحیح سالم نکل گئے۔ واقعی یہی لوگ عقلمند ہیں۔

فَبَشِّرْهُ

قال الإمام الشافعیؒ، یحدّد أثر العلم فی سیرة الإنسان وخلقه:

١ إِذَا لَمْ يَزِدْ عِلْمُ الفَتٰى قَلْبَهُ هُدًى — وَسِيرَتَهُ عَدْلاً وَأَخْلاقَهُ حُسْنَاً

جب انسان کا علم قلب کی هدایت — سیرت میں عدل اور اخلاق میں حسن کا ذریعہ نہ بنے

٢ فَبَشِّرْهُ أَنَّ اللّٰهَ أَوْلاهُ نِقْمَةً — يُسَاءُ بِهَا مِثْلَ الَّذِى عَبَدَ الوَثَنَا

اسکو بشارت دےدو کہ اللہ نے اسکو ایسا عذاب دیا ہے — جسکے نتیجہ میں بت پرستوں جیسی سزا پائیگا

١ـ **فُطَنَا** : الفاطنُ والفَطِنُ والفَطِينُ والفُطُونُ والفَطُنُ والفَطْنُ، زیرک، سمجھدار، ج، فُطُنٌ وفُطُن.

٣ـ **لُجَّةً** : معظم الماء حیث لا یدرک قعره، جعلوها لجّة ای جعلوها شبیهة بالبحر.

١ـ **هُدًى** : الرُّشد والصلاح، قال تعالٰی "هُدى للمتّقین". **العَدْلُ** : الإستقامة وضدّ الجور والظّلم وهو اعطاء المرء مالهُ وأخذ ماعلیه، قال تعالی "إن الله یأمر بالعدل".

٢ـ **نَقْمَة** : اسم من الانتقام، ای العقوبة، ج، نَقِمٌ. **الوَثَنُ** : التمثال، یعبد، مما یتخذ من الخشب او الحجارة او النحاس او غیرها.

عَمِيْقٌ بَحْرُهُ

قال الإمام الشافعیؒ،یصف اتّساع بحر العلوم:

١ لَنْ يَبْلُغَ العِلْمَ جَمِيعاً أَحَدٌ لا وَلَوْ حَاوَلَهُ أَلْفَ سَنَهْ

دنیا کے جملہ علوم کوئی حاصل نہیں کرسکتا ہرگز نہیں اگرچہ ہزار سال حصول علم میں لگا رہے

٢ إِنَّمَا العِلْمُ عَمِيقٌ بَحْرُهُ فَخُذُوا مِنْ كُلِّ شَيْئٍ أَحْسَنَهُ

علم تو ایک عمیق سمندر ہے اسلئے ہر علم وفن کی خوبیاں حاصل کرلو

تشریح: دنیا میں علم ایک وسیع سمندر کی طرح ہے، کسی انسان کے لئے ممکن نہیں کہ وہ ہر علم کو مکمل حاصل کرسکے، چاہے ہزاروں سال محنت کرتا رہے، البتہ مختلف علوم میں جو علوم اچھے اور نافع ہوں اس کو حاصل کرلینا چاہئے۔

١۔حَاوَلَهُ : حاولَهُ مُحَاوَلَةً وحِوَالاً، کسی سے کوئی شئ حیلہ سے طلب کرنا، الشیئ، ارادہ کرنا، حیلہ سے طلب کرنا۔

الصَّبرُ جُنَّةٌ

١ لاَ تَحمِلَنَّ لِمَن یَمُنُّ — مِنَ الأَنَامِ عَلَیکَ مِنَّة

لوگوں میں جو احسان جتانے والا ہو — اسکے احسان کا بوجھ اپنے اوپر نہ اٹھا

٢ وَاختَر لِنَفسِکَ حَظَّهَا — واصبِر فَإِنَّ الصَّبرَ جُنَّةٌ

اپنے لئے تقدیر کے حصے پر راضی ہو جا — اور صبر اختیار کر اسلئے کہ صبر ڈھال ہے

٣ مِنَنُ الرِّجَالِ عَلٰی القُلُو — بِ أَشَدُّ مِن وَقعِ الأَسِنَّةٌ

لوگوں کا احسان اٹھانا غیرتمند قلوب پر — نیزوں کی ضرب سے زیادہ بھاری ہوتا ہے

تشریح: لوگوں کا احسان اٹھانے سے بہتر ہے کہ جو اپنے نصیب میں ہے اسی پر قناعت کرے اور صبر کرے؛ صبر بمنزلہ ڈھال ہے۔

لوگوں کا احسان شریف انسان کے لئے نیزہ کی تکلیف سے کم نہیں ہے۔

١۔ **یَمُنُّ** : مَنَّ (ن) مَنًّا ومِنَّةً علیه بماصنع، احسان جتانا۔ المِنَّةُ، احسان، ج، مِنَنٌ المَنَّانُ، الفخور بعطیته علی من اعطی حتی یفسد عطائه.

٢۔ **جُنَّةٌ** : پردہ، ج، جُنَنٌ والمِجَنُّ والمِجَنَّةُ، ہتھیاروں سے بچاؤ کی چیز، ڈھال، ج، مَجَانٌ.

٣۔ **الأسِنَّةُ** : السِّنَانُ، نیزے کا پھل، ج، اَسِنَّةٌ ، السِنَّةُ دو طرفہ کلہاری۔

مَا شِئتَ كَانَ

إرادة اللّه هی الماضية، وحكمه النّافذ، يعلم منذ أن خلق النّاس ماسوف يصيبون، وما سيكون عليه أمرهم،قال المزنیؒ ،أنشدنی الشافعیؒ لنفسه:

١ مَاشِئتَ كَانَ وَإنْ لَمْ أَشَأْ — وَمَاشِئتُ إنْ لَمْ تَشَأْ لَمْ يَكُنْ

اے مولیٰ آپکا چاہا ہوا ہوکر رہتا ہے چاہے میں نہ چاہوں — اور میری چاہت اگر آپکی مشیت نہ ہوتو پوری نہیں ہوسکتی

٢ خَلَقْتَ العِبَادَ لِمَا قَدْ عَلِمْتَ — فَفِي العِلْمِ يَجْرِي الفَتَى والمُسِنُ

آپنے بندوں کوجس کام کے لئے پیدا کیا ہے آپ جانتے ہیں — آپکےعلم کے مطابق ہی بوڑھے اور جوان چل رہے ہے

٣ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَمِنْهُمْ سَعِيدٌ — وَمِنْهُمْ قَبِيحٌ وَمِنْهُمْ حَسَنُ

انمیں کوئی بدبخت ہےتو کوئی نیک بخت — اورانمیں کوئی خوبصورت ہےتو کوئی بدصورت

٤ عَلَى ذَا مَنَنْتَ وَهَذَا خَذَلْتَ — وَذَاکَ أَعَنْتَ وَذَا لَمْ تُعِنْ

کسی پرآپنے احسان فرمایا اور کسی کونا کام کیا — کسی کی مدد فرمائی اور کسی کی مدد نہیں فرمائی

٢ـ **المُسِنُ** : السِنُّ، عمر،مؤنث،ومنه فلان حديث السنّ،وہ نوعمر ہے، وفلان كبير السنّ، وہ بڑی عمر کا ہے، ومنه المُسِن، من الدوابّ، بوڑھا جانور،ج، مَسَانُّ.

٣ـ**الشَّقِيُّ** : البائس، نقيض السّعيد. ذو العسر والشدة ،ج، اَشْقِيَاءُ .

السَّعِيدُ : نقيض الشقی الموفّق والمبارک،ج، سُعَداءُ.

مِنْ أَقْوَی الفِطَنْ

قال الإمام الشافعیؒ، أرفع الناس قدرا من لایری قدره، وأکثرهم فضلا من لا یری فضله:

١ لاَ یَکُنْ ظَنُّکَ إِلاَّسَیِّئًا إِنَّ سُوءَ الظَّنِّ مِنْ أَقْوَی الفِطَنْ

تیرا اپنے نفس کے بارے میں گمان برا ہی ہونا چاہئے یقیناً اپنے بارے میں بدگمانی اعلی درجہ کی سمجھداری ہے

٢ مَارَمَی الإِنْسَانَ فِي مَخْمَصَةٍ غَیْرُ حُسْنِ الظَّنِّ والقَولِ الحَسَنْ

انسان مخمصۃ میں مبتلانہیں ہوتا ہے مگر حسن ظن اور قول حسن سے

تشریح: انسان کو اپنے نفس پر بھروسہ نہیں کرنا چاہئے، اس لئے کہ نفس ہمیشہ دھوکہ دیتا ہے؛ امام شافعیؒ اسی لئے فرماتے ہیں کہ اپنے نفس سے بدگمانی کرتے رہو، اسی میں خیر ہے۔

١۔**مَخْمَصَةٍ** : خَمَصَهُ، خَمْصاً و خُمُوصاً و مَخْمَصَةً، الجُوع، بھوک کا کسی کو دُبلے پیٹ والا کردینا، خَمِصَ (س) خَمْصاً و خُمُوصاً وَمَخْمَصَةً، پیٹ کا خالی ہونا، دبلا ہونا۔

إِرْجِعْ إِلٰی رَبِّ العِبَادِ

١ زِنْ مَنْ وَزَنْتَ بِمَا وَزَنْ ... كَ وَمَا وَزَنْكَ بِهِ فَزِنْهُ

تو بھی لوگوں کا ایسا وزن کر (برتاؤ کر) — جیسا انہوں نے تیرا وزن کیا (تیرے ساتھ برتاؤ کیا)

٢ مَنْ جَاءَ إِلَيْكَ فَرُحْ إِلَيْهِ ... وَمَنْ جَفَاكَ فَصُدَّ عَنْهُ

جو تیرے پاس آئے تو بھی اسکے پاس جا — اور جو تجھ سے منہ موڑے تو بھی اس سے اعراض کر

٣ مَنْ ظَنَّ أَنَّكَ دُونَهُ ... فَاتْرُكْ هَوَاهُ إِذَنْ وَهِنْهُ

جو تجھے اپنے سے کمتر سمجھے — اسکی محبت چھوڑ دے اور پروانہ کر

٤ وَارْجِعْ إِلَى رَبِّ العِبَا ... دِ فَكُلُّ مَا يَأْتِيكَ مِنْهُ

اور بندوں کے رب کی طرف رجوع کر — کیونکہ سارے فیصلے وہیں سے ہوتے ہیں

تشریح: امام شافعیؒ مذکورہ اشعار میں آدمی کو عزت نفس کی حفاظت اور غیرت کی طرف ابھارتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آدمی کو لوگوں کے ساتھ برابری والا برتاؤ کرنا چاہیئے، برے آدمی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا کبھی کبھی اسکی برائی میں اضافہ کرتا ہے اور اچھے اخلاق سے پیش آنے والے کو اسکی نظر میں کمتر بنا دیتا ہے۔ اگر ایسے لوگوں کے بیچ رہنا پڑے تو احتیاط سے کام لینا چاہیئے تا کہ آدمی عزت نفس کی حفاظت کر سکے۔

٢۔ **فَرُحْ** : رَاحَ (ن) رَوْحاً، شام کے وقت آنا جانا یا کام کرنا، مطلق جانا۔
فَصُدَّ : صَدَّ (ن،ض) صَداً وصُدُوداً، عنه، اعراض کرنا، مائل ہونا، صفت ،صادٌّ ،ج، صُدَّادٌ.
هِنْهُ : هَانَهُ، ذَلَّهُ، اِحْتَقَرَهُ.

الإِحْسَانُ

١ إِذَا هَبَّتْ رِيَاحُكَ فَاغْتَنِمْهَا فَعُقْبٰى كُلِّ خَافِقَةٍ سُكُونُ

جب تیری ہوائیں چلیں (دور ہو) تو اسکو غنیمت سمجھ اسلئے کہ ہر اضطراب کا انجام سکون ہوتا ہے

٢ وَلاَ تَغْفَلْ عَنِ الإِحْسَانِ فِيهَا فَلاَ تَدْرِی السُّكُونُ مَتَى يَكُونُ

اچھے حالات میں احسان کرنے سے غافل نہ رہ نہ جانے کب یہ حالت بدل جائے

٣ وَإِنْ دَرَّتْ نِيَاقُكَ فَاحْتَلِبْهَا فَمَا تَدْرِي الفَصِيلُ لِمَنْ يَكُونُ

جب تک اونٹنی دودھ دیتی رہے تو دوہ نہ جانے اونٹنی کا بچہ کس کا ہو؟

تشریح: مطلب یہ ہے کہ جب تمہارے پاس مال دولت ہو اور وسعت کی ہوائیں چل رہی ہوں، تو اس وقت کو غنیمت سمجھ لو، اس لئے کہ ہر طوفان کے بعد سکون ہوتا ہے، حالات بدلتے ہیں معلوم نہیں، اچھی حالت کب لوٹ جائے اور دائمی سکون ہو، اس لئے احسان سے غافل نہ ہونا چاہئے۔

١۔ **هَبَّتْ** : (ن) هُبُوباً وهَبِيباً، الريح، ہوا کا چلنا، النّجم، ستارے کا طلوع ہونا۔

عُقْبٰى : کام کا بدلہ، ہر چیز کا آخر، آخرت۔ **خَافِقَةٍ** : خَفَقَ (ن،ض) خَفْقاً، حرکت، اضطراب و خُفُوقاً وخَفَقَاناً، الفؤادَ، دل کا ڈھڑکنا، الراية، جھنڈے کا ہلنا، البرق، بجلی کا کوندنا، الطائر، پرندے کا اڑنا۔

٣۔ **دَرَّتْ** : دَرَّ اللَّبَن، اجتمع فى الضرع وكنز.

نِيَاقُكَ : الناقة، اونٹنی، ج، نِيَاقٌ ونَاقَاتٌ وانْوَاقٌ وَاَنْيُقٌ ، جج، اَيَانِقُ وَنيَاقَاتٌ.

فَاحْتَلِبْهَا : حَلَبَ (ن،ض) حَلْباً وَحِلاباً، الشّاة، بکری وغیرہ کا دوہنا، فاعل، حَالِبٌ، ج، حَلَبَةٌ، کہا جاتا ہے، حَلَبَ الدَّهْر اَشْطُرُهُ، زمانے کی بھلی باتوں کو خوب آزمایا، حَلَبْتَ بِالساعد الاشدّ تو نے مضبوط آدمی سے مدد لی۔

الفَصِيلُ : اونٹنی یا گائی کا وہ بچہ جو ماں سے علیحدہ ہو گیا ہو، شہر پناہ کے سامنے چھوٹی دیوار، ج، فِصَالٌ وفُصْلاَنٌ.

جَامِعُ المَالِ

يحثّ الإمام الشافعیؒ ،على عمل الخير فی الدّنيا ونحن فی أوج عزّتنا وقوّتنا ، لا أن نعمل الخير قبيل وفاتنا بقليل، أو نحن على فراش المرض والنّزع:

١ يَا جَامِعَ المَالِ تَرْجُو أَنْ تَفُوزَ بِهِ ... كُلْ مَا أَكَلْتَ وَقَدِّمْ لِلْمَوازِينِ

اے مال کے حریص تو مال سے کامیابی چاہتا ہے؟ ... کھا سکے اتنا کھا لے اور مابقیہ میزان عمل میں بھیج دے

٢ وَلاَ تَكُنْ كَالَّذِی قَدْ قَالَ إِذْحَضَرَتْ ... وَفَاتُهُ،ثُلُثُ مَالِی لِلْمَسَاكِينِ

اور اس آدمی کی طرح نہ بن جو مرتے وقت کہے ... میرا تہائی مال مساکین کے لئے صدقہ ہے

إِنْ شِئْتَ أَنْ تَحْيٰ غَنِياً

١ إِذَا شِئْتَ أَنْ تَحْيَا غَنِياً فَلاَ تَكُنْ ... عَلَى حَالَةٍ إِلَّا رَضِيْتَ بِدُونِهَا

اگر تو شائان بے نیازی سے زندگی گذارنا چاہتا ہے ... تو موجودہ حال سے ادنی حال زندگی پر بھی راضی ہوجا

١ـ المَوَازِينُ : المِيزَانُ، ترازو،مقدار،انصاف،ج،المَوَازِينُ وَهنا ثقل الحسنات يوم الحساب.

حُبُّ العَجُوزِ

كتب رجل رقعة يستفتى بها الإمام الشافعیؒ :

١ مَـاذَاتَقُـولُ هَـدَاکَ اللّٰـه فِي رَجُلٍ أَمُسَـى يُـحِـبُّ عَـجُوزًا بِنْتُ تِسُعِينِ

آپ کیا فرماتے ہیں اللہ آپکی رہبری فرمادے اس مرد کے بارے میں جو نوے سالہ بوڑھی سے محبت کرتا ہے

فأجابه الإمام الشافعیؒ:

٢ نَبُكِـى عَلَيْـهِ فَقَـدُ حُقَّ البُكَـاءُ لَـهُ حُـبَّ الـعَـجُـوزِ بِتَرُكِ الخُرَّدِالعِين

ہم اس پر روئینگے اسلئے کہ وہ اسکا مستحق ہوگیا ہے باکرہ حسینہ کو چھوڑ کر بوڑھی سے محبت کرنے کی وجہ سے

١ـ **عَـجُوزاً** : عَـجَـزَتُ (ن) وَعَـجُـزَتُ (ک) عُـجُـوزاً، المَرُأَةُ ، عورت بوڑھی ہوگئی، الـعَـجُوزُ، بڑھیا،ج،عُجُزٌ وَعَجَائِزُ ، رجل عَجُزٌ وَعَجِزٌ، عاجز مرد، کہتے ہیں هو عُجُزَةُ ابيه ،وہ اپنے باپ کا آخری لڑکا ہے۔

الخُرَّدُ : خَـرِدَتُ(س) خَرُداً وتَخَرَّدَتُ، الجارية ،لڑکی کا باکرہ ہونا،دوشیزہ ہونا، الـخَرِيدُ والخَرِيُدَةُ والخَرُودُ، باکرہ لڑکی،شرمیلی اورزیادہ خاموش رہنےوالی لڑکی، لُؤلُؤٌ خَرِيدٌ، ناسفیۃ موتی۔

العِينُ : نُـجُلُ العيون، حسانها، قال تعالیٰ ''قاصرات الطرف عِين'' '' وَزَوَّجُنَاهُمُ بِحُورٍ عِينٍ '' قرنّاهم بنساء بيض مخلوقات فى الجنة واسعات الاعين، حسانها.

البِرُّ والإِيمانُ

١ يَـامَـنْ تَـعَـزَّرَ بِـالـدُّنيَا وَزِيـنَتِهَـا الـدَّهْـرُ يَـأتِـی عَـلَـی المَبْنِیِّ والبَانِي

اے وہ آدمی جو دنیاوی زینت کوعزت کا سبب مانتا ہے حوادثات زمانہ مکان ومکیں دونوں کو ہلاک کردیگا

٢ وَمَـنْ يَـكُـنْ عِـزُّهُ الـدُّنيَـاوزِيـنَتُهَـا فَـعِــزُّهُ عَـنْ قَـلِيــلٍ زائِـلٌ فَـانِـي

جسکی عزت دنیوی زیب وزینت سے ہو سواسکی عزت عنقریب فنا ہوجائیگی

٣ وَاعْـلَـمْ بِـأَنَّ كُـنوزَ الأَرْضِ مِنْ ذَهَـبٍ فَـاجْـعَـلْ كُـنُـوزَکَ مِـنْ بِرٍّوَ إيمَانِ

اورجان لے کہ دنیاداروں کا خزانہ سونا چاندی ہے مگر تو بھلائی اورایمان کواپنا خزانہ بنا

١ـ تَعَزَّرَ : قوی، ای یا أيها الإنسان الذی قويت بالدَّنيا الفَانِيَة.

المَبْنِيَّ : بَنٰی(ض) بِناءً وَبُنْيَاناً وبِنيَةً وَبِنَايَةً، البيت، گھرتعمیرکرنا، الأرض،زمین آبادکرنا۔

الباني: فاعل،ج،بُناةٌ والبَنَّاءُ ،معمار،ج،بَنَّائُونَ.

٣ـ الـذَّهَبَ : مذکرومؤنث، معـدن نـفيــس اصـفـر بـرّاق لا يَتَـأثر بالماء والهواء والحوامض، يستعمل فی صنع الحلی ولصک النقود الذهبية.

الإيمانُ : نَقيض الكفر. والتصديق بالقلب والاقرار باللّسان. البِرَّ : الإحسان.

سَمِيعُ الدُّعَاء

قال الإمام محمد بن إدريس الشافعیؒ، فی الدّعاء:

۱ يَـا سَـمِيْـعَ الـدُّعَـاءِ كُنْ عِنْدَ ظَنِّي وَاكْـفِـنِي مَـنْ كَـفَيْتَـهُ الشَّــرَّ مِنِّي

اے دعاؤں کو سننے والے میرے ساتھ میرے گمان جیسا معاملہ فرما اور میری طرف سے لوگوں کی شرارت کے لئے کافی ہوجا

۲ وَ أَعِـنِـىِّ عَـلَـى رِضَـاكَ، وخِـرْلِي فِـي أُمُـورِي، وَعَـافِـنِي وَأعْفُ عَنِّي

تیری رضا کے اعمال پر میری مدد فرما اور میرے لئے اچھے امور کا انتخاب فرما، عافیت عطا فرما اور درگذر فرما

۱ـ **الدُّعَاء** : الـطّـلـب مـن الله تعالى مع التّذلّل والخضوع، قال رسول الله ﷺ " الدُّعاء مُخُّ العبادة". **السَّميعُ** : من أسماء اللّٰه الحُسنىٰ، يقول الشاعر العربی فی دعاء بإسم السميع :

يـا سـامـعـا فـى الـلّيـلة الـظّـلـمـاء صـوت دبيــب الـنّـمـلـة السـوداء

تَـدبّ فـوق الـصــخـرة الـصـمّـاء أنــت الـسّـمـيـع هـامــس الـدُّعــاء

تــدعــو بــه الـقـلـوب فـى الـخـفـاء مــن غيـر مــاصـوت ولا أصــداءِ

۲ـ **خِرلِي** : خَارَ (ض)خَيْرَة وَخِيْـرَةً وخِيراً وَخَيَّرَ الشيئ علی غيره، ایک شیٔ کو دوسرے پر فضیلت دینا، برتری دینا۔ اللّٰهم خِرلِی، اے اللہ میرے لئے دونوں امور میں سے بہتر کا انتخاب فرما۔

قافِيَةُ الهاء

الأُسُودُ والكِلَابُ

١ سَأَتْرُكُ حُبَّكُمْ مِنْ غَيْرِ بُغْضٍ — وَلاَ أَرْضَى مُقَارَنَةَ السَّفِيهِ

میں بغیر ناراضگی کے تمہاری محبت ترک کردونگا — کیونکہ مجھے بے وقوفوں کی دوستی پسند نہیں

٢ وَتَحْتَرِمُ الأُسُودُ وُرُودَ مَاءٍ — إِذَا كَانَ الكِلَابُ وَلَغْنَ فِيهِ

شیر اس گھاٹ پر پانی نہیں پیتا — جہاں کتے منھ ڈالتے ہوں

٣ إِذَا دَبَّ الدَّبِيبُ عَلَى طَعَامٍ — سَأَتْرُكُهُ وَقَلْبِی يَشْتَهِيهِ

جس کھانے پر چھوٹے کیڑے رینگنے لگے — میں خواہش کے باوجود وہ نہیں کھاتا

٤ إِذَا شَرِبَ الأَسَدُ مِنْ خَلْفِ كَلْبٍ — فَهَاذَاکَ الأَسَدُ لاَ خَيْرَ فِيهِ

جب شیر کتے کا جھوٹا پینے لگے — تو وہ شیر شیر نہیں رھتا

١۔ **المُقَارَنَةُ** : قَرَنَ (ض) قَرْناً، الشيئ بالشيئ، ایک چیز کو دوسرے سے متصل کرنا، باندھنا، الثورين، بیل جوتنا، البعيرين، ایک رسی میں دو اونٹ باندھنا، قَارَنَ، مُقَارَنَةً وَقِرَاناً، کسی کے ساتھ کرنا، متصل کرنا۔ القَرِينُ، متصل، مصاحب، قبیلہ، خاوند، نفس، ج، قُرناءُ۔

٢۔ **الوُرُود** : وَرَدَ يَرِدُ وُرُوداً، الماء، پانی پر آنا یا پہونچنا، صفت، وَارِدٌ، وَفِی القُرآن الكريم "فَلَمَّا وَرَدَ ماءَ مَدْيَنَ.

٣۔ **دَبّ الدّبِيبُ** : دَبَّ (ض) دَباً ودَبِيباً، سانپ کی طرح رینگنا یا بچہ کی طرح ہاتھ پیروں پر گھسٹنا۔ الدَّبِيبُ، ہر رینگنے والا چھوٹا کیڑا۔

قَافِیَةُ الألف المقصورة

حَیَاةُ الأَشْرَافِ واللِّئَامِ

١ أَرَی حُمُراً تَرْعٰی وَتُعْلِفُ مَاتَهْوٰی وأُسْداً جِیَاعاً تَظْمَأُ الدَّهْرَ لاَ تُرْوٰی

میں دیکھتا ہوں کہ گدھوں کو پسندیدہ چارہ مل جاتا ہے اور شیر نر زندگی بھر بھوکے پیاسے رہتے ہیں

٢ وَأَشْرَافَ قَوْمٍ لَایَنَالُونَ قُوتَهُمْ وَقَوماً لِئَاماً تَأْکُلُ المَنَّ والسَّلْوٰی

شرفاء قوم کو قوت لایموت میسّر نہیں اور کمینے من وسلوی کھاتے ہیں

٣ قَضَاءٌ لِدَیَّانِ الخَلائِقِ سَابِقٌ وَلَیْسَ عَلٰی مُرَّ القَضَا أَحَدٌ یَقْوٰی

یہ حاکم خلائق کا فیصلہ ہے جو ہو چکا ہے اور تقدیر کا تلخ فیصلہ کوئی بدل نہیں سکتا

٤ فَمَنْ عَرَفَ الدَّهْرَ الخَؤُونَ وَصَرَفَهُ تَصَبَّرَ لِلْبَلْوٰی وَلَمْ یُظْهِرِ الشَّکْوٰی

جو زمانہ کے انقلابات وتصرفات کو پہچانتا ہے وہ حوادثات پر صبر کرلیتا ہے اور شکایت نہیں کرتا

١۔ **حُمُراً** : المفرد، الحمار، حیوان داجن اصغر من الفرس فصیلة الخیلیّات تخدم للحمل والرّکوب ،هادئ ،صبور، بطئ فی سیره، جبان فی خلقه، ج،حَمِیْرٌ، حُمُرٌ، المُؤنّث، حِمَارَة وأتَانٌ، التَصغیر، حُمَیْرٌ، کنیته أبو صابر وأبو زیاد (حیاة الحیوان الکبرٰی) . **تَعْلِفُ: عَلَفَ** (ض) عَلْفاً وعَلَّفَ واَعْلَفَ، الدَّابَة، جانور کو چارہ دینا، العَلِیفُ والعَلُوفَةُ،صرف چارہ کھانے والا۔

٢۔ **قُوتَهُمْ** : القُوتُ، مایقوم به بدن الإنسان من الطعام. **اللِّئَامُ** : لؤم فلان لؤما ولآمة، دنو أصله وشحّت نفسه فهو لئیم. **المَنُّ والسَّلْوٰی** : نعمة الله تعالیٰ من رزق وهو الذی أنزله الله تعالی علی بنی اسرائیل بوجه عجیب فی التّیه، یقول تعالیٰ '' وَاَنْزَلْنَاعَلَیْکُمُ المَنَّ السَّلْوٰی''

٣۔ **الدَّیَّانُ** : من أسماء الله الحسنی، وهو القهّار والمجازی بالخیر والشر.

٤۔ **الخَئُون** : خان (ن) خَوْناً وخِیَانَةً وَمَخَانَةً وَخَانَةً فی کذا، امانت میں خیانت کرنا،خانة الدّهر ، زمانہ کا کسی کی حالت کو فراخی سے تنگی میں تبدیل کرنا،صفت، خَائِنٌ، ج،خُوَّانٌ ، الخَئُون والخَوَّانَةُ، بڑا خائن۔ **الشَّکْوٰی** : مایشکی منه، والتوجّع من ألم وغیره، ج، شکاوٰی.

قَافِيَةُ اليَاءِ

أَعْرِضْ عَنِ الجَاهِلِ

١ أَعْرِضْ عَنِ الجَاهِلِ السَّفِيهِ ... فَكُلُّ مَا قَالَ فَهُوَ فِيهِ

جاھل بےوقوف کی باتوں سے درگذر کر ... کیونکہ وہ جو بولتا ہے وہ اسکی جہالت کا نتیجہ ہے

٢ مَا ضَرَّ بَحْرَ الفُرَاتِ يَوْماً ... إِنْ خَاضَ بَعْضُ الكِلَابِ فِيهِ

بہنے والے دریائے فرات کو کوئی نقصان نہ ہوگا ... اگر کچھ کتّے کسی دن اسمیں گھس جائیں

١۔ **أَعْرِضْ** : أَعْرَضَ عنه، منہ موڑنا، اعراض کرنا۔
السَّفِيهُ : ج، سُفَهَاءُ، بےوقوف، کم عقل، نادان۔
٢۔ **خَاضَ** : خَاضَ (ن) خَوضاً وخِيَاضاً، الماء، پانی میں گھسنا، داخل ہونا، فی الحديث، گفتگو میں مشغول ہونا، الغمرات، سختیوں میں گھس جانا۔

عَیْنُ الرِّضَا

١ وَعَیْنُ الرِّضَا عَنْ کُلِّ عَیْبٍ کَلِیلَةٌ — وَلٰکِنَّ عَیْنَ السُّخْطِ تُبْدِی الْمَسَاوِیَا

محبت کی نگاہ عیب دیکھنے میں کمزور ہوتی ہے — اور ناراضگی کی نگاہ عیوب واضح کرتی ہے

٢ وَلَسْتُ بِهَیَّابٍ لِمَنْ لَا یَهَابُنِي — وَلَسْتُ أَرٰی لِلْمَرْءِ مَالَا یَرٰی لِیَا

جو مجھ سے نہیں ڈرتا میں بھی اس سے نہیں ڈرتا — اور جو میرا خیال نہیں کرتا میں اسکا خیال نہیں کرتا

٣ فَإِنْ تَدْنُ مِنِّی، تَدْنُ مِنْکَ مَوَدَّتِي — وَإِنْ تَنْأَ عَنِّی تَلْقَنِي عَنْکَ نَائِیَا

تو مجھ سے قریب ہوگا تو میری محبت تجھ سے قریب ہوگی — اور اگر تو دور ہوگا تو مجھے بھی اپنے سے دور پائیگا

٤ کِلَانَا غَنِیٌّ عَنْ أَخِیهِ حَیَاتَهُ — وَنَحْنُ إِذَا مِتْنَا أَشَدُّ تَغَانِیَا

ہم میں سے ہرایک زندگی میں ایک دوسرے سے بے نیاز ہیں — اور موت کے بعد یہ بے پرواہی اور زیادہ بڑھ جائیگی

١ـ **کَلِیلَةٌ** : کَلَّ (ض) کَلًّا وَکَلَالًا وَکُلُولَةً، تھکنا، کَلِیل اللّسان و البصر، زبان یا نگاہ کا اچھی طرح کام نہ دینا، الکَلِیلُ، تھکا ہوا، بَصَرٌ کَلِیلٌ، کمزور، نگاہ، سَیْفٌ کَلِیلٌ، کند تلوار، ج، کِلَالٌ.

٢ـ **هَیَّاب** : خائفٍ.

٣ـ **تَنأَ** :نأی، یَنْأَی نَأْیاً، فلانا ونَأَیَ عن فُلان، دور ہونا، صفت، ناءٍ، مؤنث، نائِیَةٌ.

٤ـ **تَغَانِیاً** : تَغَانی، تَغَانِیاً ، ایک دوسرے سے غنی ہونا، بے نیاز ہونا، استغنٰی، بے نیاز ہونا، عنه به، اکتفا کرنا، اللهُ، خداتعالی سے دعا کرنا کہ وہ غنی کردے۔

حُبُّ الفَاطِمِيَّةِ

١ إِذَا فِـي مَـجْـلِـسٍ نَـذْكُـرُ عَـلِيـاً وَسِبْـطَيْـهِ وَفَـاطِـمَةَ الـزَّكِيَّـهُ

جب ہم کسی مجلس میں حضرت علیؓ کا ذکر کرتے ہیں اور حسنینؓ اور فاطمہ زکیہؓ کی یاد تازہ کرتے ہیں

٢ يُـقَـالُ تَـجَـاوَزُوا يَـا قَـومُ هَـذَا فَهَـذَا مِـنْ حَـدِيـثِ الـرَّافِـضِيَّـهُ

تو کہا جاتا ہیکہ اے لوگو اسکو چھوڑ دو کیونکہ یہ روافض والی باتیں کر رہا ہے

٣ بَـرِئْـتُ إِلَـى الـمُهَيْـمِنِ مِنْ أُنَـاسٍ يَـرَوْنَ الـرَّفْـضَ حُـبَّ الفَـاطِمِيَّـهُ

میں اللہ تعالی کے سامنے ایسے لوگوں سے براءت ظاہر کرتا ہوں جو اولاد فاطمہؓ سے محبت کو رفض سمجھتے ہوں

١ـ سِبْطَيْهِ : السبط ولد الإبن والإبنة ، وهما الحسن والحسینؓ

٣ـ المُهَيْمِنُ : اسماء الله الحُسنیٰ، المُسَيْطِرُ.